http://ataunnabi.blogspot.in

مدراس، اسکول، کالجز اور تمام ان نوجوانوں کے لیے سنہرے اصول جو کچھ بننا چاہتے ہیں لیکن بن نہیں پاتے۔۔

زندگی خوش گوار بنائیے!!

مصنف:
فرحان رفیق قادری نفی عنہ
(گجرات، پاکستان)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

© جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب : زندگی خوش گوار بنائیے!!
مصنف : فرحان رفیق قادری
کمپوزنگ : مصنف بذاتِ خود
تصحیح : محمد زبیر قادری (بمبئی)
اشاعت اوّل: جنوری 2019
صفحات : 187
قیمت : 300 روپے
رابطہ نمبر : 923086120469

گھر بیٹھے منگوانے کے لیے اس نمبر پر رابطہ کیجیے!

03086120469

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

زندگی خوشگوار بنائیے!!!!!!

فرحان رفیق قادری

الانتساب۔۔۔

جو ساری زندگی ہمیں سنوارنے کے لیے خون، پسینہ بہاتے بہاتے خالق حقیقی سے جا ملے۔۔

یعنی:۔والد محترم ملک محمد رفیق صاحب (مرحوم)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فہرست

نمبر شمار	عناوین صفحہ	صفحہ
1	اظہار تشکر	7
2	فرحان رفیق قادری۔۔ایک تعارف	9
3	بنیادی فرق	12
4	نیت صاف منزل آسان	14
5	پہلا اصول: پختہ ارادہ	17
6	ارادے سے پہلے اور بعد	21
7	قوت ارادی میں کمی کا علاج	24
8	دوسرا اصول: یقین کا جادو	26
9	ذات باری تعالیٰ پر یقین	27
10	بندے کا اپنی ذات پر یقین (خود اعتمادی)	37
11	یقین کیسے حاصل ہوتا ہے؟	40
12	تیسرا اصول: بامقصد زندگی	44
13	ایک بچے کی کہانی	47
14	ٹرننگ پوائنٹ	50
15	بامقصد زندگی گزارنے والوں کے کارنامے	54

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

16	احسان کا خون!!!	56
17	مقصد متعین کرنے کے فوائد	60
18	انسان بور کیوں ہوتا ہے؟	61
19	آخر لوگ مقصد مقرر کیوں نہیں کرتے؟	68
20	اہداف مقرر کیجیے!!!	71
21	زندگی کا سب سے اہم دن	73
22	چوتھا اصول: مشورہ کیجیے!!	75
23	مشورے کی ضرورت	76
24	مشورے سے فوائد کیوں حاصل ہوتے ہیں؟	81
25	مشورہ لینے والے کے لیے اہم نکات	84
26	مشورہ دینے والے کے نام اہم نکات	90
27	بات غور سے سنو	90
28	مفت مشورے!!!	98
29	مشورے کو حکم مت سمجھیے!!	101
30	پانچواں اصول: صدقہ/سخاوت کیجیے!!	105
31	اچھی باتیں کیجیے!!	107
32	تعریف کیجیے تنقید سے بچیے!!	111
33	اپنی غلطی کا اعتراف کیجیے	116
34	شکر گزاری	121
35	دوسروں کا حال پوچھیے	130
36	سخاوت کی دوسری قسم	134

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

37	سخاوت کی تیسری قسم	139
38	چھٹا اصول: علم حاصل کیجیے	148
39	علم کسے کہتے ہیں؟	149
40	علم حاصل کرنا فرض ہے	150
41	مالدار کرنے والا علم!	153
42	بزرگوں کا مطالعہ	156
43	جیسا شعبہ ویسا علم	162
44	ساتواں اصول: اپنا کام کیجیے (کاروبار)	165
45	کروڑ پتی صحابی	168
46	اپنے اور دوسرے کے کام میں فرق	172
47	امیر امیر کیوں اور غریب غریب کیوں؟؟	173
48	اثاثے اور مالی بوجھ	178
49	آخر لوگ اپنے کام سے کیوں بھاگتے ہیں؟	181
50	کچھوا کیوں جیتا؟؟	184
51	آخری بات (علماء کے نام)	186

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اظہار تشکر۔۔۔

*شکریہ اس ذات کا جس نے لاتعداد نعمتوں سے مالا مال کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان گھرانے میں پیدا کیا۔۔اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی بنایا۔۔۔

*شکریہ۔۔۔ان کا جن کی رحمت ہر جہان میں اپنا سایہ کیے ہوئے ہے۔۔جن کی شفاعت پر ہی آسرا ہے۔۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔۔

*شکریہ۔۔شیخ کامل حضرت عطار دام ظلہ کا۔۔جن کی نظر فیض نے مجھ جیسے لاکھوں شتر بے مہاروں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کونٹھی سے باندھ دیا۔۔

*شکریہ۔۔۔سارے گھر والوں کا جنھوں نے ہر میدان اور ہر منزل میں ہر طرح کا ساتھ دیا۔۔بالخصوص برادر کبیر، ملک نعمان رفیق صاحب۔۔کا جنھوں نے کتاب کی چھپائی میں خصوصی تعاون کیا۔۔

*شکریہ۔۔۔بالخصوص شیخ الحدیث مولانا اسد مدنی صاحب، استاد محترم قبلہ مفتی نوازش صاحب، مولانا سجاد مدنی صاحب اور بالعموم جامعہ المدینہ گجرات کے تمام استاذہ کرام کا جن کی تربیت، شفقت، محبت نے اس قابل بنایا۔۔۔

*خصوصی شکریہ۔۔۔اس دوست کا۔۔میری ہر ہر تحریر، کالم اور مضمون کے پیچھے جس کا ہاتھ ہے۔۔جس سے انٹرنیٹ پر رابطہ ہوا۔۔ادھر ہی دوستی ہوئی۔۔جس نے مسلسل مجھے لکھنے پر زور دیا۔۔میری لاکھ بہانے بازیوں کے بعد بھی۔۔جس نے ہمت نہ ہاری بلکہ بولتا رہا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لکھو۔بس۔۔لکھو۔۔۔اس کتاب کا محرک بھی وہی۔۔پروف ریڈنگ سے لے کر املا کی درستی کرنے والا بھی وہی۔۔۔جناب محترم زبیر قادری ممبئی ہند۔۔۔

شکریہ۔۔۔ماہر لسان اردو۔۔جامع معقول منقول۔۔ہر فن مولا۔۔حضرت علامہ قاری لقمان شاہد صاحب کا جنھوں نے اس کتاب کی تحقیق میں دیگر کتابوں کے طرف رہنمائی فرمائی اور وقتاً فوقتاً اپنی قیمتی مشوروں سے نوازتے رہے۔۔۔۔

اور تمام دوست، احباب، رشتہ داروں کا جنھوں نے کسی بھی قسم کا تعاون کیا۔۔

الشاکر: فرحان رفیق قادری عفی عنہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فرحان رفیق قادری۔۔۔۔۔ایک تعارف

سوشل میڈیا پر واٹس ایپ کے بعد ٹیلی گرام کا ورود ہوا تو ایک نیا جہان آباد ہو گیا، جو اہل علم کے لیے، دین کی ترویج واشاعت کے لیے بے حد مفید ثابت ہوا۔شروع شروع میں واٹس اپ تو صرف چیٹنگ کے لیے بنا تھا، جو آج ترقی یافتہ شکل اختیار کر گیا۔مگر مختصر سے عرصے میں ٹیلی گرام کے جو دوررس اثرات نظر آئے وہ سوشل میڈیا کی کسی ایپلی کیشن میں نظر نہ آئے۔ٹیلی گرام کی خصوصیات معلوم ہوتے ہی دنیا بھر کے اہل علم کا کارواں یہاں جمع ہو گیا۔علمی وتحقیقی گفتگو ہونے لگی۔معلومات شیئر کی جانے لگیں۔کتابوں کی بیسیوں لائبریریاں وجود میں آ گئیں۔تمام دینی کتب پی ڈی ایف کی شکل میں دستیاب ہونے لگیں۔غرض کہ اسلام کی ترویج واشاعت کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم مل گیا اسی ٹیلی گرام کے مختلف گروپس سے استفادہ کر رہا تھا کہ گجرات پاکستان کے فرحان قادری نامی نوجوان سے ملاقات ہو گئی۔موصوف کو مختلف گروپس میں بحث ومباحثوں میں حصہ لیتے دیکھا تو ان کی صلاحیتوں کا معترف ہو گیا۔وسیع المطالعہ رکھنے والے اس نوجوان نے اہل علم کے درمیان بہت کم وقت میں اپنی حیثیت منوالی۔لیکن میں نے محسوس کیا کہ فرحان قادری گروپس میں بحث ومباحثوں میں الجھ کر اپنی صلاحیت اور بہت سارا قیمتی وقت ان کاموں میں صرف کر رہے ہیں۔تب میں نے انھیں ٹوکا کہ یار آپ اپنا وقت ان کاموں میں صرف کرنے کی بجائے ایسے کاموں میں لگائیں جس سے آپ کی صلاحیتیں بھی نکھرے اور دین کا بھی اچھا کام ہو۔سوال کیا، کیا کروں، کیسے کروں؟ میں نے ترغیب دلائی کہ آپ مختصر مضامین لکھ کر سوشل میڈیا پر عام کرنا شروع کریں۔ہمارے اطراف میں جو بھی مسئلہ یا معاملہ درپیش ہو، اس پر خامہ فرسائی کیجیے۔اس سے آپ کی تحریر واسلوب میں پختگی وروانی آئے گی، جو مستقبل میں بہت کام آئے گی اور میں نے ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ اپنی ہر تحریر لکھ کر مجھے بھیج دیا کریں۔میں اصلاح ونظر ثانی کر کے بھیجوں تبھی اشاعت کی جائے۔موصوف راضی ہو گئے۔لکھنے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔اللہ تعالی کے کرم سے جو لکھا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اچھا لکھا، مقبول ہوا اور سراہا گیا۔ قلم کی رفتار بڑھتی گئی، قلم نکھرتا گیا۔

ہمارا اکثر تبادلہ خیال ہوتا رہتا۔ ایک دن موصوف نے سیلف ہیلپ اور موٹیویشن یعنی نفسیاتی طریقوں کے ذریعے ترغیب دے کر انسانی صلاحیتوں کو ابھارنے پر مبنی کتب سے متعلق ایک کالم لکھا جس کا نام اسلامی تعلیمات اور سیلف ہیلپ بکس تھا۔ جس میں دور جدید کے ماہرین نفسیات اور صوفیہ کے اقوال کا تقابلی جائزہ لیا گیا تھا کہ اہل مغرب کے نزدیک جن اصولوں کے تحت آج کامیابی حاصل کی جاسکتی ہیں وہ اسلامی تعلیمات میں پہلے سے موجود ہیں۔ کالم کے آخر میں موصوف نے لکھا کہ اس پر کتاب تیار کی جاسکتی ہے۔ اس موضوع پر اکثر یورپ، امریکہ وغیرہ کے غیر مسلم ماہرین کی کتب موجود ہیں، یا کچھ مقامی قلم کاروں کی کتب بھی ہیں لیکن اسلامی نقطہ نظر پر مبنی بہت کم۔۔ جب کہ انسانی نفسیات کا پورا علم دین اسلام کی تعلیمات میں موجود ہے۔ فرحان نے بتایا کہ انھوں نے اس موضوع پر بیسیوں کتب پڑھی ہیں۔ اکثر میں یکساں باتوں کو ہی دہرایا گیا ہے۔ احقر نے اکسایا کہ پھر آپ ہی اس پر لکھنا شروع کیجیے۔ موصوف نے احقر کی تحریک پر صاد کیا اور کامیاب زندگی کے اصول قسط وار لکھنا شروع کر دیا (جو زندگی خوش گوار بنائیے کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے)۔ احقر کی نظر ثانی کے بعد یہ تحریر سوشل میڈیا میں عام ہونے لگیں۔ بیش تر احباب نے اس سلسلے کو بے حد پسند کیا اور حوصلہ افزائی کی۔ فرحان بھائی نے نہایت مصروفیت کے باوجود ایک مشکل فن پر مشتمل اس کتاب کو کم وقت میں مکمل کر دیا۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ یہ موصوف کی پہلی کاوش ہے، اس کے باوجود تحریر عمدہ، سلیس ہے۔ پوری کتاب میں وہ اس فن کے ماہر کی طرح گفتگو کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے لیے موصوف واقعی میں داد و تحسین کے لائق ہیں۔

اللہ کریم بطفیل حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور کتاب کو مقبول انام فرمائے آمین۔

مدیر اعلی افکار رضا محمد زبیر قادری بمبئی انڈیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بسم اللہ الرحمن الرحیم

''کامیابی'' ایسی چیز ہے جس کا طلب گار ہر انسان ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ کیسی کامیابی ہے۔ دنیا میں نفسیات یا سیلف ہیلپ کورس پر جو بھی کتاب لکھی گئی ہے اس کی آخری منزل ''کامیابی'' ہی ہے۔ جب ہم سچے مذہب اسلام کو دیکھیں تو اس میں بھی کامیابی پر بہت زور دیا گیا ہے بلکہ کامیابی کی راہوں کو کھل کر بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح جب ہم غیر مسلم ماہر نفسیات یا سیلف ہیلپ کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ بھی کامیابی کی راہوں کی رہنمائی کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ میں نے جب انگریزوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ کیا تو کامیابی کے بیان کردہ اُصولوں کو اسلامی تعلیمات کے موافق پایا۔۔۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ جن اُصولوں کو مغربی مفکر آج بیان کر رہے ہیں۔۔۔ اسلام تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل ہی وہ دے چکا ہے۔

کامیابی کے حصول کے لیے انسان کا اپنے دل و دماغ کو تازہ رکھنا، بری عادت کو ترک کرنا، خوش مزاج رہنا، مقصد کو متعین کرنا، ٹال مٹول کی عادت کو چھوڑنا، صحت کا خیال رکھنا غرض ہر اُس سوچ، عادت، فعل، احساس کو چھوڑ دینا جو انسان کو زندگی میں آگے نہ بڑھنے دے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قد افلح من تزکی۔

جس نے اپنے آپ کو ستھرا کرلیا وہ ضرور کامیاب ہوگیا۔

جس نے کفر کی گندگیوں سے خود کو پاک کرلیا اور جس نے گناہوں کی دلدل سے خود

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کو نکال لیا، وہ اُخروی زندگی میں کامیاب ہو گیا،

جس نے دنیا میں اپنی عادتوں کو سنوار لیا وہ کامیاب ہو گیا،

جس نے صبر و شکر و بردباری سے خود کو آراستہ کر لیا وہ خاندان میں بھی کامیاب ہو گیا،

جس نے ٹال مٹول اور ڈر جیسے احساسات سے خود کو نجات دلا دی وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیاب ہو گیا،

جس نے کاہلی اور بے راہ روی سے خود کو پاک کر لیا وہ اپنے کاموں میں کامیاب ہو گیا۔۔۔

غرض یہ آیت اتنی جامع ہے کہ دنیوی و اُخروی کامیابی حاصل کرنے کے ہر ایک مسلّم شدہ اُصول کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

بُنیادی فرق

یہاں پر ایک بنیادی فرق ہے جس کو ملحوظِ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔۔۔ یہ فرق اسلامی تعلیمات اور نفسیاتی علوم یا اسلامی مقرر اور نفسیاتی اسپیکر کے درمیان ہے۔ علمائے نفسیات نے کامیابی کے اُصول کا مرکز یہ دنیا ہی رکھی ہے۔ انسان جو بھی اچھی عادات و اطوار اپنائے، اپنے شعور و لاشعور میں ایسا ڈیٹا جمع کرے۔۔۔ جو معاشرے میں اسے سرخ رو و کامیاب کر سکے،۔۔۔ جو کاروباری میدان میں اسے اوّل صف میں شامل کر دے کہ وہ دنیا کا امیر ترین شخص بھی بن جائے، خاندان میں سب کی آنکھوں کا تارا بھی ہو، والدین کی محبت ملے اور بیوی سے محبت کرے۔۔۔۔ غرض ہر قسم کی عادت، سوچ، صفتِ حسنہ کو اپنانے کی وجہ صرف اسی دنیا میں کامیابی چاہنا ہے۔۔۔۔۔ جونہی روح جسم سے جدا ہو جائے انسان کی تمام محنت و مشقت کا صلہ اسی جہاں تک مقید رہے گا۔۔۔۔ اگلے جہاں میں اس کا کچھ عمل دخل نہیں رہے گا۔۔۔ یا پھر زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

موت کے بعد لوگوں کی زبانوں پر آپ کے لیے کیا الفاظ ہوں گے۔۔۔آپ کیسے باپ رہے ہوں گے؟ کیسے شوہر تھے؟ کیسے بھائی تھے؟ کیسے محلے دار تھے؟ کیسے ہمسائے تھے؟۔۔۔

اس بات کو اسٹیفن آر کوئے نے اپنی کتاب کی دوسری عادت میں بیان کیا ہے:۔

انجام کو ذہن میں رکھ کر شروع کریں۔۔۔غرض آپ کے مرنے کے بعد جیسا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کے بارے میں خیالات رکھیں، آج آپ ویسا بن جانا چاہتے ہیں۔۔

لیکن اسلام میں حقیقی صلے کی ابتدا ہی موت کے بعد ہے۔۔۔انسان ہر اچھی عادت کو اپنائے۔۔۔کامیابی کے ہر اُصول پر عمل پیرا رہے۔۔۔لوگوں کا شکر گزار بھی رہے۔۔۔تکبر، حسد کی بجائے عاجزی کو اپنائے، اپنے ذہن کو تخلیقی عادات سے آراستہ کرے، مسکراہٹ سے ہونٹوں کو سجائے رکھے، فلاحی کاموں میں حصہ لے وغیرہ۔نیت اور ارادہ خالق کائنات کی رضا و خوشنودی ہو تو جہاں آخرت کی ابدی نعمتیں ملیں گی، اسی کے ضمن میں اس فانی دنیا میں بھی بندہ کامیابی کی منازل طے کرتا رہے گا۔۔۔

خدا تعالیٰ اپنی لاریب کتاب میں ارشاد فرماتا ہے:۔۔۔

وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون[2]

میں نے جنوں، انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔۔

یہ کیسی عبادت ہے؟ کیا اس سے مراد صرف فرائض کو ادا کرنا ہے؟؟؟؟۔۔۔یا پھر کچھ اور معاملات بھی اس میں شامل ہیں؟؟

انسان جب مذکورہ عادات و اطوار کو صالح نیت اور ارادے سے آراستہ کر لیتا ہے تو اس کے یہ تمام کام عبادات میں شمار ہوتے ہیں۔ہم کہہ سکتے ہیں کہ کامیابی حاصل کرنے کے اُصولوں کو خالق کائنات کی رضا کے لیے اپنایا جائے تو یہ عمل عبادت میں بھی شمار ہو جائے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

تمام کاموں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی۔۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:۔

ہر مباح (جس کے کرنے پر نہ ثواب ملتا ہے نہ گناہ) کام میں ایک یا اس سے زیادہ نیتیں ہوسکتی ہیں، جن کی وجہ سے وہ مباح کام عمدہ عبادت میں سے ہوجاتا ہے اور ان کی وجہ سے بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔۔

اپنے تمام معاملات اور کاموں میں ۔۔نیت۔۔کی اہمیت کو فراموش کرنا اور س کی طرف توجہ نہ دینا کسی صورت میں بھی دانش مندی نہیں ہے۔۔۔

نیت صاف، منزل آسان

یہ ایسا جملہ ہے جو عموماً بسوں، ٹرکوں کے پیچھے لکھا دکھائی دیتا ہے۔۔۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ یہ غلط لکھا ہے بلکہ یہ بات سو فیصد درست ہے کہ انسان کی نیت اگر درست ہوگی تو یہ اسے متعین کردہ منزل تک پہنچا دے گی۔۔۔ پیچھے ہم نے یہ بات بیان کی کہ اسلام میں مباح عمل میں اللہ کی رضا کی نیت شامل کرلی جائے تو وہ عمل آخرت کے لیے ذخیرہ بن جاتا ہے۔۔۔

اس کے ساتھ ساتھ انسان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے کام میں نیت اچھی ہی رکھے۔۔۔ انسان جو کام کرتا ہے، اس کا تعلق دوسروں کی زندگیوں سے بھی ہوتا ہے۔۔۔ اگر بندہ اپنے کام کے ذریعے لوگوں کو نفع دینے کی نیت دل میں جمائے رکھے تو کامیابی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ضرور حاصل ہوگی۔۔۔

اسٹیفن آرکوے نے اپنی کتاب میں ایک شخص کے لکھے کو ہی نقل کیا ہے:۔

''اگر انسان کی نیت ٹھیک نہ ہو تو پھر کچھ بھی صحیح نہیں ہوسکتا، اس بات سے قطعاً کوئی فرق نہیں پڑتا کہ آپ ایک ڈاکیے ہیں یا نائی یا۔۔۔۔(اگر عورت ہے تو) فل ٹائم بیوی ہیں۔۔ جو بھی ہیں، جب تک آپ کو یہ خیال ہے کہ آپ دوسروں کی خدمت کر رہے ہیں، آپ اپنا کام اچھے طریقے سے کرتے ہیں۔۔۔لیکن جب آپ کا مطمح نظر صرف اپنا مطلب ہی ہوتا ہے تو پھر آپ کا م اتنے اچھے طریقے سے نہیں کرتے۔۔۔

جب آپ کا ارادہ لوگوں کو نفع پہنچانا ہوگا تو آپ کو دنیاوی کامیابی کے ساتھ ساتھ ایسا سکون واطمینان حاصل ہوگا۔۔۔ جو خود غرض انسان کو کبھی نہیں مل سکتا۔۔۔۔ یہ سکون آپ کی روح تک کو محسوس ہوگا۔۔۔۔ یہ سب اچھی نیت کا پھل ہے۔۔۔جب نیت صرف اپنا نفع ہو۔لوگ جائے بھاڑ میں۔ایسی سوچ والا شخص ممکن ہے کہ مال و دولت جمع تو کر لے لیکن بے سکونی و بے خوابی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔۔۔اس کے مال کی بری نیت صرف اس تک نہیں بلکہ اگلے انسان کے مال تک کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔۔

بری نیت کا اثر:

ایران کے بادشاہوں کا لقب پہلے ''کسریٰ'' ہوا کرتا تھا۔جس طرح مصر کے تمام بادشاہ ''فرعون'' کہلاتے تھے۔ایک بار ایک کسریٰ اپنے لشکر سے بچھڑ کر کسی باغ کے دروازے پر جا پہنچا۔۔۔اُس نے پینے کے لیے پانی مانگا تو ایک بچی گنّے کا رس لے آئی۔۔۔بادشاہ نے پیا تو اسے بہت لذیذ لگا۔۔اُس نے بچّی سے پوچھا:۔۔۔کیسے بناتی ہو؟؟؟ اُس نے بتایا کہ اِس باغ میں بہت اعلیٰ قسم کے گنّوں کی پیداوار ہوتی ہے،۔۔۔ہم اپنے ہاتھوں سے گنّے نچوڑ کر رس نکال لیتے ہیں!!! بادشاہ نے ایک اور گلاس کی فرمائش کی۔۔۔وہ لینے گئی۔۔۔اس دوران بادشاہ کی نیّت خراب ہوگئی اور اس نے طے کر لیا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں یہ باغ زبردستی لے کر دوسرا باغ ان کو دے دوں گا۔۔۔اِتنے میں وہ بچّی روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی:۔۔ہمارے بادشاہ کی نیّت خراب ہوگئی ہے۔۔

بادشاہ:تمہیں اِس کا کیسے علم ہوا؟؟؟

بچی:"پہلے بآسانی رس نچُڑ جاتا تھا لیکن اب کی بار خوب زور لگانے کے باوُ جُود بھی مَیں رس نہ نکال سکی۔"

بادشاہ نے فوراً قبضے کا ارادہ چھوڑ دیا اور کہا:ایک بار پھر جاؤ اور کوشش کرو۔چُنانچہ وہ گئی اور بآسانی رس نکال کر لانے میں کامیاب ہوگئی۔۔۔۔

لہٰذا۔۔۔نیت صاف۔۔۔منزل آسان۔۔۔

منزل پانا چاہتے ہیں تو نیت صاف رکھیے!!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خوش گوار اور کامیاب زندگی کے اُصول

دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے اُصول یوں تو بے شمار ہیں، جن کا احاطہ کرنا مشکل کام ہے اور احاطہ ہمارا مقصد بھی نہیں۔۔۔۔ اسلامی علوم اور مغربی علوم میں بہت سارے اُصولوں میں اشتراک پایا جاتا ہے، لیکن کافی اُصول ایسے بھی ہیں جو بالکل متضاد ہیں۔۔۔ ہم اس کتاب میں انہیں اُصولوں پر بحث کریں گے جو دونوں میں مشترک بھی ہوں، اور اُصولوں کی اصل بھی۔۔۔ ہیڈنگ اور ٹائٹل کے الفاظ و حروف کتب کے مصنّفین نے اگرچہ مختلف رکھے ہیں، لیکن ان اُصولوں کا نچوڑ اور خلاصہ تقریباً ملتا جلتا ہے، لہٰذا الفاظ کی تبدیلی کو کوئی اُصول کی تبدیلی نہ سمجھ لے۔۔۔

اصول نمبر 1:

پختہ اِرادے

اردو کی مشہور لغت نور اللغات میں ارادہ کا معنی ''عزم، قصد، خواہش'' درج ہے۔۔۔

اور انگریزی میں اِرادہ design, bent کو کہتے ہیں، جن کے معانی to بندش کرنا، خاکہ اُتارنا وغیرہ آتے ہیں۔ to plan,to purpose ,sketch

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لفظی اعتبار سے قصد، نیت، ارادہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ عرفی اعتبار سے ان میں فرق آجاتا ہے۔

ہم design یا ارادے کا جو معنی لے رہے ہیں وہ ہمارا زندگی میں کسی بھی مرحلے میں فیصلہ کرنا ہے، فیصلہ چاہے بڑے کام کا ہو، چاہے چھوٹے کام کا۔

دنیا میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو ارادے کا لفظ تو بولتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ارادے کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں۔۔۔ گویا کہ مرد ہو کر بھی مرد نہیں ہوتے۔۔۔ مردانگی صرف طاقت اور جسم کے پٹھوں کی مضبوطی کا نام نہیں ہے۔۔ بلکہ کامل مرد بننے کے لیے پختہ دل رکھنا بھی ضروری ہے۔۔ جس کے ارادے اٹل ہوں۔۔۔ اس تعریف سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بہت سارے ہٹے کٹے افراد بھی مردانگی سے خالی نظر آتے ہیں۔۔۔ وجہ واضح ہے۔۔ ان میں ارادہ کرنے کی صلاحیت ہی موجود نہیں ہوتی۔

دل اگرچہ بدلنے والی چیز ہے، لیکن اگر انسان کوشش کرے تو بعض معاملات میں اسے کسی ایک جگہ پر ٹکایا سکتا ہے، لگایا جاسکتا ہے۔

کامیابی کی پہلی چابی۔۔ ارادہ۔۔۔ ہے۔۔۔ جس نے ارادہ کرنا سیکھ لیا وہ کامیابی کے راستے پر چل پڑا اور جس کو ارادہ کرنا ہی نا آئے وہ تذبذب کا شکار ہو کر زندگی گزارتا ہے۔

آپ کے پاس سواری ہو، آپ گھر سے نکل کر گاڑی سڑک پر کھڑی کر دیں۔۔۔ اگر آپ کے دماغ نے کوئی منصوبہ بنایا ہے تو آپ گاڑی کو اُس طرف بلا جھجک لے چلیں گے۔۔۔ لیکن اگر آپ کے ذہن میں کوئی پلان نہیں، تو آپ یونہی گاڑی کو اِدھر اُدھر چلاتے چلاتے وقت ضائع کرتے رہیں گے۔

زندگی بھی ایک گاڑی کی طرح ہے۔ اگر زندگی کو آپ نے کہیں لے جانے کا ارادہ کیا ہے، تو آپ اس کو وہیں لے چلیں گے، جہاں آپ چاہتے ہیں۔۔۔ زندگی کی گاڑی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ کاروباری دنیا میں لے جانا چاہتے ہیں یا علم کی دنیا میں لے جانا چاہتے ہیں۔۔ یا ۔۔۔آپ نیک بننا چاہتے ہیں، گناہوں کی دلدل سے خود کو نکالنا چاہتے ہیں۔۔ یا۔۔۔ آپ بہت سا مال و دولت جمع کرنا چاہتے ہیں یا آپ نیا گھر بنانا چاہتے ہیں۔۔۔تھوڑا نیچے آئیں۔۔تو آپ بچت کرنا چاہتے ہیں، چھوٹا سا کام شروع کرنا چاہتے ہیں، امتحان میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں یا کسی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔الغرض کوئی بھی کام جو آپ کرنا چاہتے ہیں، تو اس تک پہنچنے کے لیے زندگی کی گاڑی کو ادھر ہی لے جانا ضروری ہے۔۔۔جو بغیر پختہ ارادے کے ممکن نہیں ہے۔

اور اگر پختہ ارادے کی صلاحیت نہ ہو، تو گاڑی صبح نکالیں، شام کو یونہی واپس لا کر کھڑی کر دیں۔۔۔وقت چلتا رہا، آپ وہیں کے وہیں۔۔۔۔زندگی بھی وہی کی وہی۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے بندے میں ارادہ کرنے کی جو صلاحیت رکھی ہے، یہ ایک حیران کن شے ہے۔۔۔ایک انسان کسی کام کرنے میں ٹال مٹول کرتا ہے، اس کے ذہن میں وہ کام محالات (ناممکنات) میں سے ہوتا ہے، لیکن جب اس کا دل اس کام کو کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو اس کے سامنے فوراً راہیں کھل جاتی ہیں۔۔۔۔ پھر اِرادہ جتنا پختہ ہوگا، مشکلات سے نپٹنے کی طاقت اس میں اتنی ہی ہوگی۔۔۔

بعض نفسیات کی کتب میں ایک عجیب بات لکھی ہے، جس نے مجھے حیران کر دیا۔۔ جب بندہ کسی بھی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے میں وہ کام کرنے کی طاقت اور قوت کو پیدا کر دیتا ہے۔۔۔

ایک مرتبہ میں اپنی کلاس میں بیٹھا تھا۔ ہمارے استاد مولانا رضوان صاحب ہمیں لیکچر دے رہے تھے۔۔۔لیکچر کی طرف میری خاص توجہ نہ تھی، اچانک ہمارے سبق میں یہی بات آئی تو میں چونک کر سیدھا ہو گیا کہ جو بات نفسیات والوں نے آج لکھی ہے، یہ اسلامک اسکولز و مدارس میں صدیوں سے پڑھائی جا رہی ہے۔۔۔حالانکہ سبق کا عنوان

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کچھ اور تھا لیکن ضمن میں ارادے کے متعلق مذکورہ گفتگو بھی تھی، قطع نظر اس سے کہ سیاق و سباق میں کیا چل رہا تھا۔۔۔

"فان قصد (الرجل) فعل الخیر خلق اللہ تعالیٰ قدرۃ فعل الخیر فیستحق المدح و الثواب، وان قصد فعل الشر خلق اللہ تعالیٰ قدرۃ فعل الشر فکان ھو المضیع لقدرۃ فعل الخیر فیستحق الذم و العقاب۔۔۔ (شرح عقائد)

بندہ جب اچھے کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس بندے میں اچھے کام کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے تو (بندہ اچھے کام کر کے) تعریف اور ثواب پاتا ہے۔ اور اگر بندہ بُرے کام کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ بُرا کام کرنے کی طاقت اسے دے دیتا ہے۔۔۔ اب بُرے ارادے کی وجہ سے اچھے کام کی قدرت پانے کو اس نے خود ضائع کر دیا ہے تو بُرے کام پر بندہ مذمت اور سزا پاتا ہے۔۔۔

یعنی ارادہ جیسا ہوگا اللہ تعالیٰ ویسی طاقت پیدا کر دے گا۔۔۔ کسی بھی کام کی طاقت تبھی ملتی ہے جب اسے کرنے کا ارادہ ہو۔۔۔ جب ارادہ ہی نہ پایا جائے تو بندہ کیونکر وہ کوئی کام کر پائے گا۔۔۔

ایم۔آر۔کوپ میر اپنی کتاب میں لکھتا ہے:۔۔

میں نے اپنی چالیس سالہ تحقیق کے بعد کامیابی کے ایک ہزار سے زیادہ آزمودہ کلیے مرتب کیے ہیں، ان میں سے ہر ایک کلیہ یا فارمولا یا طریقہ آپ کے لیے نہایت مفید ثابت ہوسکتا ہے۔۔۔۔۔ لیکن اس کے باوجود ان میں ایک کلیہ ایسا بھی ہے جو تمام کلیات سے زیادہ اہم بلکہ اہم ترین ہے۔۔۔ اس پر عمل کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوسکتا۔۔۔۔۔

1:۔ جو کچھ آپ کرنا چاہتے ہیں، اس کے لیے خود کو آمادہ کر سکیں کہ وہ کام آپ کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہر حال میں کرنا ہے۔۔۔

2: اور اسے کب تک مکمل کرنا ہے؟

3:۔ آپ کو وہ کام پسند ہو خواہ ناپسند، اسے بہر حال مکمل کریں۔۔۔

اپنے آپ کو کسی بھی کام کے لیے آمادہ کرنے کا مطلب پختہ ارادے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔۔۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔۔۔ رات سوئے تھے ارادہ کر کے۔۔۔ صبح اُٹھے تو ارادہ کہیں خواب میں گم ہو گیا۔۔۔ تو اس کا حل نمبر (3) ہے۔۔۔ جی ہاں!!!! نمبر 3 کا مطلب یہ نہیں کہ آپ وہ کام کریں جس کو آپ پسند نہیں کرتے بلکہ آپ کا اس کام کے متعلق دل بدل گیا ہے۔۔۔ اور دل کے پیچھے لگے رہے تو دل ہر روز آپ کو نئے نئے رنگ دکھائے گا۔۔۔ پھر ارادے کی پختگی کبھی بھی حاصل نہ ہو سکے گی۔۔۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیے کہ اگر آپ یہ جانچنا چاہتے ہیں کہ آپ میں پختہ ارادہ کرنے کی صلاحیت ہے یا نہیں، تو اگر آپ دل کے بدل جانے کے بعد بھی ارادے پر قائم رہے تو جواب ہاں ہوگا، ورنہ جواب نہ میں بدل جائے گا۔

ارادے سے پہلے اور ارادے کے بعد:

پختہ ارادہ نظر نہ آنے والی چیز ہے۔۔ لیکن ارادے سے پہلے۔۔۔ اور۔۔ بعد حاصل ہونے والی طاقت اتنی مضبوط و توانا ہوتی ہے جو کسی طرح کی پروٹین، بادام، پستے وغیرہ کھانے سے بھی حاصل نہیں کی جا سکتی۔

جب ارادہ نہ ہو تو:

میں امتحان میں پاس نہیں ہو سکتا۔۔۔ میں فلاں جاب یا نوکری نہیں کر سکتا۔۔۔ میں کاروبار تو کر ہی نہیں سکتا۔۔۔ کتاب پڑھنا میرے بس کی بات نہیں ہے۔۔۔ مجھے مطالعہ کرنے سے کچھ پلّے ہی نہیں پڑتا۔۔۔ میرا دماغ کمزور ہے، حساب کتاب سمجھ نہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سکتا۔۔۔ میں کھانا پکانا، سلائی کڑھائی کرنا نہیں سیکھ سکتی۔۔۔۔ میں بچوں کو وقت نہیں دے سکتی۔۔۔ میں اپنا وزن کم نہیں کرسکتی۔۔۔ صحت کا خیال نہیں رکھ سکتی یا سکتا وغیرہ وغیرہ۔۔۔

جب آپ ایسے جملے بولیں تو ذرا رُک جائیں اور خود سے سوال کیجیے، کیا میرا ایسا کرنے کا ارادہ بھی ہے یا نہیں؟ شاید آپ بولیں کہ ہاں ارادہ تو ہے۔۔ لیکن حقیقت اس سے برعکس ہوگی۔۔۔ وہ اس لیے کہ پختہ ارادے والا شخص مشکلات اور مسائل سے واقف ہوتا ہے۔۔۔ لیکن اس کا ارادہ سامنے آنے والی پریشانیوں سے کئی گنا مضبوط ہوتا ہے، جو ان مشکلات کو توڑ پھوڑ کر اپنا راستہ بنالیتا ہے۔۔

ڈاکٹر اقبال کا شعر ہے ؎

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز لہروں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

شعر تو آپ سنتے ہی رہتے ہوں گے، آج اس میں غور بھی کیجیے!!! دو صفتیں جس بندے میں ہوں، وہ بڑی بڑی لہروں کو عبور کر کے منزل تک پہنچ جاتا ہے۔۔۔

(1) پختہ ارادہ۔
(2) نظر خدا پر۔۔۔ توکّل علی اللہ۔

ارادے کے بعد:

جب دل کی گھنٹی بجے اور آپ کے اندر سے یہ آواز آئے ''مجھے یہ کام کرنا ہے'' تو پہلا جملہ جو آپ کے ذہن میں آئے گا وہ یہ ہوگا کہ:

i can do this میں یہ کرسکتا ہوں۔۔ پھر وہی شخص کہتا ہے، مجھے پتا ہے میں امتحان میں پاس ہو جاؤں گا، میں کتاب مکمل کرلوں گا، میں کاروبار ضرور کروں گا اور وہ کر کے دِکھا دیتا ہے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کالج میں پڑھنے والے نوجوانوں کے منہ پر ایک جملہ بہت چلتا ہے۔۔۔فسٹ ائیر کا میتھ (حساب) بہت مشکل ہے۔۔۔کالج پہنچتے ہی یہ جملہ سنا اور۔۔دماغ میں بیٹھ گیا۔۔۔حساب بہت مشکل ہے۔۔۔کلاس میں نہیں جانا۔۔حساب بہت مشکل ہے۔۔۔ گھر جا کر کتاب نہیں کھولنی ۔۔کیوں؟؟؟ حساب بہت مشکل ہے۔۔سال گزرتا گیا۔۔ ایک لفظ بھی نہ پڑھا۔۔۔امتحان سر پر آ پہنچے۔۔اندر سے آواز آئی، جناب حساب مشکل ہو یا آسان۔۔۔پرچہ دینا ہی دینا ہے۔۔۔پھر ارادہ کرلیا کہ سمجھ کر تو دیکھوں۔۔۔سوا مہینے کی ٹیوشن میں خوب دل لگا کر محنت کی۔۔اور مشکل حساب آسان بن گیا اور۔ پاس ہو گئے ۔۔۔یہ سو فیصدی بات ہے کہ حساب مشکل تھا!! کب؟؟۔۔۔جب ارادہ نہیں تھا۔۔۔

کامیاب مرد کے پیچھے عورت کا ہاتھ ہو یا نہ ہو لیکن عزم مصمم، قوتِ ارادی کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔۔۔اسی ارادے کی بدولت ہی اسلام دنیا میں پھیلا، کیوں کہ اعلائے کلمۃ الحق کے ارادے نے مسلمان کو گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔۔۔علوم وفنون کی ہر سطح کے پیچھے ارادے کا ہاتھ ہے۔۔۔۔قرآن کو جمع کرنا، قرآن کو سورتوں میں مرتب کرنا، احادیث کی کتابوں کی تصنیف، پھر چھان بین وغیرہ۔۔۔۔یہی وہ ارادہ تھا جس نے صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کی بیشتر زندگی میدانِ جنگ میں گزار دی۔۔۔اسی ارادے نے بحر ظلمت میں گھوڑے کو دانے پر مجبور کر دیا۔۔۔اس ارادے کو ہوا دینے والا چاہے کوئی بھی ہو؟؟؟؟۔۔ پختہ ارادے کی بدولت ہی بلب ایجاد ہو سکا۔۔۔انسان ہوا میں سفر کے قابل ہو گیا۔۔۔۔ ہر قسم کی کامیابی چاہے وہ کیسی ہی کیوں نہ ہو، اس کے پیچھے ارادہ ہی کا ہاتھ ہے۔

نپولین ہل اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

کامیاب لوگ فیصلے (ارادے) جلد کرتے ہیں اور پھر ان پر قائم رہتے ہیں، جبکہ ناکام لوگ فیصلہ (ارادہ) کرنے میں تاخیر کرتے ہیں اور ان کو بار بار تبدیل بھی کرتے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

رہتے ہیں۔ یاد رکھیے 100 میں سے 98 افراد زندگی کے اہم معاملات کے لیے خود کو تیار نہیں کر پاتے، صرف اس لیے کہ وہ فیصلہ (ارادہ) کرنے اور اس پر قائم رہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔۔۔

نپولین نے ''فیصلے'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔۔۔ جبکہ ارادہ اور فیصلہ میں خاص فرق نہیں ہے، بلکہ لازم وملزوم قرار دیا جائے تو بھی غلط نہ ہوگا۔

ارادہ کرنے کی قوت میں کمی کا علاج:

ارادے کے متعلق تو سیر حاصل گفتگو ہم کر چکے ہیں۔۔۔ آپ اس بات کا اعتراف بھی کر چکے ہوں گے کہ ارادہ کامیابی کے لیے کتنا ضروری ہے۔ لیکن بہت سارے افراد شاید یہ بھی سوچیں کہ جناب ہمارے اندر اِرادہ کرنے کی طاقت بہت کم ہے۔ اِرادہ کرتے ساتھ ہی ذہن بدل جاتا ہے۔۔۔ تو اس کا علاج کیا ہے؟؟؟

قوتِ ارادی میں کمی کا علاج ''فوراً عمل'' ہے۔ اگر آپ ارادے پر قائم نہیں رہ سکتے یا پختہ ارادہ نہیں کر سکتے تو فوراً عمل کی عادت کو اپناتے ہوئے ارادے کی عادت کو اپنے اندر مضبوطی دے سکتے ہیں۔۔۔ جب بھی آپ کا دل کسی کام کے کرنے کو کرے بالخصوص معمولی کام۔۔ تو آپ بغیر کچھ سوچے سمجھے یا تفصیل حاصل کیے، اس کام کی طرف قدم بڑھا دیجیے۔۔۔ مثال کے طور آپ ایک درمیانے سائز کے کتابچے کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو دیکھتے ہی فوراً مطالعہ شروع کر دیجیے۔۔۔ یا کسی بھی دکان میں داخل ہو کر کچھ خریدنے کا ارادہ کیا ہے لیکن ٹال مٹول ارادے کو کمزور کر رہی ہے تو فوراً اس دکان میں داخل ہو جائیں۔۔۔ اس طرح لاکھوں کی تعداد میں ایسی عام مثالیں مل سکتی ہیں جن کے ساتھ انسان کا ہر روز پالا پڑتا ہے اگر ان معمولی کاموں میں قوتِ ارادی مضبوط ہوگئی تو بڑے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اِرادوں پر ثابت قدمی بھی آسان ہوجائے گی۔۔۔یادرکھیے!!!!!دنیا آپ کے غلط فیصلوں اور غلطیوں کو معاف کردے گی لیکن وقت پر فیصلے اور ارادے نہ کرنے کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔۔۔اور اس کی سزا بہت بھیانک ہے۔۔۔ساری عمر ناکامی۔۔۔سوچ کر بھی فیصلہ نہیں کرپاتے تو اندھیرے میں کود جائیے۔۔۔اور عمل شروع کردیجیے۔۔۔

ارادے کا نتیجہ کب ملتا ہے؟؟؟

فوراً عمل کا مطلب فوراً نتیجہ نہیں ہے، بلکہ فوراً اِرادے کو عملی جامہ پہنانے کی طرف قدم بڑھانا ہے۔۔۔اگر کوئی شخص بالائی منزل پر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔۔۔تو پہلے ہی قدم میں وہاں نہیں پہنچ جائے گا بلکہ سیڑھیوں کے سہارے یا لفٹ کے ذریعے وہاں جاسکتا ہے۔۔۔یہی معاملہ بڑے اُمور میں ارادے کی قوت کا ہے۔۔۔ارادہ منزل تک پہنچنے کی رہنمائی کرتا ہے۔۔۔منزل کی سمت بتاتا ہے۔۔۔ذہن میں منصوبے تیار کرتا ہے۔۔۔۔ان منصوبوں پر عمل وہی شخص کرتا ہے جس کی قوتِ ارادی مضبوط تر ہو۔۔۔۔

خلاصہ:

- اپنی منتشر سوچوں کو یکجا کیجیے۔۔۔سوچیے اور ارادہ کیجیے!!!!
- کامل مرد بنیے اور اِرادوں کو چٹانوں سے بھی زیادہ مضبوط بنائیے!!!!
- دنیا آپ کی غلطیاں معاف کردے گی۔۔لیکن۔۔فیصلوں کے بغیر زندگی گزارنا معاف نہ کرے گی۔۔۔جس کا انجام ناکامی کے سوا کچھ نہیں۔فیصلہ کیجیے اور میدانِ عمل میں کود جائیے۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اُصول نمبر:2

یقین کا جادو

بھروسا، توکّل، اعتماد اور یقین ہم معنی الفاظ ہیں بلکہ لغت میں اگر ایک کا مطلب دیکھا جائے تو اس کے مقابلے میں انہی الفاظ میں سے کوئی لفظ استعمال ہوتا ہے۔۔۔

بھروسا: اعتبار، یقین، اعتماد، توکّل

یقین: اعتبار، اعتماد، بھروسا، اطمینان

انگریزی میں اس کے لیے hope, assurance, confidence, faith, belief وغیرہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے محبوب علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکّا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکّل والے اللہ کو پیارے ہیں،[3]

اس آیت کریمہ میں ظاہری طور پر تین اُصول بیان کیے گئے ہیں۔۔۔

مشاورت۔۔۔۔ارداہ/عزم۔۔۔۔توکّل/یقین۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ارادے پر گفتگو پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمائیں اور مشاورت کی بحث آنے والے صفحات میں موجود ہوگی۔

یہاں توکّل، یقین پر بات کرتے ہیں۔

یقین کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں:۔

1: بندے کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین۔

2: بندے کا اپنی ذات پر یقین۔

ذاتِ باری تعالیٰ پر یقین:

اس یقین کو بھی ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا پایا جائے گا تبھی دوسرا بھی ہوگا۔۔۔لیکن پہلے پر یقین ہوتے ہوئے دوسرا یقین بھی پایا جائے یہ ضروری نہیں۔ ہاں دوسرا پہلے کے بغیر نہیں پایا جاسکتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یقین ثانی پایا جائے لیکن کمزور ہو۔۔۔

اوّل:

جس انسان کی عقل سلامت ہے، وہ یہ بات جانتا ہے کہ کسی بھی چیز کی ایجاد کے پیچھے کسی نا کسی ذات کا عمل دخل ضروری ہے۔۔۔۔بغیر کسی کے ایجاد کیے کوئی چیز نہیں بن سکتی۔۔۔۔انسان نے آج تک جتنی ترقی کی ہے، اس نے اپنی عقل کو استعمال کیا ہے ۔بلب بنانے کے پیچھے دس ہزار تجربے موجود ہیں،۔۔۔ہوا میں اُڑنے کی کوشش میں کتنی جانیں ضائع ہوگئیں، سمندر کی تہ کو چیرتے چیرتے بے شمار انسان لہروں کی طغیانی کا شکار ہوکر رہ گئے، تب جا کر آب دوز بنی۔۔۔۔میز کرسی، گھر مکان، گاڑی غرض ہر چیز بنانے سے بنی۔۔۔کوئی بھی چیز خود بخود وجود میں نہیں آئی۔۔۔بلکہ انہیں کسی نہ کسی نے بنایا ہے۔

اسی طرح۔۔۔ہواؤں کا چلنا، موسموں کا چکر، شب و روز کا اپنے مخصوص طریقۂ کار پر آنا جانا، یہ سب ایک منظم نظام ہے۔۔۔بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا بھی ایک نظام ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مادۂ منویہ کو ساری زندگی ضائع کرتے رہو بچہ نہیں پیدا ہوگا، جب تک رحم مادر میں نہ ڈالو۔ اس کے بعد بھی کسی کو ملے نہ ملے۔۔۔جب انسان پیدا ہوتا ہے تو قانونِ قدرت کے مطابق اکثر صحیح وسالم ہوتا ہے۔اگر یہ سب اتفاق ہے تو اتفاق میں ''اتفاق'' نہیں ہوا کرتا۔۔۔انسان اگر اتفاقاً پیدا ہوتا تو ہر انسان دوسرے سے مختلف ہوتا، کسی کا منہ نیچے اور ٹانگیں اوپر ہوتیں۔کسی کے دانت سر پر، کوئی چھے ٹانگوں والا ہوتا وغیرہ۔۔۔یہ دماغ جس پر ناز کر کے چیزیں بنیں، یہ کس نے بنا دیا؟؟؟یونہی سورج کا وقتِ مقرر پر طلوع وغروب ہونا اتفاق نہیں ہوسکتا۔۔۔

جس طرح سامنے نظر آنے والی دنیا ہے، اسی طرح انسان کے جسم میں بھی ایک جہاں موجود ہے، جس کا تعلق طبعیات کے ساتھ ساتھ نفسیات اور روحانیات سے بھی ہے۔۔سوتا شخص کس طرح خواب دیکھتا ہے؟ ہماری توجہ کے بغیر بھی دل دھڑکتا ہے۔۔۔ سانسیں چلتی رہتی ہیں۔۔۔ پلکیں اپنی ضرورت کے مطابق بھی اپنا جھپکنا جاری رکھتی ہیں۔۔۔ہم نے اپنے اندر کبھی نہیں دیکھا، لیکن کھانا خود بخود ہضم ہوتا ہے، پھر فضلہ بن کر نکل جاتا ہے۔۔۔۔اسی کھانے سے خون بنتا ہے، پسینہ آتا ہے۔۔۔۔صرف دماغ میں ہی دو کروڑ سے زیادہ خلیات موجود ہیں۔۔کیسے؟ ؟؟؟خیالات کی دنیا کو دیکھا جائے تو لامحدود سوچ کی اُڑان بھی لامحدود۔۔۔

ہم اپنے اندر غور تو کریں!!!!!

وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○

اور خود تمہاری ذاتوں میں۔۔تو کیا تم دیکھتے نہیں؟؟

تفسیر خزائن العرفان میں ہے:

تمہاری پیدائش میں اور تمہارے تغیرات میں اور تمہارے ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے ایسے بے شمار عجائب وغرائب ہیں جس سے بندوں کو اس کی شانِ خدائی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

معلوم ہوتی ہے۔۔۔

اگر ہم اپنے اندر غور کرتے ہیں تو ایک سلطنت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔۔۔۔ انسان کا دل اس سلطنت کا بادشاہ ہے، دماغ اس کا وزیر ہے۔۔۔دل جب کسی بھی چیز کا حکم دیتا ہے تو وزیر اس حکم کی تعمیل کے پلان بنانا شروع کر دیتا ہے۔۔۔

ہاتھ پاؤں اس وزیر کے سپاہی اور کارندے ہیں۔۔۔۔جب وزیر بادشاہ کے حکم پر عمل کرنے کے لیے سپاہیوں اور کارندوں کو لگا دیتا ہے، ہاتھ وہی کرتے ہیں جو دل کرتا ہے۔۔۔پاؤں اسی طرف چلتے ہیں جس طرف دل کرتا ہے وغیرہ۔(تفصیل کے لیے احیاء العلوم، جلد 3 قلب بیان ملاحظہ فرمائیں)

آپ کو یہ بات جان کر حیرت ہوگی کہ یہ بات انگریز مفکروں نے بھی لکھی ہے۔۔۔ ٹام بلٹر بوڈان کی کتاب، کامیابی کی ۵۰ کلاسک کتابیں میں سے چھٹی کتاب۔۔۔''یقین کا جادو'' سے یہی بات نقل کرتا ہے۔۔۔۔ایڈنگسٹن جو کہ ماہر فلکیات ہے: کہتا ہے کہ ہمارے جسم میں جو اُصول کارفرما ہے، یہی اُصول اس کائنات میں کارفرما ہیں۔۔۔۔

انسان اور دنیا کا نظام مشترکہ اُصول کے تحت چل رہا ہے اور اس تمام نظام کو بنانے والی ایسی ذات ضرور چاہیے جو کسی کی محتاج نہ ہو، عیب ونقص سے پاک ہو، جسم وجسمانیت سے پاک ہو اور جس کا وجود ضروری ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔۔۔

وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ○

اللہ نے تمہیں اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا۔۔۔

نپولین ہل اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

''قدرت، قدرت کا ہر عمل منظم ہے۔۔۔ایسا نہیں ہوتا کہ سورج آج مشرق سے طلوع ہو اور کل مغرب سے۔۔۔قدرتی قانون ہر جگہ سرگرم عمل ہے۔۔۔۔یہ نظام اور اس کا اس طرح سے قانون پر قائم رہنا واضح طور پر عقل وفہم سے کی جانے والی منصوبہ بندی،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

غیر متزلزل مقصد اور لازوال ذہانت کے وسیع ترین ثبوت کی نشان دہی کرتا ہے۔۔۔جیسا کہ ٹینی سین لکھتا ہے: ''یہ سورج، یہ چاند، یہ ستارے، یہ سمندر، یہ پہاڑ اور یہ میدان۔کیا یہ اُس ہستی کا مظہر نہیں جو اِن پر حکومت کرتی ہے؟؟؟؟''

اپنے بازو پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھیے۔۔۔آپ یہ جانتے ہیں کہ یہ گھڑی یقیناً کسی منظم دماغ کی مدد کے بغیر وجود میں نہیں آئی اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس مخصوص مثال میں یہ دماغ یا ذہانتِ انسانی ہے۔۔۔اور آپ یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ انسانی ذہانت کسی ایک دماغ میں ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ کائنات کی قدرتی طور پر منظم طاقت کے مظہر کا ایک آلہ ہے۔

اگر آپ اس گھڑی کے ٹکڑے الگ کر لیتے ہیں اور ان ٹکڑوں کو ایک ٹوپی میں ڈال کر ہلاتے ہیں۔۔۔دس لاکھ سالوں میں بھی یہ ٹکڑے اپنے آپ کو ایک سبک رفتاری سے چلنے والی گھڑی میں نہیں جوڑ سکیں گے اور نہ ہی یہ جوڑ سکتے ہیں۔۔۔اس عمل کے لیے ایک سوچی سمجھی، منظم ذہانت اور متعین شدہ مقصد کی ضرورت ہے۔۔۔بالکل اسی گھڑی کی طرح یہ کائنات بھی اس طرح معرضِ وجود میں نہیں آسکتی تھی جب تک اس کے پیچھے لازوال (طاقت) کارفرما نہ ہو۔

ذرا سی عقل رکھنے والا انسان اللہ تعالیٰ کی ذات کے وجود کا قائل ہوگا۔۔۔جو اِس کا منکر ہو اس کو پاگل خانے ڈالنا چاہیے۔۔۔لیکن ہمارے یہاں اسے سائنس داں کا لقب دے دیا جاتا ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کے لیے علم نہیں بلکہ صحیح وسالم عقل کا ہونا شرط ہے۔

عرب کے ایک بدّو (جاہل دیہاتی) سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق سوال کیا گیا، تو اس نے جواب دیا:

''راستے میں گری اونٹ کی مینگنیاں اس بات پر دلیل ہوتی ہیں کہ یہاں سے اونٹ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

گزرا ہے۔۔۔لید کا کسی جگہ ہونا گدھے پر دلالت کرتا ہے۔۔۔قدموں کے نشانات سے پتا چلتا ہے کہ کوئی گزرا ہے۔۔۔تو برجوں والا آسمان، مختلف راستوں والی زمین اور بڑی بڑی موجوں والا سمندر۔۔۔کیا یہ ساری چیزیں علم وحلم اور قدرت والے خالق پر دلیل نہیں ہیں؟؟؟

اللہ کی ذات پر یقین کی اوّل قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر دل سے ایمان لایا جائے۔[1]

دوسری قسم:

اللہ کی ذات پر یقین، توکّل، بھروسہ دو طرح سے کیا جاتا ہے، ایک کا تعلق صوفیہ سے ہے اور دوسرے کا تعلق عام عوام سے۔

صوفیہ کے نزدیک توکّل اسباب کی آڑ کو پھاڑ کر اللہ کی بارگاہ تک رسائی حاصل کرنے کا نام ہے۔۔۔۔

عوام کا توکّل: اسباب پر عمل ہو اور مسبب الاسباب پر نظر ہو۔۔

صوفیہ اور اولیاء فنا فی اللہ ہوتے ہیں، ان کا توکّل بہت ہی اعلیٰ ہوتا ہے۔انھوں نے نفس کو صاف ستھرا کرلیا ہوتا ہے۔جس کی بنا پر اسباب سے لاتعلق ہوجاتے ہیں۔وہ اسباب نہیں پکڑتے بلکہ اللہ کی قضا پر ہر حال میں راضی رہتے ہیں۔اللہ پر یقین کا یہ عالم ہوتا کہ رزق کے لیے نگاہ اللہ کی طرف رکھتے ہیں۔جو مل گیا قبول ہے، جو نہ ملا وہ بھی قبول ہے۔۔۔

جے سوہنا میرے دکھ وچ راضی
تے سکھ نو میں چولہے پاوا

[1] دل سے ایمان تبھی سمجھا جائے گا جب اس کے رسولوں اور کتابوں پر ایمان ہوگا اور تمام ضروریاتِ دین کو مانا ہوگا، یہی ایمان کی تعریف ہے۔۔(دیکھیے شرح عقائد اور بہار شریعت وغیرہ)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(اگر اللہ کی رضا میرے دُکھ میں ہے، تو سکھ کو میں آگ لگا تا ہوں)

اسی توکّل اور یقین کے متعلق آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تم اللہ پر ایسے توکّل کرو جیسا کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ویسے ہی رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور واپس سیر ہو کر آتے ہیں۔

حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا گیا کہ توکّل کیا ہے؟

فرمایا اللہ کے سوا تمام جھوٹے خداؤں سے قطع تعلق کرنا اور اسباب سے بھی تعلق ختم کر دینا۔۔۔

یقین، توکّل کا یہ درجہ سب سے بلند ہے۔۔۔

ہماری بحث یہاں توکّل کی دوسری قسم پر ہے، جس کو عام مومنین کا توکّل کہا جا سکتا ہے اور جو توکّل کے بالکل بھی خلاف نہیں ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر توکّل کروں یا کھول کر؟؟؟؟

فرمایا: اسے باندھو اور پھر توکّل کرو۔

حضرت فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

توکّل یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب اختیار کرے لیکن دل سے ان اسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدد، اس کی تائید، اور اس کی حمایت پر بھروسہ کرے۔

مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں:

لیک اغلب بر سبب راند نفاد
تا بداند طالبے جستن مراد

اللہ نے اسباب کو اس لیے پیدا فرمایا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کہ ہر طالب مراد تک کی راہ کو جان لے

ایں سببہا بر نظر پردہاست
کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزاست

سارے اسباب پردے کے طور پر بنائے ہیں
کیونکہ ہر شخص بلا واسطہ قدرت کے مشاہدے کا اہل نہیں ہے۔

انسان کسی بھی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوئی بھی سبب پکڑے گا۔۔تو۔۔اس کا سبب پکڑنا اسلامی نقطۂ نظر سے قطعاً اللہ کی ذات پر یقین، بھروسے اور توکّل کے خلاف نہیں ہے۔۔ بلکہ ایسا کرنا توکّل میں ہی شمار ہوگا۔۔۔۔ مال کو تجوری میں بند کرنا، گھر کو تالا لگانا، اپنے لیے چوکیدار رکھنا، موسم کی تبدیلی سے لباس کو تبدیل کرنا کہ موسم نقصان نہ دے۔۔۔ مال کمانے کے لیے نئے نئے طریقے اختیار کرنا، تخلیقی سوچ اپنانا، کامیابی کے اُصولوں کو مدنظر رکھ کر زندگی گزارنا۔ کوئی بھی ایسا کام جو انسان کو فائدہ دینے یا نقصان سے بچنے کا سبب بنے اس کو اختیار کرنا بالکل درست ہے۔ ہاں!!!! یہ ضروری ہے کہ نتیجہ کا رسبب پر نہ رکھا جائے بلکہ رب کی ذات پر رکھا جائے۔ پختہ ارادے سے کوئی کام شروع کیجیے، اس کے متعلق معلومات لیجیے، اسباب و آلات جمع کیجیے، جب شروع کرنے لگے تو۔۔۔۔۔ زبان اور دل یہ کہہ لیجیے اس کو اللہ پر چھوڑ رہا ہوں وہی کارساز ہے، پھل اور صلہ دینا اُسی کا کام ہے۔

یاد رکھیے!!!!! اللہ پر جتنا بھروسہ زیادہ ہوگا، اتنی ہی آپ کو کامیابی زیادہ ملے گی۔۔
ہم ہر روز اللہ کی مخلوق کا مشاہدہ کرتے ہیں، لیکن تھوڑا وقت نکال کر ہمیں پرندوں،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جانوروں، چیونٹیوں اور مچھلیوں وغیرہ کو غور سے دیکھنا چاہیے جن کے پاس انسان کی طرح جمع پونجی بھی نہیں ہے۔۔۔کل کیا ملے گا؟؟؟؟ کیا کھائیں گے؟؟؟؟؟، اس کا علم بھی نہیں ہے لیکن ان کا اپنے خالق پر توکّل ایسا ہے کہ کوئی بھی دن ایسا نہیں گزرتا جب ان کے منہ میں رزق نہ جاتا ہو،۔۔۔ہر روز صبح اپنے گھونسلوں سے اس یقین پر نکل جاتے ہیں کہ ربّ انہیں رزق دے گا۔۔۔

اسی طرف آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا:۔۔۔اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ رکھو جس طرح بھروسہ رکھنے کا حق ہے تو اللہ تمہیں پرندوں کی طرح رزق دے گا کہ صبح کو تم بھوکے ہو اور شام کو تمہارا پیٹ بھرا ہو۔(ابن ماجہ)

پاکستان میں تو ایسے انسان بھی دیکھنے کو ملتے ہیں جو ہر روز ایک مخصوص جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔کوئی رنگریز ہوتا ہے، کوئی مستری، کوئی اینٹے اُٹھانے والا مزدور!!!! میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہو جاتا ہوں کہ ان لوگوں کی زندگی بھی دیکھو، پتا ہی نہیں کہ آج کوئی لینے آئے گا بھی یا نہیں۔۔۔لیکن ان کا اپنے ربّ پر یقین انھیں یہاں لا کھڑا کرتا ہے۔۔۔وہ اس آس پر نکل پڑتے ہیں کہ ہمارا کام نکلنا ہے، اللہ ضرور ہماری مدد کرے گا ۔۔۔یہ وہ یقین ہے جو انسان کی زندگی میں ہر روز نیا دن پیدا کر دیتا ہے، اسی یقین کے متعلق نپولین ہل کہتا ہے:

یقین ان کرشموں اور رازوں کی بنیاد ہے جنہیں سائنس سمجھا نہیں سکتی۔۔۔

یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ اللہ کی ذات سے حسنِ ظن رکھنا بھی ضروری ہے۔کہ اللہ میری محنت کا صلہ مجھے ضرور دے گا، میں اللہ کا نام لے کر کام شروع تو کروں!!!!!۔۔

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے اس گمان کے مطابق ہوتا ہوں جو وہ مجھ سے رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔'' (بخاری)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

☆ ایک حدیث کے الفاظ ہیں:

''میں اپنے بندے کے ساتھ اُس کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، اگر وہ خیر کا گمان کرے تو اس کے لیے خیر ہے اور اگر وہ شر کا گمان کرے تو اس کے لیے شر ہے۔ (امام احمد)

ان احادیث میں جہاں اُخروی گمان مراد ہوسکتا ہے، وہیں دنیا میں اپنے کاموں پر اللہ کی ذات پر اچھا گمان مراد لیا جاسکتا ہے۔

کام سے پہلے جب یہ ارادہ ہو کہ میرا رب ٹھیک کرے گا اور دل بھی زبان کا ساتھ دے تو دیکھیے گا ربّ کریم کی ذات پر یقین کا پھل ظاہر ہو جائے گا اور اگر یقین ہی کچا ہو، دل کانپ رہا ہو کہ پتا نہیں کیا بنے گا تو ایسے شخص کی کشتی بیچ سمندر میں اپنے خوف کی وجہ سے ہی ڈوب جاتی ہے اور رونا پھر قسمت کا رونا رویا جاتا ہے۔

زندگی میں انسان جتنا ہی غافل کیوں نہ ہو۔۔۔۔۔ جب کسی ایسی مصیبت میں پھنس جائے جہاں کوئی یار و مددگار نہ ہو تو انسان کی توجہ خود بخود اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف چلی جاتی ہے۔۔۔، اس توجہ میں انسان کا اپنا کوئی کمال نہیں ہوتا، نہ اس کی کوشش شامل ہوتی ہے۔۔۔ بلکہ وہ ذات خود ہی اس بندے کو اپنی طرف متوجہ کر دیتی ہے۔۔۔ اب مانگ !!!!!!، اب اپنے یقین کو زبان پر لا!!!۔۔۔ یہ ایسا یقین ہے جو دہریئے اور ملحد کے دل میں بھی موجود ہوگا لیکن اپنی خباثتِ نفس کی وجہ سے لوگوں پر ظاہر نہیں کرے گا۔۔۔

امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا ایک منکرِ خدا سے مناظرہ ہوگیا، آپ نے پوچھا کیا کام کرتے ہو؟؟؟؟

بولا: بادبان ہوں، سمندر میں تجارت کرتا ہوں۔ پوچھا: کیا کبھی ایسا وقت بھی آیا کہ کشتی طوفان میں پھنسی ہو اور کوئی مددگار بھی نہ ہو؟؟؟؟ اس نے کہاں ہاں!! ایسا ہوا ہے ۔۔۔آپ نے پوچھا تو اس وقت تیرے دل میں یہ بات آئی کہ کوئی مددگار ہو جو میری مدد کرے؟؟؟؟ اس نے کہا جی بالکل!۔۔۔ فرمایا یہی وہ ذات ہے جس کی مدد طلب کرنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے لیے تیرا دل اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔۔۔۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔۔

لہٰذا انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر حال میں رب تعالیٰ پر یقین رکھا جائے۔

دوسری قسم:

بچے مختلف عادتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں، بعض کی صلاحیتوں کی کمی و زیادتی ان کے شیر خوار ہونے کے وقت ہی پتا چل جاتی ہیں اور بعض کی عادتوں کا اِدراک اُس وقت ہوتا ہے جب اسکول یا مدرسے کے استاذ بچے کے والدین کے سامنے اس کی حالت بیان کرتے ہیں جن میں سے دو عادتیں بہت ہی عام ہیں اور اہم بھی۔

سوچیے!!!! آپ کا بچہ اسکول جاتا ہے۔۔آپ کو اس کے اسکول مدعو کیا جاتا ہے کہ اپنے بچے کی کارکردگی سننے کے لیے تشریف لائیے!!!!! ٹیچر آپ کے بچے کو ساتھ بٹھا کر یہ الفاظ بولے: بچہ پڑھائی میں تو ٹھیک ہے لیکن اس بچے میں خود اعتمادی (Self Confidence) کی کمی ہے۔۔۔۔اگلا جملہ خود بخود تیار ہو جائے گا۔۔۔۔اگر یہ بچہ یونہی رہا تو مستقبل میں نمایاں کامیابی حاصل نہ کر سکے گا بلکہ پیچھے ہی رہے گا۔۔۔ڈرا سہا۔۔۔

دوسری جانب ٹیچر کے الفاظ یوں ہوں کہ آپ کے بچے میں بہت Confidence پایا جاتا ہے۔۔۔کسی بھی قسم کی ایکٹی ویٹی (Activity) میں پیش پیش رہتا ہے۔۔۔ذرا بھی شرماتا اور ہچکچاتا نہیں۔۔۔تو اس پر تیار ہونے والے جملے کا مفہوم یوں بنے گا۔۔یہ بچہ مستقبل میں بہت خوش حال اور کامیاب رہے گا اور بہت آگے جائے گا۔

اب آپ خود بھی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سی عادت اور صلاحیت ہے جو بچے کو کامیابی دلا سکتی ہے۔۔۔اور۔۔۔اگر وہ عادت نہ پائی جائے تو۔۔۔کامیابی۔۔۔بہت مشکل ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بات وہیں لے چلتے ہیں جہاں ہم نے شروع کی تھی۔۔۔۔
یقین اور بھروسے کا دوسرا درجہ۔۔۔۔۔

بندے کا اپنی ذات پر یقین:

اسی یقین کو خود اعتمادی اور Confidence جیسے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
بچے سے لے کر بڑے شخص تک ہر فرد کو اس قوتِ یقینی کی حاجت ہے۔۔۔اس قوت کے بغیر انسان کسی بھی مقام پر خود کو برقرار نہیں رکھ سکتا۔۔۔جس شخص کی زبان پر یہ جملے جاری رہتے ہوں۔۔۔ مجھے پتا ہے میں یہ کام کرسکتا ہوں، میں لکھ سکتا ہوں، مجھے یقین ہے میں اپنا کاروبار بنالوں گا۔۔۔وہ اپنے یقین پر عمل کا پھل حاصل کرلیتا ہے۔۔۔
اس کے برعکس وہ افراد جن کی عادت یہ ہوتی ہے کہ نہیں مجھ سے یہ کام نہیں کیا جاسکتا، فلاں مصنف یا اسکالر میرا آئیڈل تو ہے لیکن میں اس کی طرح کبھی نہیں بن سکتا۔۔۔تو ایسے افراد کے دماغ کے خلیے اس کا مکمل ساتھ نہیں دیتے اور یہ اپنی بات پر سچا ثابت ہوتا ہے کہ واقعتاً وہ اُس فلاں کی طرح نہیں بن پاتا۔۔۔۔
ہمارے معاشرے میں بہت سارے نوجوان کاروبار شروع بہت شوق سے کرتے ہیں لیکن کچھ ہی عرصے بعد سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔۔آخر کیوں!!!!!اس لیے کہ ان کا اپنی ذات پر یقین پختہ نہیں ہوتا، اپنے منہ سے یہ الفاظ بول دیتے ہیں کہ بھائی میں یہ کام نہیں کرسکتا۔۔۔آپ کے نزدیک ان کی ناکامی کی وجہ کیا ہے؟؟؟؟؟ کیا ان کی قسمت ایسی ہے؟؟ یا وہ معاشرے کے دھتکارے ہوئے ہیں؟؟؟ یا وہ تعلیم یافتہ نہیں اس لیے؟؟؟؟؟
نہیں!!! بلکہ اُن کا اپنی ذات پر یقین نہ ہونا انہیں ہرا دیتا ہے، ناکام بنا دیتا ہے۔۔
ایک عورت کے بارے میں مجھے معلومات ملی جس کا ارادہ "موبائل گھر" بنا کر بیچنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ارادہ کا تھا۔ جب کام شروع کیا تو صرف تین ہزار ڈالر اس کے پاس تھے۔ جی ہاں صرف تین ہزار ڈالر!! (تقریباً ساڑھے تین لاکھ روپے) مارکیٹ میں اس سے پہلے بہت ساری ایجنسیاں کھل چکی تھیں۔ اس کے جاننے والے مسلسل اس کام سے منع کرتے رہے۔۔۔ لیکن اُس نے محنت جاری رکھی، اسے یقین تھا کہ مجھے کامیابی ضرور ملے گی اور آخر کار صرف دو سال کے عرصے میں تین لاکھ ڈالر کے گھر بنا کر فروخت کروائے۔۔۔ وہ کون سا کرشمہ تھا اس کے پاس جس نے تین ہزار ڈالر کے بدلے میں دو سال کے اندر اندر تین لاکھ ڈالر دے دیئے؟؟؟ یقین کی طاقت ۔۔۔ مجھے پتا ہے میں کر لوں گی!!!۔۔۔ دنیا میں نظر آنے والی ایسی مثالیں خلائی مخلوق کی نہیں ہوتیں بلکہ یہ لوگ ہمارے ہی ساتھ رہتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں۔۔ فرق صرف سوچ اور عادات کی ہوتی ہے۔۔ اور عادات خود بنائی جاتی ہیں۔

اپنے خواب کے بارے میں جب آپ کا یقین پختہ ہو تو آپ اس خواب کو پا لیتے ہیں۔۔۔

اس بات کو یاد کر لیجیے:

سوچ میں شک۔۔۔۔ نتیجہ۔۔۔ ناکامی۔۔۔

یقین پختہ ہوگا تو نتیجہ۔۔۔۔ کامیابی۔۔۔

یہ یقین انسان کی ہر شعبے میں مدد کرتا ہے۔ علاج و معالجے کا تعلق جس طرح طب سے ہے، اسی طرح روحانیت سے بھی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے پاک کلام، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اولیا اللہ کے بتائے ہوئے اَوراد سے بہت سے عاملین لوگوں کی روحانی مدد کرتے ہیں، ان سے بیماریوں، بلاؤں اور آفتوں کو دور کرتے ہیں۔۔۔ ہم نے ان عاملوں کے منہ سے یہ بات بارہا سنی ہے کہ اگر آپ کو اس وِرد و وظیفے کے نتیجے پر یقین ہوگا تو اس کا اثر ظاہر ہوگا۔۔۔ اگر یقین ہی متزلزل ہو تو شفا ملنا مشکل امر ہے۔۔۔ آپ نے یہ بھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دیکھا ہوگا کہ بعض لوگوں کو بعض مخصوص ڈاکٹروں سے آرام ملتا ہے حالانکہ کہ ادویات ایک جیسی ہوتی ہیں۔۔۔آلاتِ معالج بھی ایک جیسے،لیکن وہ کون سی چیز ہے جو مریض کو تندرستی کی طرف لے جاتی ہے؟؟؟؟

وہ یقین کی طاقت ہے۔۔۔

اب تو آپ جان چکے ہوں گے کہ پختہ یقین والے افراد اپنی منزل تک پہنچ جاتے ہیں۔۔۔اپنے مقاصد کو حاصل کر لیتے ہیں۔۔یقین کی صفت کو ذہن میں رکھ کر آپ اپنے معاشرے کے اردگرد کامیاب لوگوں کی زندگیوں کو غور سے دیکھیں تو کامیابی کے پیچھے ان کا یقین بھی کارفرما ہوگا۔۔۔۔میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو ایک دینی ادارہ قائم کرنا چاہتا تھا، معاشی حالت اچھی نہ تھی، اور بہت ساری رکاوٹیں بالکل سامنے نظر آرہی تھیں!!!ان وجوہات کی بنا پر میں دل ہی دل میں اُس کے ارادے سے متفق نہ تھا لیکن کچھ ہی عرصے میں اُس شخص نے خوب صورت عمارت بنا ڈالی جو کہ حالاتِ حاضرہ کے عین مطابق ہے اور ابھی اس عمارت کی دوسری منزل تکمیلی مراحل میں ہے۔۔۔نظام تعلیم و عمارت کی خوب صورتی دیکھ شاید ہی کوئی شخص ہو جو متاثر نہ ہو سکے۔۔۔۔اُس کے پاس نہ مال تھا، نہ ہی اسباب لیکن دامن میں یقین اور ارادے کو جگہ دی تھی،جس نے منزل تک پہنچا دیا۔۔۔

حدیث پاک میں ہے: من عرف نفسه فقد عرف ربه۔۔

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔۔

انسان کا اپنی ذات پر یقین ہی رب کی ذات پر یقین کی طرف لے جاتا ہے۔جوں جوں انسان اپنے مقاصد پاتا ہے تو اپنے رب کی معرفت بھی حاصل کرتا جاتا ہے۔۔۔

☆ یہاں پر یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ اپنی ذات پر یقین کس طرح حاصل کیا جائے؟؟؟

جواب: اپنی گفتگو اور ذہن سے ''ناممکن'' کا لفظ نکال دیجیے۔ ناممکن برابر ہے ناکامی کے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کوئی ایسا کام ذہن میں لائیے جس کی آپ کو خواہش ہے اور اس کو ناممکن سمجھتے ہیں!!! پھر اُس ناممکن کو نکال دیجیے اور سوچیے، غور کیجیے کہ اس خواہش کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے۔ آپ کا ذہن پروسیسنگ شروع کردے گا۔۔۔ اور۔۔۔ منزل تک پہنچنے کے راستے خود بخود تیار ہونا شروع ہوجائیں گے۔۔۔ جوں ہی آپ کے ذہن میں یہ جملہ آیا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا، اسی وقت تمام راستے مٹنا شروع ہوجائیں گے اور اگر جملہ یہ بنے کہ میں کرلوں گا!!!! تو۔۔۔ ہوجائے گا۔

یقین حاصل کیسے ہوتا ہے؟؟

نپولین ہل اپنی کتاب میں یقین کے متعلق ہی لکھتا ہے:

"یہ عام مشاہدہ ہے کہ انسان جس بات یا خیال کو دوہراتا رہتا ہے۔۔۔ اس کو خود اس کا یقین ہوجاتا ہے، خواہ وہ بات یا خیال اچھے ہوں یا بُرے۔۔۔ اگر انسان کسی جھوٹ کو صحیح سمجھ کر بار بار بیان کرتا رہے تو آخر میں وہ اس جھوٹ کو صحیح سمجھنے لگتا ہے۔۔۔ نہ صرف یہ بلکہ کچھ دنوں کے بعد اسے اس کی صداقت پر یقین بھی ہوجائے گا"

یہی سلسلہ جاری رہتا ہے تو یہ خیالات ذہن میں پختہ ہو جاتے ہیں۔ اگر منفی خیالات تھے۔۔۔ تو نتیجہ۔۔۔ منفی۔۔۔ اور اگر خیالات مثبت تھے تو نتیجہ۔۔۔ مثبت ۔۔۔ خیالات میں نا اُمیدی کا پہلو غالب رہتا ہو تو انسان کی زبان پر ناممکن اور نا امیدی کے الفاظ پکّے ہوجاتے ہیں۔۔۔ اس کے برعکس خیالات تخلیقی ہوں، سستی اور کاہلی کے خلاف آواز اُٹھانے اور کچھ نیا کرنے کے بارے میں آتے رہتے ہوں تو یقین اور خود اعتمادی انسان کی عادت بن جاتی ہے۔

کراچی کا ایک شخص یہ خیال ذہن میں رکھا کرتا تھا کہ مجھے کروڑ پتی بننا ہے۔۔۔ یہ خیالات اتنے پکّے ہوگئے کہ خیالات نے راستے دیئے اور یقین پکّا حاصل ہوا۔۔۔ آج وہ شخص جہازوں کا مالک ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یقین راستے دکھاتا ہے، مایوسی ختم کرتا ہے۔۔۔لہٰذا دنیا میں کامیابی کے لیے اپنی ذات پر یقین ہونا ''میں یہ کام کرلوں گا'' ضروری ہے۔۔۔

*کبھی انسان کی خود اعتمادی اور یقین کو بیدار کرنے میں کسی دوسرے شخص کا بھی ہاتھ ہوتا ہے۔۔۔ بندہ خود احساسِ کمتری، ناامیدی یا اندرونی طور پر ایسی کمزوری کا شکار رہتا ہے جو اس کے اعتماد کی بحالی میں رکاوٹ ہوتی ہے اور یہ رکاوٹ کوئی دوسرا شخص اپنے ایک لفظ یا جملے سے دور کر دیتا ہے۔۔۔

یہ تبھی کارگر ثابت ہوگا جب آپ کا تعلق اچھی عادات واطوار والے لوگوں سے ہو ورنہ برے لوگ تو برائی کے علاوہ کچھ نہیں سکھاتے۔۔۔ برے لوگوں کی عادات میں حوصلہ شکنی کرنا، مذاق اُڑانا، کسی کو آگے بڑھتا دیکھ کر جل بُھن جانا شامل ہوتا ہے۔۔۔اس لیے ہمیشہ ایسے لوگوں سے تعلقات رکھیے جو کم از کم حوصلہ شکن نہ ہوں!!!!!!

آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اُسے چاہیے کہ دیکھے وہ کسے دوست بنا رہا ہے۔

؎ یار بد بداز مار بد

(برا دوست زہریلے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہوتا ہے)

کسی بھی انسان کا کوئی جملہ آپ کی زندگی میں انقلاب برپا کرسکتا ہے۔ ڈیل کارنیگی اپنی کتاب ''میٹھے بول کے جادو'' میں نقل کرتا ہے:

ایک ہوٹل میں ایک ملازمہ برتن دھونے کا کام کیا کرتی تھی۔۔جس کو برتن دھونے والی۔۔۔مَیری۔۔کہا جاتا تھا۔۔۔عمر کے اعتبار سے نوجوان تھی لیکن بدصورت، بھدی، ٹیڑھی ٹانگیں اور بے روح سی تھی۔۔۔ایک دن سالن کی رکابی اپنے ہاتھ میں لیے کھڑی تھی تو ایک عورت نے اسے کہا: ''میری! کیا تمہیں اپنے اندر چھپے خزانوں کا احساس نہیں ہے؟'' یہ سُن کر وہ ساکت ہوگئی اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آہ بھرتے ہوئے جواب

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دیا: ”خاتون پہلے میں اس بات کو سچ نہیں مانتی تھی“۔۔۔

اس کے بعد کیا ہوا؟؟؟؟ اس ملازمہ نے اپنے اندر کی خود اعتمادی کو جان لیا اور اپنی حالت کو درست کرنا شروع کر دیا۔۔۔ دو ماہ کے اندر اندر وہ لڑکی جس کا مذاق اُڑایا جاتا تھا سب کی توجہ کا مرکز بنی اور ہوٹل کے سب سے بڑے باورچی کے بھتیجے سے اس کی شادی ہوگئی۔

ملازمہ اس خاتون کو کہا کرتی تھی کہ آپ کے ایک جملے نے میری زندگی بدل کر رکھ دی ہے۔

صرف ایک جملہ انسان کی احساس کمتری کو خود اعتمادی کی چادر پہنا کر زندگی بدل دیتا ہے۔

کچھ سال قبل کی بات ہے ہمیں ایک استاد صاحب پڑھانے آئے۔۔ انہوں نے اپنی تعلیم کا واقعہ کچھ یوں بتایا کہ دوسرے تعلیمی سال میں۔۔ میں ایک دن مایوس ہوگیا اور اپنا بوریا بستر اُٹھا کر اپنے تعلیمی ادارے سے روتا ہوا یہ سوچتے ہوا نکل رہا تھا کہ دین پڑھنا آسان بات نہیں۔۔۔ بچے!! یہ تمہارے بس کی بات نہیں۔۔۔ تم جاؤ جا کر کچھ کام کرو۔۔۔

اتنے میں پیچھے سے کسی نے آواز دی تو دیکھا کہ ایک مدرّس (استاد) کھڑے ہیں۔ پوچھا کہاں جارہے ہو؟؟؟ عرض کی۔۔۔ استاد صاحب یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔۔۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔۔۔ ہم نہیں پڑھ سکتے۔۔

مدرس صاحب نے گزشتہ سال کے چند سوالات پوچھے۔۔ ہم نے جواب دے دیئے، مضاف مضاف الیہ کیا ہوتا ہے۔۔ یضرب کون سا صیغہ ہے؟؟۔۔۔ وغیرہ۔۔ میں نے فوراً جوابات دے دیئے۔۔

انھوں نے فرمایا: بیٹا آپ کو کس نے بول دیا کہ آپ کو آتا کچھ نہیں۔۔۔ آپ کو تو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سب کچھ آتا ہے۔۔۔جو سوالات میں نے پوچھے آپ نے ان کے جوابات دے دیئے۔۔آپ تو پڑھ سکتے ہو!!!!!

یہی استاد صاحب جو تعلیم اس لیے چھوڑ رہے تھے کہ میرے بس کی بات نہیں، آخری سال سینکڑوں طلبا میں سب سے ٹاپ پر تھے!!!!

کیوں؟؟۔۔۔کس نے یقین کو پیدا کیا؟۔۔۔اچھے استاد نے۔۔۔۔

راقم جو چار لفظ آپ کو لکھ کر دے رہا ہے، اس کے پیچھے بھی ایک ایسے ہی محسن کے جملوں کا ہاتھ ہے۔جس کے مسلسل حوصلے اور اسرار نے میرے لکھنے کی صلاحیت کو اُجاگر کیا۔۔۔۔

ثابت ہوا کہ۔۔جہاں انسان خود اپنے یقین کو بیدار کر سکتا ہے، وہیں دوسرے انسان کا ایک جملہ بھی خود اعتمادی کی آگ کو بھڑکا سکتا ہے۔۔۔

خلاصہ:

☆اُس ذات پر یقین رکھیے جس نے آپ کو پیدا کیا۔۔۔

☆ہر کام کے لیے کوشش کیجیے۔۔۔اور۔۔۔۔نتیجہ۔ربّ تعالیٰ پر چھوڑ دیجیے!!!

☆مایوسی۔۔نا اُمیدی۔۔۔شرم ختم کیجیے اور خود اعتمادی۔۔پیدا کیجیے!!!!!

☆جب آپ دل سے کہتے ہیں کہ میں کرلوں گا۔۔تو۔۔۔یقین جانیے۔۔آپ کر لیں گے۔۔۔۔اپنی ذات پر یقین کیجیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اُصول نمبر:3

بامقصد زندگی

کیا کبھی آپ نے ایسی گاڑی دیکھی ہے جس کا اسٹیرنگ نہ ہو؟؟؟ یا کبھی ایسا بحری جہاز دیکھا ہو جس کا ہینڈل وھیل نہ ہو؟؟ کبھی فٹ بال کا میچ دیکھا ہو اس طرح کہ دونوں جانب گول پوسٹس ہی نہ رکھے گئے ہوں؟؟ یقیناً آپ اس کا جواب نفی میں دیں گے کہ ایسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔۔۔لیکن میں اس کا جواب نفی میں نہیں دوں گا کیونکہ میں نے بے شمار ایسی گاڑیاں دیکھی ہیں جن کا اسٹیرنگ ہی نہیں ہوتا۔۔۔جی ہاں!!!! انسانی زندگی کی گاڑیاں!!!!! زندگی گزرتی جارہی ہے، وقت کے ساتھ چلتے جارہے ہیں۔۔۔۔لیکن کچھ مقصد ہی نہیں طے کیا۔۔جانا کہاں ہے۔۔۔معلوم نہیں۔۔ بچہ بڑا ہوتا ہے، پھر نوجوان ہوکر بوڑھا ہوجاتا ہے۔۔۔۔۔زندگی میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔۔۔شاید یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں تو مجبوراً آگئے ہیں اور اب مجبوراً زندگی گزارے، پھر مرجائے۔۔۔۔

اکبرالہ آبادی فرماتے ہیں:

ہم کیا کہیں احباب کیا کارنمایاں کر گئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بی اے ہوئے، نوکر ہوئے، پنشن ملی پھر مر گئے

آپ اپنے آپ سے سوال کیجیے۔۔۔کیا میں نے زندگی کا کچھ مقصد متعین کیا ہے کہ میں نے کیا حاصل کرنا ہے؟؟؟ کہاں جانا ہے۔۔۔میری منزل کیا ہے؟؟؟

ایک ہفتے بعد مجھے کس چیز تک پہنچنا ہے؟؟؟؟

ایک سال بعد مجھے کیا کامیابی حاصل کرنی ہے؟؟؟؟

دس سالوں بعد مجھے کہاں پہنچنا ہے؟؟؟ کیا آپ نے کاغذ پر نہ سہی۔۔۔کم از کم اپنے دل پر لکھ کر نقش کیا ہے؟؟؟؟؟ اگر جواب ہاں میں آئے تو اس کا مطلب کہ آپ بے مقصد زندگی نہیں گزار رہے، آپ کچھ کرنا چاہتے ہیں اور اگر جواب نا میں ملے تو سمجھ لیجیے کہ آپ اپنی زندگی کا وقت، طاقت، علم بے کار ضائع کر رہے ہیں۔۔۔۔۔

بے مقصد زندگی کا حال بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسا مذکورہ چیزوں کا جب ان کو کنٹرول کرنے کا آلہ ہی ساتھ نہ ہو۔۔۔ان کا انجام ٹھوکریں کھا کھا کر خود کو تباہ کر دینا ہی ہوگا اور یہی انجام اس انسان کی زندگی کا ہوتا ہے جس کا کوئی مقصد ہی نہیں ہے۔۔۔۔

شاید کسی کے ذہن میں خیال آئے کہ میں اپنا مقصد بناتا ہوں، وقت کے ساتھ ساتھ اور پھر ان میں تبدیلی بھی کرتا رہتا ہوں۔۔۔۔ بے مقصد زندگی تو نہ رہی۔۔۔تو جناب اس طرح کے مقاصد نقلی مقاصد ہوتے ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ ریت کے ذرّوں کی طرح اُڑتے رہتے ہیں اور نئے ذرّات ان کی جگہ آتے رہتے ہیں۔۔۔۔مقصد زندگی کی وجہ سے بدلتا نہیں بلکہ زندگی مقصد کی وجہ سے بدل جاتی ہے۔ جب انسان ایک مقررہ ہدف متعین کر کے اس کے پیچھے چل پڑتا ہے تو زندگی با مقصد بن کر سنور جاتی ہے۔۔

قرآن مجید نے بھی انسانی زندگی کا ایک مقصد بیان کیا ہے لیکن اس مقصد کی تہہ تک پہنچنا ہر کسی کے بس کا کام نہیں ہوتا۔۔۔اور جب لوگ جب اس مقصد کا اِدراک صحیح طور پر نہیں کر پاتے تو قصوروار دوسرے کو ٹھہراتے ہیں۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

میں نے جنّوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

مقصدِ حیات کیا صرف یہ ہے کہ بندہ مسجد میں رہے اور نماز و تلاوت کرتا رہے؟؟؟ اگر کسی نے صرف یہی معنی سمجھ لیا ہے تو اس کی کم علمی ہے۔

کتب تفاسیر میں لیعبدون کے معنی لیعرفون (تفسیر خازن) بھی درج ہے کہ۔۔اللہ کی عبادت۔۔کرنے کا یہاں مطلب یہ ہے کہ بندہ اللہ کی معرفت حاصل کرے۔۔۔

اور اللہ کی معرفت حاصل کرنے کے بے شمار طریقے ہیں۔۔۔یہ ایک جملہ اپنے اندر پورا جہاں لیے ہوئے ہے۔۔۔ربّ کی معرفت انسان سائنس،۔۔۔طب۔۔۔۔ زراعت۔۔۔۔فلاح و بہبود۔۔۔۔۔۔کاروبار۔۔۔۔خدمت خلق۔۔۔وغیرہ ہر اس کام سے حاصل کر سکتا ہے جس کا کرنا شریعت اسلامیہ نے منع نہیں قرار دیا لیکن اچھی نیت کا ہونا بہت ضروری ہے کہ نیت کے بدلنے سے اچھا کام بھی برا بن سکتا ہے۔۔جیسا کہ شروع کتاب میں اس پر گفتگو گزر چکی ہے۔

فرائض و واجبات کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بے شمار ذرائع ہیں۔ بندے کو چاہیے کہ ان ذرائع میں غور فکر کر کے اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کچھ ذرائع متعین کر لے۔۔۔آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیجیے کہ اپنی زندگی میں ہمیں اپنے شوق کے مطابق کچھ اہداف بنانے ہوں گے، پھر ان اہداف کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ یوں زندگی کے ایام ایک ٹریک پر گزرتے رہیں گے۔۔۔اور سیدھے راستے پر چلتے چلتے دنیا میں ہی بہت ساری کامیابیاں حاصل ہو جائیں گی۔۔۔پھر ہماری زندگی اکبر الہ آبادی کے شعر میں بیان کردہ زندگی کی طرز پر نہیں ہوگی۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

صابر چوہدری نے اپنی کتاب ''ماہر نفسیات کی ڈائری'' میں خاص لوگوں کی ایک کہانی لکھی ہے۔۔۔۔

''ایک بچہ تھا۔۔۔وہ تخلیقی، کچھ بڑا اور بہتر کرنے کی طاقت سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ اسے یقین تھا کہ وہ خاص ہے۔۔۔

پھر اسکول میں اساتذہ نے اسے سکھایا کہ دوسرے بچوں جیسے بنو، منفرد ہوئے تو قبول نہیں کیے جاؤ گے۔۔۔۔بھیڑ چال کا حصہ بن جاؤ۔۔۔

گھر میں اس کے والدین نے اسے سکھایا جیسے سب کر رہے ہیں ویسے کرو، معاشرے میں رہنا ہے تو منہ پر ماسک چڑھا لو تا کہ تم پہچانے نہ جاؤ۔۔۔۔پکڑے نہ جاؤ کہ تم خاص ہو۔۔۔۔۔ کیونکہ خاص کو خوار ہونا پڑتا ہے اور یوں تم خوار ہونے سے بچ جاؤ گے۔

اور پھر۔۔۔۔۔

وہ بچہ عام بن گیا۔۔۔اُس نے بھُلا دیا کہ وہ حقیقت میں کیا ہے۔۔۔خاص۔۔۔ جو کچھ خاص کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے۔

اس نے تعلیم حاصل کی، نوکری کی، شادی کی، ایک عام سی گلی میں ایک عام سا گھر خریدا، عام دوست بنائے، عام سی سوچیں سوچیں، عام جذبات کے ساتھ عام سی زندگی گزاری، کیونکہ وہ بھول چکا تھا کہ وہ خاص ہے۔۔۔

نہیں۔۔۔نہیں۔۔بات ابھی یہیں بس کہاں ہوتی ہے۔۔۔مجھے مزید بتانے دیں۔ جب وہ بچہ بوڑھا ہوا۔ اسے سب کچھ بھولنے لگا۔ اپنا موبائل نمبر۔ اپنے پسندیدہ کھانے۔ یہاں تک کہ وہ کس معاشرے میں رہتا ہے۔اس کی بیوی کا کیا نام ہے۔اس کے بچے کتنے ہیں اور وہ کہاں کہاں رہتے ہیں۔۔۔

آخر میں جب وہ سب کچھ بھول رہا تھا تو اسے یاد آیا تو بس یہ کہ وہ ایک خاص

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تھا۔۔۔جس نے عام بن کر زندگی گزار دی۔۔

آپ جانتے ہیں وہ بچہ کون ہے؟؟؟؟ آپ شیشے کے سامنے کھڑے ہوں تو جو شخص نظر آئے، وہی وہ بچہ ہے۔۔لیکن (موڑ موڑنے) ٹرن لینے کا ابھی وقت ہے۔ماضی کا بچہ تو اسی بھیڑ چال پر چلتا رہا اور حال ابھی ہے۔۔تو کیا مستقبل بھی اسی طرح گزارے گا؟؟؟

جس وقت آپ کو اپنی خصوصیات کا ادراک ہو گیا، آپ نے اپنی خوبیوں کو جان لیا اور اپنا مقصد متعین کر لیا تو یہ زندگی، عام زندگی نہیں رہے گی۔۔۔ بلکہ کامیاب زندگی بن جائے گی۔۔آپ کے جانے کے بعد بھی آپ کا نام اور کام رہے گا۔۔۔ورنہ تو لاکھوں عام لوگ ہیں، روز مرتے اور نئے پیدا ہوتے ہیں اور ان کو کوئی جاننے والا بھی نہیں ہوتا۔۔ زندگی کا انمول موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔۔

غور کیجیے کہ بچے کے ذہن میں قدرتی طور پر یہ بات بیٹھی رہتی ہے کہ وہ خاص ہے، وہ دنیا میں کچھ کرنے آیا ہے کیونکہ یہ دنیا دار العمل ہے۔۔لیکن معاشرے کی عوامی گرد اس کی خصوصیات کو زنگ لگا دیتی ہیں۔۔۔۔بچہ زندگی کے مقصد کو اس وقت سوچتا ہے جب اس کے خیالات کی پروا نہیں کی جاتی اور نوجوانی کی حالت میں وہ اپنا خاص ہونا بھول جاتا ہے۔۔۔

اب ذرا ہم انسانی زندگی کے مختلف اَدوار کو کھول کر چیک کرتے ہیں۔

بچپن:

یہ وہ عرصہ ہے جب انسان اپنی فطرت پر رہتا ہے۔۔۔۔اس کے خیالات اور سوچ اپنی اصل پر ہوتی ہے، جس میں یہ بات قدرتی طور پر بیٹھی ہوتی ہے کہ اس کی زندگی فضول نہیں ہے۔۔وہ ہر کسی کی آنکھوں کا تارہ بننا پسند کرتا ہے۔۔نمایاں کارنامہ سرانجام دینا اسے اچھا لگتا ہے۔اسی وجہ سے بچہ کوئی بھی کام مکمل کرنے کے بعد یہ سمجھتا ہے کہ اس نے بہت بڑی منزل حاصل کر لی۔حالانکہ اس کے کام میں خامیاں صاف ظاہر ہوتی ہیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لیکن بچہ اس کو دنیا کی سب سے بڑی کامیابی شمار کرتا ہے۔۔۔ کیوں؟؟؟ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں خاص ہوں۔۔۔

بچہ ابھی ماں کی گود میں ہوتا ہے تو بھی ہاتھ پاؤں ہلاتا رہتا ہے۔۔۔ جب گھسٹنے کے قابل ہوتا ہے تو اس کے دماغ میں فراغت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔۔۔ اسی وجہ سے وہ آگے آگے اور ماں اس کے پیچھے پیچھے!!!! جب چلنا سیکھتا ہے تو گھر میں ہی اس کو قید رکھنے کا بندوبست کیا جاتا ہے۔۔ سیڑھیوں کے پاس باڑ لگا دی جاتی ہے۔۔۔۔۔۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟؟ کیونکہ بچے کی فطرت میں ہی نمایاں کام کرتے رہنے کا عنصر موجود ہوتا ہے۔۔۔ وہ ہر پل، ہر لمحہ اپنے ذہن کے مطابق خاص کرنے کی کوشش میں رہتا ہے۔۔۔ اس کی میموری میں فراغت نام کی کوئی چیز سیو نہیں ہوتی۔۔ حرکت میں برکت کا قاعدہ پیدائشی طور پر اس کے دماغ میں محفوظ ہوتا ہے۔

نوجوان:

خود کو خاص سمجھنے کی صفت نوجوان میں بچے کی بہ نسبت بہت کم ہوتی ہے کہ عوامی بھیڑ چال دیمک کی طرح اس کی اس قدرتی صفت کو کافی حد تک چاٹ چکی ہوتی ہے۔۔۔ کبھی کبھی اسے یہ خیال گزرتا ہے کہ میرے اندر کچھ خاص کرنے کا جذبہ ہے لیکن معاشرے کا خوف و حراص، نقصان ہو جانے کا خوف، نتیجہ کے ڈر اور عدم اعتماد اس کی خواہش کو دل ہی دل میں دباتے رہتے ہیں۔ خاص ہونے کی فطرت کبھی کبھار بجلی کی طرح اس میں کڑکتی ہے۔۔۔ لیکن لوگوں کی طعنہ زنی، معاشرے کا خوف، خاص طور پر مالی نقصان کا خوف اسے بزدل بنائے رکھتا ہے۔۔۔ کچھ مت کرنا۔۔۔ برباد ہو جاؤ گے۔۔۔ نقصان ہو گیا تو۔۔ لوگ کیا کہیں گے؟؟؟ ۔۔ چھپ کر بہت کچھ کرنے والا نوجوان۔۔۔ خاص بننے کے لیے۔۔۔ واقعتاً کچھ نہیں کرتا۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بوڑھا:

جس شخص کا بچپن اور جوانی عام گزرتی ہے، وہ بڑھاپا یوں گزارتا ہے کہ وہ خود بھی عام ہے اور ساری دنیا عام ہے۔۔خاص لوگوں کی باتیں اسے فضول لگتی ہیں۔۔۔۔ بلکہ ایسا سوچنے والوں کو وہ بے وقوف، احمق، ناتجربہ کار سمجھتا ہے اور یہ کہہ کر خود کو تسلی دیتا ہے کہ چار دن کا شوق ہے اُتر جائے گا۔۔۔۔۔۔اسی وجہ سے بہت سارے بوڑھے حضرات اپنی اولاد میں نقصان کا خوف ڈالے رکھتے ہیں اور انہیں مسلسل یہ بتاتے رہتے ہیں کہ وہ انہی کی طرح عام ہے، کوئی بھی بڑا کام مت کرنا۔۔۔ایسے ہی والدین اپنی اولاد کے لیے کامیابی ہمیشہ ایک چھوٹی نوکری اور کام میں تلاش کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خود اسی چیز کو کامیابی کا راز سمجھتے ہیں۔۔۔

ٹرننگ پوائنٹ (موڑ موڑنے کا وقت):-

جب ہم دنیا میں علما، صوفیہ، مبلغین، دانشوروں اور سائنس دانوں کی زندگیوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو اکثر کامیاب لوگ بچپن اور جوانی میں ناکامی سے دو چار رہتے ہیں۔ ان کی زندگی میں انقلاب اس ٹرن کی وجہ سے آتا ہے جب انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص مقصد کے لیے دنیا میں آئے ہیں۔

☆ یوسف نامی ایک نوجوان ابتدائی زندگی میں مدرسے کے علوم وفنون حاصل کرنے میں اپنا وقت صرف کرتا رہتا تھا۔۔علما اور صوفیہ کے ساتھ بیٹھنا اسے اچھا لگتا تھا لیکن رب تعالیٰ نے دنیا میں اسے کسی خاص مقصد کے لیے بھیجا تھا، جس کا اِدراک اسے میدانِ جنگ میں جا کر ہوا۔۔جب اس نے اپنے مقصد کو جان لیا تو زندگی کا اکثر حصہ بیت المقدس کو حاصل کرنے اور اسلامی سلطنت کی حدود کو بڑھانے میں صرف کر دیا اور اسی کی قربانیوں کے صدقے ایک ہزار سال تک بیت المقدس کفار کی میلی نظروں سے محفوظ رہا۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آج تک مسلم دنیا اس یوسف کو صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد رکھے ہوئے ہے۔۔بیت المقدس کی در و دیوار اور فلسطین کا بچہ بچہ آج ملت اسلامیہ سے ایک اور با مقصد زندگی گزارنے والے یوسف کو مانگ رہے ہیں۔۔لیکن۔۔۔

انسانی زندگی کے مختلف ادوار میں سے کسی بھی دور میں ٹرن (موڑ) تب ثابت ہوتا ہے جب انسان خود کو عام کی بجائے خاص سمجھنے لگ جاتا ہے۔۔۔وہ جان لیتا ہے کہ میں نے دنیا میں کوئی کارنامہ سرانجام دینا ہے۔۔۔پھر اس خصوصیت کا اظہار کس طرح ہوتا ہے؟؟؟؟ انسان دن رات غور وفکر کرنے اور دانشوروں سے مشاورت کے بعد۔۔۔اپنے شوق اور ذوق کے مطابق زندگی کا مقصد مقرر کرتا ہے، پھر اس مقصد کو حاصل کرنے میں کوشاں ہو جاتا ہے۔۔۔زندگی کی ہر سانس کے ساتھ وہ اپنے متعین مقصد کی طرف قدم بڑھاتا رہتا ہے، پھر وہ وقت آتا ہے کہ وہ اپنے مقصد تک کو پالیتا ہے۔۔۔

☆ اب یہاں پر ہم مزید چند لوگوں کی زندگیوں کے ٹرننگ پوائنٹ ذکر کریں گے جن کی وجہ سے وہ عام سے خاص بن گئے۔۔صدیوں تک ان کا کام اور نام باقی رہا اور رہے گا۔۔

نعمان کا ٹرننگ پوائنٹ:

ایک بچے نے خواب دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قبر مبارک کی مٹی کھود رہا ہے۔ یہ خواب ظاہر طور پر پریشان کن اور حیران کن تھا لیکن وہ بچہ امام المعبرین علامہ ابن سیرین کے زمانے کا تھا۔۔۔بچے کا خواب ان تک پہنچا، انہوں نے تعبیر بیان کی۔۔۔یہ بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرامین اور ان سے حاصل ہونے والا علم اتنا پھیلائے گا جتنا قبل ازیں کسی نے نہیں پھیلایا۔۔۔اس خواب کی تعبیر سن کر اس بچے کے دل میں علم کی طلب پیدا ہوئی۔۔اس نے علم سیکھنا شروع کیا، اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ امام

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہوگیا۔۔۔آج تک کروڑوں مسلمان بالخصوص برصغیر پاک وہند کے مسلمان انہی کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے آرہے ہیں۔۔۔

اس ٹرن کا سبب کیا بنا؟؟ ایک خواب؟۔۔۔جذبہ کس نے دیا؟؟ تعبیر نے۔۔۔ اور منزل متعین ہوگئی۔۔۔زندگی اسی پر گزار دی۔۔۔نام اور کام قیامت تک باقی!!

عبداللہ کا ٹرننگ پوائنٹ:

عشق کی تپش اور آگ انسان کو جلا کر خاک کر دیتی ہے۔ عاشق کو سردی کا پتا چلتا ہے نہ گرمی کا، بھوک کی پروا۔۔۔نہ۔۔ پیاس کی!!!!!! عشق خالقِ حقیقی سے ہوجائے تو وارے نیارے، عشق دنیا میں کسی سے ہوجائے تو امتحان در امتحان۔۔۔۔

ایسا ہی عاشق عبداللہ نامی ایک نوجوان تھا۔۔۔ایک لڑکی کے عشق نے اس کی عقل چھین لی تھی۔۔۔سردیوں کی ایک لمبی رات عبداللہ اپنی معشوقہ کے گھر کے سامنے درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور معشوقہ کی جھلک کے لیے ترستا رہا!!!!!!! اچانک اذان کی آواز اس کے کان میں پڑی۔۔اُس نے سمجھا کہ عشاء کی اذان ہورہی ہے لیکن جب حقیقت کھلی کہ عشاء نہیں بلکہ فجر کی اذان ہورہی ہے تو اس کا نشہ اُتر گیا۔۔۔کہ رات اگر محبوبہ کی بجائے ربّ العالمین کی بارگاہ میں گزرتی تو!!!

عبداللہ کی زندگی کے لیے یہ رات اہم ٹرن ثابت ہوئی۔۔۔عالم اسلام میں اس عاشق کو عبداللہ بن مبارک کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔۔اسی عاشق عبداللہ کے بارے میں حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: شریعت اور طریقت کا امام ''سلطان العلماء۔۔۔۔۔''جس کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب بھی دیا گیا ہے۔۔۔

فضیل کا ٹرننگ پوائنٹ:

☆ ڈاکوؤں کے سردار فضیل نے زندگی کا ایک حصہ رہزنی، چوری چکاری اور لوگوں کا مال لوٹنے میں گزار دیا، فضیل جہاں ڈاکو تھا وہیں نمازی پرہیزگار بھی تھا، حتی کہ اپنے گروہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں کسی بے نمازی کو نہیں رکھتا تھا۔۔۔۔فضیل کے نام سے لوگ بہت خوف زدہ رہتے تھے۔۔۔ڈاکہ زنی کے ساتھ فضیل کو ایک عورت کا عشق بھی ستاتا تھا۔۔۔یہاں تک کہ لوٹا ہوا مال وہ اپنی معشوقہ پر لٹا دیتا۔۔۔۔

ایک رات فضیل ایک قافلے کو لوٹنے کے لیے گیا، ایک مسافر قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔۔۔جب اس نے یہ آیت پڑھی:

اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ۔

(کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد میں)

فضیل نے جب تلاوت سنی تو اس کا دل رب تعالیٰ کے خوف سے دہل گیا۔۔۔اسی حالت میں قرآن پڑھنے والے شخص نے کہا: اے فضیل کب تک تو ڈاکہ زنی کرتا رہے گا، ہم رات کو چپکے سے نکلتے ہیں کہ تجھے خبر نہ ہو۔۔۔قافلے والے فضیل سے ڈر رہے تھے جبکہ فضیل ان کے سر پر کھڑا تھا اور قاری کی یہ ندا فضیل کے ڈر کی وجہ سے تھی۔۔۔۔ڈاکوؤں کے سردار فضیل کا یہ ٹرننگ پوائنٹ تھا۔۔۔ایک قاریِ قرآن کی تلاوت اور۔۔۔آہ۔۔۔نے اس کی زندگی کو ٹریک پر لانے میں مدد کی۔۔۔

ڈاکوؤں کے سردار فضیل کو علمائے اسلام اور محدثین فضیل بن عیاض کے نام سے جانتے ہیں۔۔۔عام تھا تو ڈاکوؤں کا سردار۔۔۔جب خاص ہوا تو صاحبِ کرامات، صوفیہ اور علما کا مرجع بن گیا۔۔۔رحمہ اللہ

تاریخ کا مطالعہ کرنے سے ہمیں بے شمار ایسے لوگ ملتے ہیں جن کی زندگی عام سے خاص تک کے سفر کا نمونہ ہے۔۔۔جو پہلے کچھ تھے اور بعد میں کچھ۔۔۔بے مقصد سے با مقصد بنتے گئے اور دنیا کے لیے اتنا کچھ چھوڑ گئے کہ دنیا انہیں بھول نہیں سکتی!!!!!!!مذکورہ واقعات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ٹرننگ پوائنٹ آتا تو ہے لیکن سبب ہر کسی کا مختلف ہوتا ہے۔کسی کو خواب سے راہ ملتی ہے، کسی کو استاد کی رہنمائی ملتی ہے، کسی کی غلطی اس کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سمت (Direction) درست کر دیتی ہے۔ انسان درس لینا چاہے تو مکڑی سے درس لے کر شکستوں کو فتح میں بدل سکتا ہے۔۔۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی بے مقصد زندگی کو با مقصد بنانے کا سبب میری یہ کتاب بھی ہوسکتی ہے۔۔۔۔ لہٰذا جب بھی آپ کا دل یہ سچ اُگل دے کہ آپ بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں، عامیانہ چال چل رہے ہیں تو فوراً سنبھل جائیں۔۔۔۔ کسی کی پرواہ کیے بغیر بھیڑ چال کو ترک کر دیجیے اور۔۔۔ زندگی کا مقصد متعین کر لیجیے۔۔۔

با مقصد زندگی گزارنے والوں کے کارنامے:

حشرات کی طرح دنیا میں پھیلے ہوئے انسانوں میں نام انہی کا باقی رہ جاتا ہے جو کچھ کام کر کے جاتے ہیں۔ ان کی قبر کا کسی پتا ہو یا نہ ہو۔ لیکن کام کا ہر کسی کو علم ہوتا ہے۔۔ بعض اوقات کسی کی سوانح عمری میں ایسا کام نظر آتا ہے جو آج کے زمانے میں پوری پوری انجمن بھی نہ کر سکے۔۔۔ بلکہ آج کل کے کم عقل لوگ تو اپنی عقل پر تولتے ہوئے ان کارناموں کا ہی انکار کر دیتے ہیں۔۔۔ اہلِ علم ہی کو لے لیجیے!!!!!

☆ امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد ایک ہزار کے قریب کتابیں چھوڑ کر گئے۔۔

☆ ابن جریر طبری تاریخ طبری کے مصنف نے زندگی میں تین لاکھ اٹھاون ہزار صفحات لکھے۔

☆ چھٹی صدی کے محدث حافظ ابن عساکر نے کثیر کتب تصانیف کیں، جن میں سے چند کی تفصیل درج ذیل ہے۔۔۔

1: تاریخ دمشق۔۔۔ 80 جلدیں

2: موافقات۔۔۔۔ 6 جلدیں

3: الاطراف الاربعہ۔۔۔ 4 جلدیں

4: عوالی مالک۔۔۔۔ 50 جز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(التالی لحدیث مالک العالی 19 اجزا، اور کتاب الملتمس من عوالی مالک بن انس 31 جز اس کے علاوہ ہیں)

5: السباعیات:۔۔۔17 جز

6: مناقب شبان۔۔۔ 15 جز

7: الاربعین الطوال:۔۔۔13 جز

8: غرائب مالک:۔۔۔۔۔10 جز

9: فضل الجمعہ:۔۔۔۔4 جز

10: فضل عاشورا:۔۔۔ 3 جز

11: الزلازل:۔۔۔۔3 جز

12: الجواہر فی الابدال:۔۔۔3 جز

حافظ ابن عساکر کی تصانیف اتنی زیادہ ہو چکی تھیں کہ اُس زمانے کے پرنٹنگ پریس والے آپ کی کتب چھاپنے سے عاجز آ گئے۔۔۔

☆ امام جلال الدین سیوطی شافعی کی کتب کی تعداد بھی ایک ہزار کے لگ بھگ تھی۔

☆ گزشتہ صدی کے بہت بڑے عالم مجدد اسلام امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ کی کتب بھی اسی طرح ایک ہزار کے لگ بھگ تھیں۔۔۔ اسلامی فنون کے علاوہ سائنسی فنون میں کتابیں لکھیں۔۔۔ نیوٹن کے قانون کششِ ثقل کا رد، زمین کی حرکت کا رد، روشنی کے قوانین، طب، ہیئات اور فلکیات وغیرہ میں بھی کثیر تصانیف لکھیں۔۔۔

شاید کوئی سمجھے کہ یہ افراد تو پرانے ہیں، یہ زمانہ بہت مشکل ہے، حالات نے لوگوں کو جکڑ لیا ہے، آج کے زمانے میں ایسا ممکن نہیں تو۔۔۔ 2010 میں فوت ہونے والے بہاولپور پاکستان کے ایک بزرگ فیض احمد اویسی صاحب نے چار ہزار سے زائد کتابیں اردو، عربی اور فارسی وغیرہ مختلف زبانوں میں چھوڑ کر گئے ہیں۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ان حضرات کی عمریں بھی اوسطاً 70، 80 سال تک تھیں۔۔۔ خاندان بھی تھے، کاروبار بھی۔۔۔ اس کے باوجود ساری زندگی اپنے پاک مقاصد کی طرف نظر رکھتے ہوئے گزارتے رہے۔۔۔

☆ سائنس کی طرف دیکھا جائے تو ابن رشد نے sun spots کو پہچانا۔۔۔

☆ عیسوی کیلنڈر کی اصلاحات کو عمر خیام نے ترتیب دیا۔۔۔

☆ دورِ جدید کے پلانی ٹیریم Planetarium کی بنیاد بھی عباس بن فرناس نے رکھی۔ پہلے ہوائی جہاز کا تجربہ بھی اس نے کیا تھا۔

حساب، جیومیٹری میں الخوارزمی، الفارابی وغیرہ نے کارہائے نمایاں انجام دیے۔۔

☆ علم طبعیات میں ابن الہیثم اور ابنِ سینا، علمِ طب میں رازی ابو قاسم، علم ادویہ سازی میں ابن بیطار، ابوبکر محمد بن زکریا رازی، علی بن عباس وغیرہ کے کارنامے مشہور و معروف ہیں۔ صرف ایک اسلامی شہر اُندلس کے مسلم سائنس دانوں کی تعداد 151 کے قریب شمار کی گئی ہے۔۔۔

بے کار زندگی گزارنے والے لوگ ایسے کارنامے کبھی سرانجام نہیں دے سکتے، ربّ تعالی کی طرف سے یہ تحفہ انہی لوگوں کو ملتا ہے جو زندگی کے چار ایام کو فضول ضائع کرنے کی بجائے منزل مقرر کر کے اس کی طرف چل پڑتے ہیں۔۔۔

احسان کا خون:

موضوع سے ہٹ کر ضمناً یہاں یہ بھی بتاتا چلوں کہ سائنس اور علم کی ترقی کے بیج بونے والے اکثر مسلمان ہی ہیں، آج انہی پودوں پر لگنے والے پھل دنیا کھا رہی ہے۔۔ انہی تحقیقات پر ایجادات کی عمارتوں کی بنیاد رکھنے والوں نے بدلے میں جو کچھ دیا تو وہ خون کے قطروں سے لکھنے کے قابل ہے۔۔۔ اندلس کے کتب خانے میں دنیا بھر سے اکٹھے کیے گئے لاکھوں نسخے موجود تھے۔ جب اندلس پر اسلامی حکومت کمزور ہوئی تو وہاں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے باشندوں نے عیسائی بادشاہ فرڈی نینڈ اور اس کی بیوی ازابلا کے حکم سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور مال و متاع لوٹ لیا اور سرِ عام مسلمانوں کو قتل کر دیا گیا۔ جہاں ظلم و ستم کے پہاڑ گرائے گئے، وہیں ان کے علمی خزانوں، کتب خانوں اور کتابوں کو نذر آتش کر دیا گیا اور بے شمار قیمتی کتابیں چوری کر لی گئیں، جس میں سرجری اور میڈیسن پر لکھی گئی ابو قاسم کی 30 جلدوں پر مشتمل ''کتاب التصریف'' بھی شامل تھی۔۔۔ بعد میں جب ان کو خوف ہوا کہ مسلمان کہیں اپنے آباء کے علمی ورثے پر مطلع نہ ہو جائیں تو 905ھ میں عیسائی خمینس نے حکم دیا کہ اندلس کے اردگرد تمام شہروں سے تمام اسلامی کتابوں کو اسکوریال چرچ کے صحن میں جمع کیا جائے۔ عیسائی دانش مندوں کی موجودگی میں ایک لاکھ سے زیادہ اہم نسخوں کو نذرِ آتش کر کے جشن منایا گیا۔۔۔

☆ ایسا ہی سلوک ہلاکو خان نے بغداد پر حملہ کرنے کے بعد کیا۔ جہاں گلیوں اور نالیوں میں مسلمانوں کا خون بہ رہا تھا، وہیں علم کے مرکز بغداد کے کتب خانے سے کتب نکلوا کر دجلہ اور فرات کے دریاؤں میں بہا دی گئیں، جن کی سیاہی کی وجہ سے دونوں دریاؤں کا رنگ نیلا اور کالا ہو گیا۔۔۔

☆ دورِ زنگی میں بالڈون عیسائی نے طرابلس پر قبضہ کرنے کے بعد گارزن پادری کے ساتھ کتب خانے میں گیا۔۔۔ جہاں لائبریرین موجود تھے۔۔۔ انہوں نے بھیک مانگی کہ ہمیں قتل کرنا ہے تو کر دو لیکن ان کتب کو مت نقصان پہنچانا۔۔۔ جب کسی کی فکری نسل کشی کرنی ہو تو علم کا خون بہا دینا ہی کافی ہوتا ہے۔۔۔ اس مکتب کو بھی آگ لگا دی گئی۔۔

☆ عیسائیوں نے صرف مسلمانوں کی کتب نہیں جلائیں بلکہ جو بچے کھچے نسخے رہ گئے یا رکھ لیے گئے ان کو دیگر زبانوں میں منتقل کرتے ہوئے مسلم سائنس دانوں کے نام ہی بدل دیئے گئے۔۔۔ مثلاً رازی کو Razez، ابن سینا کو Avinena ابو القاسم کو Abucasis اور ابن الہیثم کو Alhazen بنا دیا گیا۔۔۔ اسی طرح اصطلاحات جو کہ اصل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عربی میں تھیں، ان کے نام بھی بدل دیئے گئے، تاکہ آج اگر کوئی مسلمان پڑھ بھی لے تو کبھی تصور بھی نہ کر سکے کہ یہ ہمارے آباء کا ورثہ ہے۔۔۔

یہ ضمناً چند دل خراش واقعات تھے جن کا حساب روزِ حشر ہی ہوگا۔۔

ماہر نفسیات کی تحقیق کے مطابق دنیا میں 97 فی صد لوگ بے مقصد زندگی گزار رہے ہیں، 3 فی صد لوگوں کی زندگی با مقصد ہے۔ مذکورہ واقعات ان 3 فی صد لوگوں کی زندگیوں کے تھے، 97 فی صد کے واقعات مجھے بیان کرنے کی حاجت نہیں۔۔۔۔ بہت ممکن ہے کہ اس چیز کو پڑھنے کے بعد جس بندے سے آپ کی ملاقات ہو وہ 97 فی صد میں سے ہی ایک مثال ہو۔۔۔ اگر کوئی شخص نہ مل سکا تو اپنے آپ سے سوال کیجیے!!!!! میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟؟؟؟؟؟ جواب ''پتا نہیں'' ہوا تو کسی سے ملاقات کی ضرورت نہیں بلکہ آئینے کے سامنے جو شخص آپ کو نظر آئے وہ 97 فی صد لوگوں میں سے ایک مثال ہے۔۔۔۔ اگر آپ تین فیصد میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو زندگی کو بدلیے اور سمت کا تعین کیجیے، منزل مقرر کیجیے، یاد رکھیے!!!!! زندگی ہفتوں، مہینوں، سالوں میں نہیں بلکہ اس لمحے بدلتی ہے جب آپ بدلنے کا ارادہ کرلیں۔۔۔۔ جب منزل مقرر کرلیں۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایسا دماغ دیا ہے جو دیگر مخلوقات کو نہیں دیا۔۔۔ دن بھر کی فضول سوچوں کی بجائے آپ ان سوالات کے جوابات تلاش کیجیے۔۔۔ میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟؟؟؟ میں کیا بننا چاہتا ہوں؟؟ کیا اس سے مجھے اطمینان ملے گا؟؟؟؟ ان کے جوابات کے لیے دماغ کو استعمال کیجیے۔۔۔۔ اگر آپ اب نارمل نہیں ہیں (اور یقیناً نہیں ہیں تبھی مطالعہ کر پا رہے ہیں) تو یہ سمجھ لیجیے کہ دنیا میں بڑے کارنامے سرانجام دینے والے اکثر لوگوں کا دماغ آپ کے دماغ سے اعلیٰ نہیں ہے، ہاں فرق صرف اتنا ہے کہ انہوں نے دماغ سے فائدہ اُٹھا لیا تھا۔ جب آپ ان سوالات کے جوابات تلاش کرلیں گے، تو وہ جواب آپ کی زندگی کا مقصد

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بن سکتا ہے۔۔ یہاں چند نکات بیان کرتا ہوں جو مقصد کے تعین میں آپ کو فائدہ دے سکیں گے۔

☆ اپنے اندر جھانکیے اور تلاش کیجیے کہ آپ کس شعبے میں مہارت رکھتے ہیں یا مہارت حاصل کر سکتے ہیں۔۔

☆ اپنی دل چسپیوں کا اِدراک کیجیے!! کون سا ایسا پیشہ ہے جس میں آپ دل لگا کر کام کر سکتے ہیں۔۔۔۔

☆ وہ لوگ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جو وہی کام کرتے ہیں جو ان کا دل کرتا ہے۔۔ جب کام اپنے شوق کے مطابق ہو تو۔۔۔ ناتھکن محسوس ہوتی ہے نا وقت کی کمی کا احساس بلکہ انسان دل لگا کر اپنے کام میں لگا رہتا ہے اور منزل کی طرف قدم بڑھاتا رہتا ہے۔۔۔۔۔

☆Success = Profession + Passion

شوق وجذبہ + پیشہ = کامیابی۔۔۔

اس اُصول کو مدنظر رکھیے!!! اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے یا آپ ایک فیلڈ میں عرصہ گزار چکے ہیں، اب اس میں دل نہیں لگتا تو۔۔۔۔۔ اپنی اس فیلڈ میں دل لگانا شروع کر دیجیے۔۔

ڈیل کارنیگی نے بور کام کو دلچسپ بنانے کے متعلق کثیر واقعات لکھے ہیں، ان میں سے ایک واقعہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

☆ ایک نوجوان ایک کمپنی میں نٹ بولٹ بنانے کا کام کرتا تھا، اسے اپنے کام سے بوریت بھی محسوس ہوتی تھی لیکن اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔ اس نے سوچا جب یہی کام کرنا ہے تو کیوں نہ اسے دلچسپ بنانے کی کوشش کی جائے؟؟؟ اس نے اپنے ساتھیوں سے مقابلہ کرنا شروع کر دیا۔۔۔ اور زیادہ تعداد میں نٹ بولٹ بنانے کی وجہ سے ترقی ہوگئی۔۔۔ تیس سال بعد وہ نوجوان ایک بہت بڑی فیکٹری کا سربراہ بن چکا تھا۔۔۔ وجہ کیا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تھی؟؟؟؟ کام میں دل چسپی !!!!!!

لکھ لیجیے!!!! ہمیشہ وہ کام کیجیے جو آپ کو پسند ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر ایسا ممکن نہ ہو تو جو کام کرتے ہیں، اس کو پسند کرنے لگ جائیے۔۔۔

مقصد متعین کرنے کے فوائد:

جب انسان اپنی زندگی کو با مقصد بنالیتا ہے تو اس کی زندگی میں کیا تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں؟؟؟

اس کو کیا فوائد حاصل ہوتے ہیں؟؟

کیا اس کی زندگی بہتر بنتی ہے؟؟

اگر ہاں، تو کیسے؟؟؟

یکتائی:

زندگی کا مقصد متعین ہو تو انسان کو یکتائی (انفرادیت) حاصل ہوتی ہے۔۔۔مقصد متعین کرنے کے بعد آپ کو یہ محسوس ہوگا کہ آپ کی زندگی کتنی اہم ہے۔۔آپ کی سوچ عام سے خاص کی طرف منتقل ہو جائے گی۔۔۔ دوسرے لفظوں میں آپ خود غرض بن جائیں گے!!!! لیکن یہ خود غرضی مذموم نہیں ہوگی۔اس میں آپ اپنی ذات سے محبت کرنے والے اور اپنے کام سے محبت کرنے والے بن جائیں گے۔۔۔قدرت کا قانون ہے کہ انسانی زندگی میں ایک ایسا رشتہ پایا جاتا ہے جو کبھی بھی انسان سے جدا نہیں ہوتا۔۔۔ ہر پل، ہر لمحہ، ہر سانس اس کا ساتھ دیتا ہے۔۔۔دیگر رشتے وقت کے ساتھ ساتھ فنا ہوتے چلے جاتے ہیں، چاہے ماں باپ ہوں یا بہن بھائی یا اُستاذ یا میاں بیوی۔۔۔۔۔پیدائش سے لے کر موت تک کوئی بھی ہر پل، ہر لمحہ ساتھ نہیں رہ سکتا۔۔۔۔سوائے ایک ذات کے، وہ ذات انسان کی اپنی۔۔ذات۔۔۔ہے۔مقصد کا تعین بندے کو اپنی ذات کا خیال رکھنے کی فکر دیتا ہے۔۔اس کو نکھارنے، اس کی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، اندر چھپے ہیروں کو نکال

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کر چمکانے کا کام کرتا ہے۔۔۔ یہاں تک بہت سارے وہ لوگ جنھیں اپنی پروا نہیں ہوتی، دوسروں کے دیئے ہوئے دُکھوں کی سزا خود کو دینا چاہتے ہیں۔۔۔ اگر وہ اپنی زندگی کو با مقصد بنالیں تو وہ اپنی ذات کا خیال رکھنا شروع کر دیں گے۔۔۔۔ اپنی ذات سے سچی محبت کرنے لگ جائیں گے۔۔۔۔ ذرا مزید گہرائی میں جھانکیں تو بات ذات سے نفس تک چلی جاتی ہے۔۔۔ انسان اپنے محبوب میں ہر اچھائی دیکھنا چاہتا ہے۔۔۔ ہر برائی سے صاف کرنا چاہتا ہے۔۔۔ جب محبوب نفس بن جائے تو۔۔۔۔ پھر نفس کی ستھرائی کا کام خود بخود شروع ہو جاتا ہے۔۔۔

عادات میں اچھائی، اخلاق کی دُرستی، منزل کی طرف رواں دواں رہنا، خوشیاں بانٹنا، اس کی صفات بننا شروع ہو جاتی ہیں۔۔ ثابت ہوا!!

با مقصد بندہ منفرد ہوتا ہے۔۔۔ وہ اپنے آپ سے محبت کرتا ہے۔۔ جو اپنے آپ سے سچی محبت کرتا ہے وہ خود میں برائیاں نکال کر اچھائیاں اپنانے کی کوشش میں زندگی گزار دیتا ہے۔۔

وقت کا صحیح استعمال:

شاید آپ کبھی کبھی ''بور'' بھی ہوتے ہوں گے؟؟؟؟؟ یا آپ ہر دوسرے دن اپنے دوست، بہن، بھائی، بیوی/شوہر وغیرہ کے منہ سے یہ جملے سنتے ہوں گے کہ میں بور ہو گیا ہوں۔۔۔ یا میں بور ہو رہا ہوں۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔

کیا کبھی آپ نے سوچا ہے کہ انسان بور کیوں ہوتا ہے؟؟؟؟ اگر نہیں، تو سوچیے!!! کہ میں بور کیوں ہوتا ہوں؟؟؟؟ اور جب میں بور ہوتا ہوں، تو وقت گزرنے کا نام ہی نہیں لیتا!! ایک ایک لمحہ ایک گھنٹے سے بڑا محسوس ہوتا ہے۔

سوال: انسان بور کب ہوتا ہے؟؟؟

جواب: جب انسان کے پاس کرنے کو کچھ بھی نہ ہو، تو وہ بور ہو جاتا ہے۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جی ہاں!!! جب کرنے کو کچھ نا ہو تو بور ہونا فطری امر ہے۔۔کرنے کو کچھ تبھی نہیں ہوگا۔۔جب اپنے وقت کو تقسیم نہیں کیا ہوگا۔۔اور وقت تقسیم وہ انسان کرتا ہے جس نے اپنی زندگی کا کوئی مقصد متعین کیا ہوتا ہے۔۔۔ایسے شخص کے پاس بور ہونے کے لیے وقت ہی نہیں ہوتا۔۔۔جبکہ بے مقصد زندگی گزارنے والا شخص تالاب میں گری اس بوتل کی طرح ہوتا ہے جسے چھوٹی چھوٹی لہریں بھی جھولے دیتی رہتی ہیں، یا پھر آندھی میں اُڑنے والے اُس۔۔شاپر۔۔کی طرح جو اِدھر اُدھر ہچکولے کھانے میں ماہر ہوتا ہے۔۔لیکن آندھی تھمتے ہی۔۔۔وہ بور محسوس کرنے لگ جاتا ہے۔۔۔۔

اب تو یہ بات سمجھ میں آچکی ہوگی کہ انسان بور تب ہوتا ہے جب اس کے پاس کرنے کو کچھ نہیں ہوتا۔۔۔۔۔جبکہ وقت کی قیمت وہی لوگ جانتے ہیں جن کی پرواز شاہین کی طرح ہو اور منزل آسمان ہو۔۔۔۔

وقت کی قدر:

☆حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"مجھے اس دن سے زیادہ ندامت وافسوس کسی اور چیز پر نہیں ہوتا جس دن سورج غروب ہوجائے، میری اجل تو کم ہوجائے لیکن میرے عمل میں زیادتی نہ ہو۔۔۔" (یعنی وقت کے استعمال میں کوتاہی کی وجہ سے عمل کم ہو)

☆ قاضی شریح بن حارث عید کے دن کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرے، جو کھیل کود میں مشغول تھے۔۔۔آپ نے پوچھا کب سے کھیل رہے ہو؟۔۔۔ بولے آج عید کا دن ہے۔فارغ تھے، سوچا کچھ کھیل کود ہی کرلیا جائے۔۔۔آپ نے افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلام نے فارغ وقت ایسے گزارنے کا حکم دیا ہے کیا؟؟

تمہارا ربّ فرماتا: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ O وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ O

جب آپ فارغ ہوں تو محنت فرمایا کریں اور اپنے ربّ کی طرف راغب ہوجایا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کریں۔

بامقصد زندگی میں وقت ضائع کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا بلکہ انسان اپنے کام میں ہی مشغول رہتا ہے۔۔اور بامقصد زندگی گزارنے والا شخص وقت ضائع نہیں کرتا۔۔۔

موقع شناس:

☆ مقصد متعین ہونے سے جہاں انسان وقت کے ضیاع سے محفوظ رہتا ہے، وہیں وہ موقع شناس بھی بن جاتا ہے۔۔۔اگر آپ کو اس بات پر یقین نہ آئے تو آزما کر دیکھ لیجیے!!!! چھوٹی سے لے کر بڑی کامیابی تک، تھوڑے نفع سے زیادہ نفع حاصل کرنے تک یا گھریلو کسی بھی اچھی چیز کی خریداری کے لیے موقع شناس ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔۔ زندگی ہر کسی کو آگے بڑھنے کا موقع دیتی ہے، لیکن اس موقع سے فائدہ ہر شخص نہیں اُٹھا سکتا۔۔۔بلکہ بے شمار لوگ تو یہ رونا روتے ہیں کہ اُس وقت اگر میں نے ہاں کر دی ہوتی، ڈیل کر لیتا، نوکری کی آفر کو قبول کیا ہوتا۔۔۔۔یا فلاں ڈریس یا موبائل یا ٹی وی یا موٹر سائیکل خرید لیتا تو اچھا تھا۔۔۔اب ویسی چیز کہاں ملے گی؟؟، وغیرہ وغیرہ۔ایسے جملے وہ لوگ بولتے ہیں جو موقع شناس نہیں ہوتے۔۔۔۔

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

یاد رکھیے!!!! وقت کا ایک ایک جز بذاتِ خود ایک موقع ہے۔۔۔جس کو ضائع کرنے کے بعد بھی پچھتاوا ہوتا ہے، لیکن میری یہاں مراد وہ خاص مواقع ہیں جو وقت آپ کے حال کے مطابق آپ کو دیتا ہے۔جو کہ آپ ضائع کرتے چلے جاتے ہیں۔۔۔بامقصد شخص جو ہر وقت اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہتا ہے، وہ مواقع ضائع نہیں کرتا۔۔۔ بلکہ ایڑیاں اُٹھا کر مواقع کا انتظار کرتا ہے۔۔۔جونہی اسے زندگی کچھ پانے کا موقع دیتی ہے تو وہ جھپٹ کر اُسے اپنے قبضے میں کر لیتا ہے۔۔۔بغیر ٹال مٹول کے، بغیر کسی خوف

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے، خود اعتمادی اور ارادہ کرنے کی قوت سے مدد طلب کرتا ہے۔۔۔

نپولین ہل کہتا ہے: اگر آپ موقعے اتنی جلدی تلاش کر سکتے ہیں جتنی جلدی دوسروں کے عیب تلاش کیے جاتے ہیں، تو آپ بہت جلد کامیاب ہو سکتے ہیں۔۔

کوئی یہ پوچھ سکتا ہے کہ محترم! موقع شناس بننا کیسے ممکن ہے؟؟؟ ہمیں کیسے پتا چلے کہ ہمیں یہ موقع میسر آیا ہے؟؟ یا ہمارے لیے فلاں آفر اچھی ثابت ہوگی؟؟؟

جواب: انسان کی عادتوں کا اِدراک بعض اوقات اس کے الفاظ کے ذریعے ہوتا ہے۔۔ ہاں اور نہیں، دو مختلف الفاظ ہیں۔ میرے نزدیک ۔۔۔نہیں۔۔ بولنا۔۔۔ ہاں ۔۔ بولنے سے زیادہ آسان ہے۔۔لیکن!!! نہیں ناکامی کا لفظ ہے جبکہ ہاں کامیابی کا۔۔۔ اب ذرا اپنے دن بھر کے کاموں میں نظر دہرائیے ۔۔۔ کتنے لوگوں نے آپ سے کچھ کام کہا۔۔ یا مدد طلب کی۔۔۔آپ نے کتنوں کو ہاں میں جواب دیا۔۔ ہاں میں کر دوں گا ۔۔۔بس یہ بتاو کرنا کیسے ہے؟؟؟ یا پھر آپ نے وقت کا رونا رویا۔۔۔نہیں میرے پاس وقت نہیں ہے، اُففففف ۔۔۔۔۔اب مجھے جانا پڑے گا۔۔ چھوڑو یار! میں نہیں کر سکتا ۔۔۔۔ناں کا لفظ مواقع ضائع کرتا ہے۔۔۔جب کہ ہاں کی عادت۔۔مواقع فراہم کرتی ہے۔۔۔ آج چھوٹے کاموں پر ہاں۔۔۔کل کو بڑے کاموں پر ہاں کا دروازہ ہے ۔۔۔۔اور اس کے آگے مواقع اور اس کے آگے کامیابی۔۔۔لوگ انہیں کو پسند کرتے ہیں جو۔۔۔۔ہاں۔۔۔ کہنے والے ہوتے ہیں۔۔۔

قوتِ فیصلہ اور یقین:

مقصد متعین کرنے سے انسان میں یہ دو عادتیں بھی آنا شروع ہو جاتی ہیں۔۔۔ فیصلہ کرنے کی طاقت اور اپنی ذات پر یقین، ان دونوں موضوعات پر ماقبل میں تفصیلاً گفتگو گزر چکی ہے۔۔۔لہٰذا اس کو ملاحظہ کیجیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خوشی اور صحت:

اگر انسان نے زندگی کا مقصد متعین کیا ہو تو وہ بیماری اور پریشانی سے اپنی جان چھڑانے میں کامیاب ہو جائے گا۔۔۔خوش حال زندگی اس کی ہم سفر بن جائے گی۔۔۔

کیا واقعی میں؟؟؟؟

یہ کچھ زیادہ تو نہیں بول دیا میں نے؟؟؟؟

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟؟

خوشی اور غم پریشانی اور بیماری کا مقصد سے کیا تعلق؟؟؟

بچپن میں ایک قانون پڑھایا جاتا ہے۔۔

A = B

B = C

Then A = C

ہو سکتا ہے کہ بیماری اور پریشانیوں کا بلا واسطہ آپ کے مقصد اور منزل سے تعلق نہ ہو لیکن بالواسطہ تعلق ضرور ہوتا ہے۔۔۔ پریشانی کی قبضہ گاہ انسانی دماغ ہے۔۔۔اور پریشانی دماغ کو ہائی جیک تب کرتی ہے جب دماغ خالی ہو۔۔۔یونہی بیماری بھی پریشانی سے صلح کیے ہوئے ہے۔۔۔جب پریشانی دماغ پر مکمل قبضہ جما لے تو اگلی دعوت بیماری کی ہوتی ہے۔۔۔رنگ رنگ کی بیماریاں ہمدردیاں جتانے اور مال بٹوارنے آجاتی ہیں۔۔

رُکیے!!!!!۔۔۔۔۔۔اوپر والے مضمون کو دوبارہ پڑھیے!!!!

بیماری کی ایک وجہ دماغ کا پریشانی کے لیے خالی ہونا ہے۔۔۔جب دماغ ہی اپنے اہداف اور منزل کے بارے غور و فکر کر کے فیصلے کرتا رہے اور جسم کے حصوں کو حرکت میں مصروف رکھے، تو نہ پریشانی قریب آئے گی، نہ بیماری!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ایک نوجوان لڑکا اپنے آپ کو بہت ہی بدقسمت سمجھتا تھا، اس کی وجہ یہ کہ پہلے اس کی ایک بیٹی پانچ سال کی ہوکر مرگئی، دوسری بیٹی پیدا ہوئی تو وہ بھی پانچ دن بعد موت کی گھاٹ اُتر گئی۔۔۔ان دوصدموں کی وجہ سے اس نوجوان نے اپنی زندگی اجیرن بناڈالی۔ بھوک اور نیند ختم، ڈاکٹروں کے پاس پہنچا تو انہوں نے نیند کی گولیاں اور سیر وتفریح کا مشورہ دیا۔۔۔لیکن گولیوں سے نیند ملی۔۔نہ۔۔۔سیر وتفریح سے سکون!!!ہاں اس کا ایک چار سالہ بیٹا تھا۔۔

وہ نوجوان کہتا ہے: ایک دن جب میں اداس بیٹھا تو میرے بیٹے نے مجھے کہا کہ ابو! کیا آپ مجھے کشتی نہیں بنا کر دیں گے؟ موڈ تو تھا نہیں لیکن بیٹے کا دل بھی نہیں توڑ سکتا تھا۔۔ تین گھنٹے لگا کر کشتی تیار کی۔۔۔کام ختم ہونے پر میں نے محسوس کیا کہ میرا ذہن پرسکون ہے ۔۔۔جس سکون کو میں پچھلے کئی مہینوں سے تلاش کر رہا ہوں، وہ مجھے گھنٹوں میں مل گیا!!!! جب میں نے غور کیا تو نتیجہ نکالا کہ اگر ذہن کسی نہ کسی طرف مصروف ہوتو پریشانی ہمارے قریب بھی نہیں پھٹکتی۔۔۔پھر اس نے گھر کے کام کرنا شروع کر دیئے۔ بعد میں ایک اسکول کا بورڈ منتظم بننے کے ساتھ ساتھ فلاحی کاموں میں حصہ لینا بھی شروع کر دیا۔۔۔

جنگ کے دوران اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے مصروف رہنے والے ایک جنرل سے کسی نے پوچھا کہ آپ پریشان تو ہوتے ہی ہوں گے؟؟؟؟

اس نے کہا میرے پاس پریشان ہونے کا وقت ہی نہیں ہے۔۔۔

ایڈمرل کہتا ہے کہ اگر ہمارے پاس مقصد نہ ہوتو تب بھی ہم اپنا دن گزار لیتے ہیں، لیکن ایسے دن کا اختتام ہمیشہ پریشانیوں اور افسردگیوں پر ہوتا ہے۔۔۔تو یاد رکھیے!!! مصروف رہنا پریشانی سے پیچھا چھڑانے کا حل ہے، اور منزل اور مقصد مقرر کرنا مصروف رہنے کا ذریعہ ہے۔۔۔

چلیں میں یہاں پر آپ کو اپنا حالیہ تجربہ بھی بتاتا چلوں۔۔۔پچھلے تین ہفتوں سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مجھے خاص تعلیم کے لیے روزانہ تقریباً ایک سو پچاس 150 کلومیٹر کا سفر کرنا پڑ رہا ہے۔۔میرا یہ سفر لوکل ٹرانسپورٹ یعنی بس پر ہوتا ہے۔۔میں نے اس سفر کے وقت کو صحیح استعمال میں لانے کے لیے اپنے طے شدہ مقصد سے متعلق کتب کے مطالعہ کا ارادہ کیا۔۔۔شروع شروع میں مشقت کا سامنا ہوا، کیونکہ پاکستانی لوکل ٹرانسپورٹ کا حال آپ کو معلوم ہوگا؟؟؟؟ جگہ جگہ اسٹاپ۔۔۔ ہر دو منٹ بعد پھیری والے اپنی داستان سنانے آجاتے ہیں۔ساتھ میں سواریوں کا شور شرابہ اور افراد بس کے عملے سے جھگڑنے میں مگن۔۔۔۔ بچی کھچی کسر ڈرائیور اپنے فن کے مظاہرے میں نکال دیتا ہے۔۔۔لیکن اس سب کے باوجود میں نے اپنے اس سفر کو مصروف کرنے کا پختہ ارادہ کر رکھا تھا۔۔ابتدا میں سفر میں کیے جانے والے مطالعے کی تعداد اوسطاً ۱۰ سے ۲۰ صفحات تھی، جو کہ صرف دو ہفتوں کے اندر اندر ۵۰ سے ۶۰ تک پہنچ چکی ہے۔۔صرف گاڑی میں سفر کے دوران اتنا مطالعہ کر پانے میں مجھے عجیب خوشی اور سکون ہوتا ہے۔یہ سکون لیٹ پہنچنے، سست روی، شور شرابے اور خاص کر جولائی کی گرمی کا بھی احساس نہیں ہونے دیتا۔میں صبر اور سکون سے کتاب میں مگن رہتا ہوں جبکہ دیگر افراد گاڑی والوں سے جھگڑنے میں مصروف ہوتے ہیں۔۔۔ جلدی چلاؤ۔۔۔چل جان دی دے۔۔۔ (جانے بھی دو)۔کیا خیال ہے رات یہیں گزارنی ہوگی وغیرہ۔۔الفاظ کی آوازیں گونج رہی ہوتی ہیں۔۔۔

ہاں جس وقت میں کتاب کو بند کر دیتا ہوں تو یہ ساری پریشانیاں مجھے بھی محسوس ہونے لگتی ہیں۔۔۔گھر جلدی پہنچنا۔۔گرمی کی شدت۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔

یہ احساس کا فرق کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟ جب تک دماغ مطالعے میں مگن اپنے مقصد کی طرف متوجہ تھا، تب تک کوئی غم اور دُکھ نہیں۔۔۔ جونہی مقصد سے ہٹا، دماغ میں پریشانی نے اپنی جگہ بنانا شروع کر دی۔۔۔۔۔آپ اندازہ کیجیے، ہم اپنی روزمرہ زندگی میں مقصد سے ہٹ کر بے وجہ کی پریشانیوں کو اپنے اندر پالتے رہتے ہیں۔۔۔قطرہ قطرہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جمع ہوکر یہ دریا کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔۔۔جس کا نتیجہ بیماری اور ذہنی پریشانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔۔۔اس کے برعکس اگر قطرے کام اور مقصد کے جمع ہوتے رہیں، تو ایک وقت ایسا بھی آجائے گا کہ اثاثوں کا دریا ہمارے پاس موجود ہوگا۔۔۔

ابھی یہ صرف دو ہفتوں کی کارکردگی ہے۔۔میرا یہ روز کا سفر پورا سال جاری رہے گا ۔۔۔۔اگر اسی طرح روز مطالعہ جاری رکھا جائے تو سوچیے!!! سال بھر میں بات کہاں تک پہنچ جائے گی۔۔۔۔۔

کسی کے ذہن میں سوال اُٹھ سکتا ہے۔۔۔ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ: دورانِ سفر مطالعہ کرنا نظر پر اثر انداز ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نظر کمزور ہوجاتی ہے۔۔لہٰذا چلتی گاڑی یا ٹرین میں کتابوں کا مطالعہ نہیں کرنا چاہیے۔۔جی ایسا ہوتا ہوگا۔۔لیکن میں اس بات کو ترجیح نہیں دیتا۔۔کیونکہ بہت سارے نہ کرنے والے کاموں سے بھی نظر پر اثر پڑتا ہے ۔۔جیسا کہ موبائل، ٹی وی کا کثرتِ استعمال۔۔۔لیکن وہاں کوئی ڈاکٹر یاد نہیں رہتا، جس میں فائدہ کم اور نقصان زیادہ۔۔۔ بلکہ ٹی وی میں 98 فی صد نقصان کا پہلو زیادہ پایا جاتا ہے۔۔۔۔جب آپ ڈاکٹروں کے کہنے پر ٹی وی یا موبائل فون نہیں چھوڑ سکتے تو کتاب جس سے بڑا میرے نزدیک کوئی دوست اور ساتھی نہیں ہے، اس کو ہم سفر بندہ کیوں نہ بنائے؟؟۔۔۔ہاں!!اگر آپ نظر کمزور کرنے والی دوسری اشیا کو چھوڑ چکے ہیں تو پھر دورانِ سفر کتاب نہ پڑھنے کا حق آپ کو حاصل ہے۔۔۔۔۔

نوٹ: اگر آپ کا دورانِ سفر مطالعہ کرنے کا ذہن بن گیا ہے تو۔۔۔۔۔۔یاد رکھیں دورانِ سفر آسان کتب کا مطالعہ کیجیے۔۔۔تاریخ، حکایات، اسلامی ناولز، سیرت، نفسیات وغیرہ۔۔

آخر لوگ مقصد مقرر کیوں نہیں کرتے؟؟؟؟؟؟

آپ کے ذہن میں سوال اُبھر سکتا ہے کہ جناب با مقصد زندگی کے اتنے فائدے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہیں، تو لوگ بے مقصد زندگی کیوں گزار رہے ہیں؟

اس کی چند وجوہات ملاحظہ فرمائیے۔۔۔

پہلی وجہ:

زندگی کو سنجیدہ نہ لینا۔۔

وہ کام کے کم اور باتوں کے زیادہ شوقین ہوتے ہیں ۔۔۔کامیابی کے خواب تو دیکھتے ہیں، لیکن وہ خواب محض خیالی پلاؤ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔۔۔کامیاب ہونے کے لیے محنت کو ضروری شمار نہیں کرتے۔۔

دوسری وجہ:

ذمے داریوں سے بھاگنا۔۔۔

کامیابی کے متمنی ہونے کے باوجود ذمے داری قبول کرنے سے کترانے والے لوگ اہداف (مقاصد) مقرر نہیں کرتے۔۔۔ایسے لوگوں کی عمریں تو گزرتی جا رہی ہیں لیکن حقیقت میں انہوں نے اپنی زندگی شروع ہی نہیں کی ہوتی۔۔۔

شادی سے بھاگنے والے افراد بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔۔۔بہت سارے لوگ شادی اس وجہ سے نہیں کرتے کہ ان پر ذمے داریاں عائد ہو جائیں گی۔۔

تیسری وجہ:

ضرورت کو مقصد سمجھ لینا۔۔۔

بے شمار لوگ ضروریات کو مقصد سمجھ لیتے ہیں ۔۔۔اور اسی پر اپنی زندگی گزارتے چلے جاتے ہیں۔۔۔ضرورت اور مقصد میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔۔جو لوگ اس میں فرق نہیں کر پاتے، وہ زندگی میں بے راہ روی کا شکار رہتے ہیں۔۔ضرورت اور مقصد میں فرق کو مثالوں کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔۔۔۔

کھانا، پینا، سونا، پہننا۔۔۔ یہ اشیائے ضرورت میں شامل ہیں، لیکن لوگوں نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

انھیں مقصد سمجھ لیا ہے۔۔۔ میں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ دنیا میں کھانے پینے کے لیے ہی تو ہم آئے ہیں۔ زندگی اور نام کس چیز کا ہے؟؟۔۔۔

کپڑوں کا کام صرف جسم چھپانا، سردی اور گرمی کے اثرات سے بچانا ہے۔۔۔ لیکن ہمارے ہاں عورتوں کی یہ حالت ہے کہ 80 فی صد موضوعِ گفتگو کپڑے ہی ہیں۔ میں نے یہ پہنا ہے، فلانی نے وہ پہنا ہے، اب فلانا کپڑا لینا ہے۔۔ یہ ساری اشیا ضرورت ہیں، مقصد نہیں۔۔۔ ہاں!!! میں یہ نہیں کہتا کہ اچھے کپڑے نہیں پہننے چاہیے یا اچھا کھانا نہیں کھانا چاہیے۔۔۔ لیکن ان کو مقصد بنالینا بھی اپنی زندگی کے ساتھ دھوکہ ہے۔۔

آپ موٹر سائیکل یا گاڑی کیا اس لیے خریدتے ہیں کہ اس میں پٹرول ڈلوایا جائے؟؟؟۔۔۔۔ میں نے گاڑی اس لیے خریدی کہ اس کو صاف ستھرا رکھوں، اس میں پٹرول ڈلواؤں۔۔۔ نہیں بلکہ یہ اشیا اس لیے خریدی جاتی ہیں کہ اپنے سفر کو آسان اور آرام دہ بنایا جائے۔۔۔ ہر حال میں ان سے فائدہ حاصل کیا جائے۔۔۔

لیکن پٹرول کے بغیر گاڑی ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔۔۔ تو پٹرول ضرورت ہوا یا مقصد؟؟؟؟؟ یقیناً ضرورت۔۔۔ یہی معاملہ کھانے پینے اور لباس کا ہے۔۔۔ یہ اشیا مقاصد نہیں بلکہ ضرورت ہیں۔۔۔۔

چوتھی وجہ:

خوف، ڈر۔۔۔

کچھ لوگ مقاصد اس لیے بھی مقرر نہیں کرتے کہ اگر کامیاب نہ ہوا تو؟؟؟؟؟ لوگ کیا کہیں گے۔۔ ہماری بے عزتی ہو جائے گی۔۔۔ ناکامی کا خوف اور ڈر انہیں مقصد متعین کرنے سے روکے رکھتا ہے۔۔۔

ایسے افراد ظاہری طور پر بہادر بنے ہوتے ہیں لیکن اندر سے انتہائی بزدل ثابت ہوتے ہیں۔۔۔ یہی بزدلی ان کی زندگی کو بے سکون، بے قرار کیے رکھتی ہے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ایسے افراد کو یہ بات کبھی بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ کامیابی تک پہنچے کا راستہ ناکامی ہی ہے۔۔۔ دنیا میں کامیاب اور بامقصد زندگی گزارنے والے افراد کی سوانح کا مطالعہ کیجیے۔۔۔ کتنی ہی ناکامیوں سے سیکھ کر وہ کامیابی کا پہاڑ سر کرتے ہیں۔۔۔

تھامس ایڈیسن نے دس ہزار سے زائد تجربات کیے۔۔ اس کے بعد جا کر کاربن فلامنٹ ایجاد کیا اور یہ پہلا بجلی سے چلنے والا بلب تھا اور اس کے بعد اس نے پانچ ہزار سے زائد تجربات کیے۔۔۔ ایک صحافی نے اس سے سوال کیا کہ تم پانچ ہزار مرتبہ ناکام ہو چکے ہو لیکن پھر بھی تجربے کیے جا رہے ہو؟؟؟۔۔۔ اس نے کہا: اے نوجوان تم سمجھے نہیں۔۔ میں نے پانچ ہزار مرتبہ کامیابی اور ناکامی کے درمیان فرق کو سمجھا ہے۔۔۔

نپولین ہل کہتا ہے: ہر ناکامی کے ساتھ ایک کامیابی ہوتی ہے۔ اگر آپ کسی ناکامی سے عارضی طور پر دوچار ہوتے ہیں، تو پھر اس ناکامی سے سبق حاصل کیجیے۔۔

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ نے توحید و رسالت کے پیغام کو عام کرنے اور کفر و شرک سے ہند کو پاک کرنے کے لیے سومنات کے مندر پر درجن سے زائد حملے کیے۔۔۔ تب جا کر کامیابی حاصل ہوئی۔۔۔

ناکامی کے خوف کی وجہ سے مقصد متعین نہ کرنے والے یاد رکھیں کہ:

ناکامی کامیابی تک پہنچنے کا راستہ ہے۔۔

آخری بات:

زندگی میں مقصد ایک ہوتا ہے یا ایک سے زائد؟

زندگی میں مقصد ایک دو نہیں بلکہ بے شمار بنانے پڑتے ہیں۔۔۔ مقاصد کا سلسلہ بندے کی آخری سانس تک چلتا رہتا ہے۔۔۔ ہاں!! ان کے چھوٹے بڑے ہونے میں فرق ہوتا ہے۔ جب ایک مقصد حاصل ہو جائے تو اسی پر اکتفا نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس سے آگے مزید مقاصد بنانے پڑتے ہیں۔۔۔ (آسانی کے لیے ہم یہاں مقصد کی جگہ ہدف کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لفظ استعمال کرتے ہیں۔) اب یہ اہداف روزانہ کی روٹین کے مطابق بھی ہوتے ہیں، ہفتہ وار بھی، اسی طرح ماہانہ اور سالانہ کے اعتبار سے۔۔۔ بلکہ کچھ اہداف تو سالوں بعد جا کر پورے ہوتے ہیں۔

روزانہ:

انسان اگر طالب علم ہے تو ہر روز اپنے کام کو مکمل کرنا، اپنی ذمے داریوں کو اچھے انداز سے پورا کرنا ہی اس کے مقاصد ہیں۔۔۔ سارے دن کے کاموں کو تقسیم کرنا۔۔۔ پھر اپنا حساب لگانا کہ کیا میں نے آج کے مقاصد پورے کیے ہیں؟؟؟؟

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر رات اپنے پاؤں پر دُرّہ مار کر خود سے سوال کیا کرتے: بتاؤ! آج تم نے کیا کیا، کیا؟

ہفتہ وار اور ماہانہ:

یہی معاملہ ہفتہ وار اور ماہانہ اہداف و مقاصد کا بھی ہوتا ہے۔۔۔ اس ہفتے کوئی مشاورت (MEATING) ہے یا کسی سے ڈیل کرنی ہے، فلاں فلاں کتاب پڑھنی ہے، کسی بھی ایک دن رشتے داروں کے ہاں جانا ہے، وغیرہ۔

ماہانہ کاروباری سامان کلوز اَپ کرنا ہے، نیا مال لانا ہے۔۔۔ ٹیسٹ و امتحانات کی تیاری کرنی ہے۔۔۔ مقررہ دن بلز کی ادائیگی اور گھر کا سودا سلف لانا ہے۔۔

سالانہ:

یہ قسم بڑے مقاصد کی ہے۔ مقصد ڈاکٹر بننا ہو تو ارادہ دس سال پہلے کرنا پڑتا ہے۔۔۔ اسی طرح کسی بھی شعبے میں کامیابی کے لیے بہت سال پہلے مقصد متعین کرنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔ عالم یا مفتی بننے والے حضرات بھی پہلے سے اپنا مقصد متعین کرتے ہیں۔۔۔ پھر جا کر وہ کامیابی حاصل کرتے ہیں۔۔۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ تعلیم حاصل کرنے والے بہت سارے افراد گریجویشن کے بعد اپنی فیلڈ (شعبہ) بدل لیتے ہیں۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بچپن میں جو سوچا تھا، ویسا نہیں کر پاتے۔۔۔ اس کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں۔۔۔ خیالات بدل جاتے ہیں یا پھر پچھلے سالوں میں مقصد کے مطابق محنت نہیں کی جاتی۔۔۔ مقصد کا یوں بدلنا فائدہ مند بھی ثابت ہوجاتا ہے۔۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ مقصد مقرر نہیں کیا بلکہ مقصد بدلتے حالات کے ساتھ بدل لیا جاتا ہے۔۔۔

امیر اور غریب لوگوں کی سوچ میں یہ فرق بتایا جاتا ہے کہ امیر دس سال بعد کا سوچ کر خرید و فروخت کرتے ہیں۔۔۔ جبکہ غریب ابھی کام اور ابھی نتیجہ کے قائل رہتے ہیں۔۔۔

یہی بڑا فرق ناکامی کا سبب بنتا ہے۔۔۔ ایک دکان کے بعد دوسری دکان کھولنے کا ارادہ سال بھر پہلے کیا جاتا ہے۔۔۔ اسی طرح کاروبار میں اضافے کے منصوبے بھی سالوں قبل کرنے سے فائدہ دیتے ہیں۔۔۔ جب مقصد اور ارداہ یہ ہو کہ سال بعد فرینچائز (کسی کمپنی کی اشیا بیچنے کی شاخ) کھولنی ہے، تو دماغ اسی وقت منصوبہ بندی شروع کر دیتا ہے۔۔دس پندرہ سال پیچھے چلے جایئے۔ پاکستان میں بہت سارے ایسے لوگ ملیں گے، جنھوں نے صحرا، جنگلات، ویران علاقوں میں زمینوں کی خریداری گدھا گاڑی کے ریٹ کے مطابق کی۔۔۔ پڑھے لکھے لوگ اُس وقت اُن کا مذاق اُڑاتے تھے، لیکن آج وہ زمینیں کروڑوں سے اربوں تک کی قیمت کو چھو رہی ہیں۔۔۔

سیلف ہیلپ پر لکھی گئی ایک کتاب میں مَیں نے پڑھا تھا کہ امیر کاروباری شخص پچیس سال آگے کا سوچ کر زمین خریدتا ہے۔۔۔ ہمیں شاید یہ باتیں مزاح لگے، لیکن حقیقت ایسی ہی ہے۔۔

زندگی کا سب سے اہم دن:

روزانہ تا سالانہ مقاصد کے حصول کے لیے اہم دن کون سا ہے؟؟؟ بلکہ یوں کہہ لیجیے کہ ماضی، حال اور مستقبل میں سے سب سے زیادہ اہمیت کس زمانے کی ہے؟ تو دونوں سوال کا جواب لفظ ''آج'' ہے۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ایک شخص نے بنگلہ بنانے کا ارادہ کیا۔۔۔اس کا نقشہ بھی بنوالیا گیا۔۔وہ ہر روز نقشے کو دیکھ کر خوش ہوتا رہے اور آج کی کارکردگی صفر ہو تو بنگلہ کبھی بھی نہیں بن پائے گا۔۔۔ مقصد مقرر کیا ہے لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر۔۔آج۔۔کو ضائع کرتا جارہا ہے۔جبکہ اس کے برعکس اگر ہر روز دل لگا کر اس کی تعمیر میں مصروفِ عمل رہے تو سال بعد جس بنگلے کی تعمیر کے خواب دیکھ رہا تھا، وہ پورا ہو جائے گا۔۔۔ہر آنے والا دن جب۔۔ آج۔۔بنتا رہا تو اپنے مقصد کو پانے کے لیے اس آج کا جتنا استعمال کیا جائے گا، اتنا ہی منزل قریب تر ہوتی جائے گی۔۔۔لیکن اگر انسان مستقبل کے خواب دیکھے اور ماضی پر ماتم کرتا رہے۔۔۔اور۔۔آج۔۔سویا رہے تو کامیابی کا ''ک'' بھی اسے نہ ملے گا۔۔۔۔ آج کو اچھا گزارنے والے کا آج جب ماضی بنے گا تو پرسکون اور مستقبل بھی سرخ رو ہوگا۔۔۔

خلاصہ:

☆اپنی زندگی کو با مقصد بنائیے۔۔۔۔سوچیے سوچیے۔۔اور مقصد متعین کیجیے۔۔۔

☆ آپ خاص ہیں۔۔۔خاص کام کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔۔۔اگر عامیانہ زندگی گزار کر چلے گئے تو۔۔۔واہ حسرتاہ۔۔۔۔خود کو خاص سمجھیے۔۔۔۔۔

☆اپنا پیشہ اپنے شوق کے مطابق رکھیے۔۔۔اگر ایسا نہیں کر سکتے تو۔۔۔اپنے پیشے کو ہی شوق بنا لیجیے!!!!

☆ مقصد مقرر ہو تو۔۔۔۔آپ مصروف رہیں گے۔۔۔۔۔پریشانی اور دُکھوں کا احساس نہیں ہوگا۔۔۔بیمار بھی نہیں ہوں گے۔۔وقت اچھے سے گزرے گا۔۔۔۔۔۔۔

☆ اپنے مقصد کو پہچانیے اور اس کو حاصل کرنے میں لگ جائیے۔

☆ اپنے آج کی فکر کیجیے۔۔اگر مستقبل اچھا گزارنا چاہتے ہیں تو اپنا آج اچھا گزاریئے!!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اُصول نمبر:4

مشورہ کیجیے!!!!!!

خالق کائنات نے انسان کو ابتداءً مٹی سے پیدا فرمایا، پھر اس کی نسل ایک قطرہ بوند سے پھیلنا شروع ہوئی۔۔۔اس مصور و مکون کی شان دیکھیے۔۔۔قطرہ ایک مخصوص مقام پر قرار پکڑتا ہے۔۔۔ چالیس دن بعد خون بن جاتا ہے۔۔۔ پھر چالیس دن بعد گوشت کا لوتھڑا۔۔۔ پھر انسانی شکل اختیار کر لیتا ہے اور بے جان قطرہ (جس کو اگر ساری زندگی تم محل کی بجائے کسی اور جگہ ڈالتے رہو۔۔۔ وہ قطرہ ہی رہے یا سوکھ جائے۔۔۔) جب وہ بچہ مخصوص جہان سے مقرر وقت پر دنیا میں آتا ہے تو۔۔ بظاہر جسمانی اعضا کی شکل وصورت میں وہ کروڑوں انسانوں کی طرح ہی ہوتا ہے۔۔۔ مگر اس مماثلت کے باوجود پیدا ہونے والا بچہ اربوں انسانوں سے منفرد اور جدا ہوتا ہے۔۔۔ ممکن ہے دنیا میں کسی اور کی شکل اس سے ملتی ہو۔۔۔ لیکن قدرت کا یہ کرشمہ ہے کہ کوئی بھی انسان سو فیصد دوسرے انسان سے صورت کے اعتبار سے مشابہت نہیں رکھتا۔۔۔ تو کیا دیگر اعضائے جسمانیہ میں مکمل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مماثلت پائی جاتی ہے؟؟؟ جی نہیں۔۔۔ذرا اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر دیکھیے۔۔۔بظاہر نظر آنے والی لکیریں ایک جیسی ہی معلوم ہوتی ہیں۔ ۔۔لیکن اس پاک ذات کی قدرت تو دیکھیے۔۔۔ہر انسان کی انگلیوں کی لکیریں (FINGER PRINTS) دوسرے انسان سے مختلف ہوتی ہیں۔۔۔کبھی بھی ایسا نہیں ہوگا کہ ایک انسان کی لکیریں خوبخو دوسرے کی لکیروں کی طرح بنی ہوں۔۔۔اسی وجہ سے آج کے سائنسی دور میں صرف انگلیوں کے نشانات ملنے پر ہی بندے کی شناخت ہوجاتی ہے۔۔۔اب چلیے دماغ کی طرف!!!!جب ظاہری اعضا خوبخو نہ ہوسکے تو دماغ کیونکر ایک جیسا ہوگا۔۔۔جس کو انسانی جسم میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔۔۔دماغ کی دوڑ بڑی ہی عجیب ہے۔۔جہاں ایک محقق کا دماغ جواب دے دیتا ہے، وہیں سے دوسرے محقق کی سوچ شروع ہورہی ہوتی ہے۔۔۔ ایک سائنس دان کسی تجربے میں کامیاب ہوکر اس کے اُصول وضع کرتا ہے، تو دوسرا ان اُصولوں سے اگلی منزل کی طرف روادواں رہتا ہے۔۔۔یہ دماغ اور سوچ کی تبدیلی کا ہی کمال ہے کہ ہر شعبہ، ہر ادارہ، ہر فیکٹری، ہر لیبارٹری جدید اشیا اور ایجادات کے آئے روز نئے سے نئے ورژن متعارف کراتا رہتا ہے۔۔۔دماغ اور سوچ کی یہ تبدیلی ہی انسان کو مختلف راستوں پر چلاتی ہے۔۔۔کوئی مشرق کی طرف جارہا ہے تو کوئی مغرب کی طرف، کسی کو سمندر کے راز معلوم کرنے کا شوق ہے تو کسی کو آسمان تکنے کا۔۔۔کوئی جاندار کے جسم میں کھویا ہے تو کوئی پتھروں میں سر پیٹ رہا ہے۔ یونہی علم مراقبہ اور روحانیت کا سفر طے کرنے والوں کا حال ہے۔۔۔جب انسانی دماغوں میں اتنی تبدیلی پائی جاتی ہے تو ضروری طور پر ہر انسان کو دوسرے انسان کے دماغ سے مدد کی حاجت ہوتی ہے۔۔۔ایک شعبے والا دوسرے کا محتاج ہے۔پہلی دفعہ گھوڑے پر زین کسنے والا۔۔زندگی بھر شہسواری کرنے والے کا حاجت مند ہے۔۔۔جب انسان اپنی اس حاجت کو پورا کرنے کے لیے دوسرے دماغ کی مدد لیتا ہے تو اس مدد کو مشورے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مشورے کی ضرورت :

ہر وہ انسان جس کا ناطہ اور تعلق دوسرے انسانوں سے رہتا ہے، وہ بہت سارے کاموں میں دوسروں کا محتاج رہتا ہے۔ اگر مرد ہے تو گھریلو معاملات میں عورت کا محتاج ہے، کھانا پکانا، کپڑے دھونا، بچوں کی دیکھ بھال کرنا وغیرہ۔۔۔ اسی طرح عورت کو عزت کے تحفظ اور نان ونفقہ کے لیے مرد کی ضرورت رہتی ہے اور اولاد کو ماں باپ کی ضرورت رہتی ہے۔۔۔ یونہی محلے دار، دوست احباب کا معاملہ ہے۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے گھر میں ہر وہ چیز جس کی ہمیں ضروت ہے، اس کے بنانے یا بیچنے والے کے ہم محتاج ہیں اور اگر ہم کوئی کام کرتے ہیں تو لوگ ہماری بنائی جانے والی اشیا کے محتاج ہیں۔۔۔ جس طرح معاشرے کے ازدحام میں گم انسان ہر ہر معاملے میں دوسرے انسان کا محتاج ہے، اسی طرح وہ اپنے کاموں کو درست سمت ڈالنے۔۔۔۔ دھوکہ دہی، دغابازی سے بچنے اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے دوسروں کی آرا اور مشوروں کا بھی محتاج ہے۔۔۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''جو قوم مشورہ لیتی ہے وہ صحیح راستے پر گامزن رہتی ہے۔۔۔''

کسی بھی معاملے میں کسی انسان سے رائے حاصل کرنا مشورہ کہلاتا ہے۔۔۔ مشورے کا مطلب 'نصیحت' ہے۔ کسی سے مشورہ لینا یعنی کسی کی رائے کو طلب کرنا یا کسی سے نصیحت حاصل کرنا۔۔۔۔

☆ اگر آپ کو یاد ہو تو شروع سے لے کر اب تک بیان کیے جانے تمام اُصولوں کا ماخذ ہم ایک ہی آیت بیان کر رہے ہیں۔۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ O

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکّل والے اللہ کو پیارے ہیں۔۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۔ اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمال شفقت تھی کہ آپ ان سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے۔۔۔ یہ اس لیے نہیں تھا کہ آپ کو مشورے کی حاجت تھی بلکہ دینی اور دنیاوی اُمور میں مشوروں کی ضرورت کے پیش نظر اور اُصولِ حکمرانی صحابہ کو سکھانے کے لیے آپ ان سے مشورے لیا کرتے تھے۔۔۔ بالخصوص اسلام میں مشاورت اور مجلس شوریٰ کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پوری سورت نازل فرمائی جس کا نام ہی 'الشوریٰ' ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۔ اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔

یہی وجہ تھی کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء میں سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوری مجلسِ مشاورت بنائی تھی ۔ آپ کی مجلسِ شوریٰ میں حضرت عبداللہ بن عباس' حضرت عثمان بن عفان' حضرت مولا علی رضی اللہ عنہم جیسے عظیم صحابی شامل تھے۔۔۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ آپ نے باقاعدہ مجلس کو قائم کیا۔۔۔ جب ہم نفس مشورہ کی طرف دیکھیں تو قرآن مجید میں بھی بہت ساری آیات (جن میں حکایات بیان کی گئی ہیں) میں مشورے کی جھلک نظر آتی ہے۔۔۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا زمین میں خلیفہ بنانے کے متعلق خود ربّ تعالیٰ کا فرشتوں سے مشورہ فرمانا، اسی طرح آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدر، اُحد، احزاب، تبوک، صلح حدیبیہ وغیرہ کے مقامات پر مشورے فرمانا۔۔۔ یونہی ابوبکر صدیق، عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عمر بن عبدالعزیز اور حضرت نورالدین زنگی رضی اللہ عنہم وغیرہ ہر کسی نے مشاورتی نظام قائم رکھا۔ اگر ہم اس سب کی تفصیل بیان کرنے لگ جائیں تو کتاب اپنے موضوع سے ہٹ جائے گی۔ اس لیے اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

[اس موضوع پر ڈاکٹر علی محمد محمد الصلابی کی کتاب الشوری فریضة إسلامیة کا مطالعہ مفید رہے گا]

اگر ہم عمومی طور پر دنیا میں نظر دوڑائیں تو ہمیں بڑی آسانی سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ دنیا بھر میں مشاورتی ٹیموں کی ضرورت ہر ادارے، ہر گھر کو رہتی ہے۔ اسی وجہ سے کسی بھی معاملے کو حل کرنے، مزید ترقیاں حاصل کرنے اور نقصان کا تدارک کرنے کے لیے مشورے (Meetings) کیے جاتے ہیں۔ بلکہ کسی خاص مقصد کو پانے کے لیے بھی مشاورتی پینل بنایا جاتا ہے۔ شاید ہی دنیا کا کوئی خطّہ ایسا ہو جہاں مشورے جیسے عظیم اُصول سے فائدہ حاصل نہ کیا جاتا ہو۔۔ گاؤں، دیہاتوں میں ابھی بھی پنچایتیں رکھی جاتی ہیں، جس میں آپسی مسائل کو مشاورت کے ذریعے حل کیا جاتا ہے۔۔ اسکولز دیکھیے!!! تو مشورے۔۔۔ تنظیمیں دیکھیے!!! تو مشورے۔۔۔ ادارے دیکھیے!! تو مشورے۔۔۔ دفاتر میں مشورے۔۔۔ شادی بیاہ کا موقع ہو یا بچے کو کسی ادارے میں بھیجنے کا، تو گھروں میں مشورے۔۔۔۔ الغرض لاشعوری طور پر دنیا میں کروڑوں افراد اس اُصول پر ہر روز عمل کرتے ہیں۔۔ یہ ایک ایسا اُصول ہے جو ہر انسانی حیات میں پایا جاتا ہے۔۔ چاہے لفظ مشورہ کے معنی اور اس کی اہمیت کے بارے میں اس نے چند جملے پڑھے ہوں یا نا پڑھے ہوں۔۔ یہ مضمون اس کی آنکھوں سے گزرا ہو یا نا گزرا ہو۔۔ لیکن مشورہ لینے اور دینے سے اس کا واسطہ ضرور پڑتا ہے۔

سوال: جب یہ اُصول لوگوں کی زندگیوں میں اس قدر موجود ہے تو پھر یہاں اس کے ذکر کا فائدہ؟؟؟ نیز جب کامیابی کا ایک اُصول پایا جاتا ہے تو لوگ پھر ناکام کیوں ہیں؟؟؟؟؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ دنیا بھر میں لوگ مشورے جیسے اُصول پر عمل کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے باوجود بہت سارے لوگ اس اُصول سے جیسا فائدہ اُٹھانا چاہیے،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ویسا فائدہ نہیں اُٹھا پاتے۔۔۔اس کی چند وجوہات ہوسکتی ہیں۔ یا تو مشورہ لینے والے کو مشورے سے فائدہ اُٹھانا نہیں آتا۔۔۔یا۔۔۔جس سے مشورہ لیا جارہا ہے، وہ اس قابل نہیں کہ اس سے مشورہ لیا جائے۔۔۔اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان خود کو مشورے سے بے پروا سمجھتا ہے۔ جب کوئی اس کو کسی کام میں مشورہ دے تو وہ اپنی توہین سمجھتا ہے۔ گویا کہ غرور اور تکبر اس شخص کو قیمتی اور اہم مشورے سے بھی فائدہ اُٹھانے نہیں دیتے۔۔۔در حقیقت تکبر ایک ایسی عادت ہے جو انسان کو سوائے محرومیوں اور جہالت کے کچھ نہیں دیتی۔۔۔متکبر شخص لوگوں کے دل میں کبھی جگہ نہیں بنا پاتا۔۔۔لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔۔۔بالاخر لوگ ایسے شخص کو مشورہ دینا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔حتیٰ کے بعض اوقات ایک بچہ بھی دیکھ رہا ہوتا ہے کہ متکبر غلطی پر ہے لیکن اس کے تکبر کی وجہ سے اسے روکا نہیں جاسکتا ایسے لوگ اپنے لیے خود ہی نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔

مشورے کے متعلق اقوال:

☆ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان سے مشورہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔

(شعب الایمان ۷۵۳۸)

☆ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: جس نے مشورہ کیا وہ پچھتائے گا نہیں۔

(معجم الاوسط ۶۶۲۷)

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مردوں کی تین قسمیں ہیں

۱۔ وہ جس کے پاس کوئی معاملہ آتا ہے تو اسے اپنی رائے سے حل کرتا ہے۔

۲۔ جو اپنے مشکل معاملات میں مشورے سے کام لیتا ہے اور اہلِ رائے کے مشورے سے کام سرانجام دیتا ہے (اور یہی کامیاب بندہ ہے)۔

۳۔ وہ شخص جس کا مقدر ناکامی، تباہی اور بربادی ہے کیونکہ نہ تو وہ صحیح بات کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

تلاش کرتا ہے اور نہ ہی درست بات کہنے والے سے مشورہ کرتا ہے۔

☆ ایک اور مقام پر فرمایا: اکیلے بندے کی رائے کچّے دھاگے کی طرح ہے۔ دو لوگوں کی رائے دو پختہ دھاگوں کی طرح ہے جبکہ تین بندوں کی رائے نہ ٹوٹنے والی رسّی کی طرح ہے۔

☆ مولا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی رائے کو کافی جانا وہ خطرے میں پڑ گیا۔

☆ ایک اعرابی کا قول ہے: مشورے سے بڑھ کر کوئی مددگار نہیں۔

مذکورہ اقوال سے حاصل ہونے والے فوائد:

مشورہ کرنے والے کو خالقِ کل کائنات سیدھے راستے پر لگا دیتا ہے۔۔۔۔۔مشورہ کر کے کام کرنے والا شخص اپنے کیے پر پچھتاتا نہیں ہے۔۔۔کامیاب مرد کی نشانی یہ ہے کہ وہ کام مشوروں کے ذریعے سرانجام دیتا ہے۔۔۔مشوروں کے بعد کیا جانے والا فیصلہ رسیوں کی طرح مضبوط ہوتا ہے(کیونکہ اس کے سرزد ہونے میں کئی انسانی دماغوں کا استعمال ہوا ہے)۔۔۔اپنی رائے کو کافی سمجھ کر مشورہ نہ کرنے والا ناکام رہتا ہے۔۔۔مشورہ مددگار چیز ہے۔

مشورے سے فوائد کیوں حاصل ہوتے ہیں؟؟؟

مقولہ عام ہے کہ ایک، ایک ہی ہوتا ہے لیکن جب مزید ایک مل جائے تو گیارہ بن جاتے ہیں۔۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جو کام اکیلے کرتا ہے وہ کسی کے ساتھ مل کر کرے تو اس کام کا نتیجہ اکیلے کرنے کی بہ نسبت ٹیم ورک میں زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ 1+1=11 یہ قانون جہاں زندگی کے ہر شعبے میں لاگو ہوتا ہے وہیں مشاورت میں بھی اپنا اثر دِکھاتا ہے۔اکیلا انسان سارا دن کسی کام کے متعلق سوچتا رہے۔۔۔کسی بات تک پہنچنا چاہے۔۔۔یا۔۔کسی مسئلے کا حل حاصل کرنا چاہے، اس کا دماغ کوئی بھی جواب دینے سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بسا اوقات ناکام رہتا ہے لیکن۔۔۔۔یہی شخص جب کسی دوسرے شخص سے مشورہ مانگتا ہے اور اپنی بات کو بیان کرتا ہے تو سارا دن نہ حل ہونے والا مشورہ اکثر منٹوں میں حل ہو جاتا ہے، کیونکہ ایک دماغ کے ساتھ دوسرا دماغ مل جانے کی وجہ سے گیارہ دماغوں کے برابر سوچ کا استعمال کیا گیا۔۔۔کہاں ایک اور کہاں گیارہ؟؟؟

[نوٹ: یہ یاد رکھیے گا کہ ایک اور ایک کا مطلب یہ نہیں کہ گیارہ دماغ اکٹھے مل کر سوچتے ہیں۔۔۔بلکہ گیارہ دماغوں کا علیحدہ علیحدہ سوچنا اور دو اکٹھوں کا سوچنا برابر ہے۔]

انسانی دماغ ایک ایسا عجوبہ ہے جو اپنے اندر بہت بڑی میموری رکھے ہوئے ہے۔ جس کی مقدار جاننا بھی آسان بات نہیں۔۔ہوش سنبھالنے سے لے کر جوانی تک۔۔۔ جوانی سے بڑھاپے تک۔۔۔سب کچھ اس میں محفوظ رہتا ہے۔تجربات، مشاہدات، تجزیات، افکار، خیالات، خواب، خوشیاں اور دُکھ بھرے لمحات وغیرہ صرف ان چیزوں کی حفاظت ہی نہیں، بلکہ ان سے پھر نئے نئے افکار کا پیدا ہونا۔۔۔نئے سبق سیکھنا، نئے راستے بنانا، یہ سب بھی دماغ ہی کا کام ہے۔۔۔اس کے باوجود ایک مشین کی طرح چلنے والا دماغ کبھی کبھار کسی مسئلے میں اُلجھ جاتا ہے۔۔۔اس اُلجھن سے نکلنے کے لیے مذکورہ خوبیوں والے دوسرے دماغ سے مدد لی جاتی ہے۔۔۔تو اندازہ کیجیے کہ جس سے مدد لی گئی، اس دماغ کی یادداشت اپنی، افکار اپنے، خیالات اپنے، تجربات و مشاہدات اپنے۔۔۔ یقینی طور پر یہ دماغ مسئلے کو اپنی صفات کے ذریعے پرکھے گا، جس کے نتیجے میں یہ دماغ پہلے دماغ کی اُلجھن کو اپنی طاقت اور قوت سے دور کر دے گا۔۔۔

اگر تمہیں کوئی شخص نا ملے تو!!!

مشورہ کرو!!اگرچہ دیوار سے ہی۔

جب آپ کو مشورہ کرنے کے لیے کوئی انسان نہ ملے یا آپ انتہائی شرمیلے ہیں کہ اپنا مسئلہ کسی انسان سے شیئر نہیں کر سکتے تو۔۔۔دیوار سے مشورہ کر لیجیے!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک اور ایک گیارہ والی بات تو قدرے برداشت کی جاسکتی ہے، لیکن یہ۔۔گپ۔۔کچھ زیادہ ہی بڑی چھوڑی گئی ہے۔۔۔دیوار سے مشورہ کرنے کا یہ فائدہ تو ہوگا کہ ایسا کرنے والے کے مرض کا تشخص ڈاکٹروں کو ہوجائے گا۔۔۔یا تو یہ پاگل ہو چکا ہے یا عن قریب ہوجائے گا۔۔۔قبل اس سے کے آپ کی توجہ ایسا مشورہ دینے والے کی طرف ہو، میں اس عُقدے کو حل کرنے کی طرف چلتا ہوں۔۔۔

ہمارے عرف میں کسی بھی چیز کے پڑھنے کو دو طرح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔۔یا تو بندہ زبان سے الفاظ کو ادا کرے یا پھر محض نظر سے مطالعہ کرے۔۔لیکن شرعی طور پر۔۔پڑھنا۔۔۔تب کہا جائے گا جب بندے کی زبان سے الفاظ نکلے اور اس کے کان سنے بھی کہ کیا کہہ رہا ہے۔۔۔نماز، درود، وظائف وغیرہ میں ایسا ہی پڑھنا معتبر ہوتا ہے۔۔۔اگر کوئی شخص منہ ہلائے بغیر دل ہی دل میں نماز پڑھتا رہے تو اس کی نماز درست نہیں ہوتی کہ ۔۔پڑھنا۔۔نہیں پایا گیا۔اسی طرح کسی شخص نے دل ہی دل میں طلاق دی اور منہ سے کچھ نہ کہا تو طلاق نہیں ہوتی۔۔۔[ہاں اگر منہ سے بول دیا تو ہوجائے گی اگرچہ بیوی کو معلوم ہو یا نہ ہو۔۔۔] اسی طرح کسی بھی چیز کو یاد کرنے والا شخص جب تک زبان سے الفاظ نہ نکالے وہ کچھ بھی یاد نہیں کرسکتا۔۔۔قرآن مجید کو حفظ کرنے والے جب تک بلند آواز سے نہ پڑھیں، وہ حافظ نہیں بن سکتے۔۔۔عربی، اردو، انگریزی کے سارے قواعد پڑھے ہوں، لوگوں کو یہ زبانیں بولتے سنا بھی ہو۔۔۔آنکھوں سے دیکھ کر کسی چیز کو سمجھ بھی لیا ہو، لیکن جب تک زبان سے ادائیگی نہیں ہوگی، سیکھی ہوئی زبان کی حالت ایک اپاہج شخص کی طرح ہوگی۔۔۔جو چلنا تو چاہتا ہے لیکن چل نہیں سکتا۔

اللہ تعالی نے انسانی جسم کے اوپر جو گوشت اور ہڈیوں کا گول حصہ بنایا ہے ۔۔۔اس کا نظام تعلّم بھی گول ہی ہے۔آنکھوں اور کانوں کے ذریعے کسی چیز کا مشاہدہ ہوتا ہے۔۔۔پھر۔۔۔دماغ اس مشہودہ چیز کو سمجھتا بھی ہے اور محفوظ بھی کرتا ہے۔۔لیکن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

FINISHING کے لیے ضروری ہے کہ اس کو دوبارہ اپنی زبان پر لائیے اور کانوں کے ذریعے دوبارہ دماغ میں پختہ کرلیں۔۔۔اگر یہ مرحلہ مکمل نہ کیا جائے تو کام بھی نامکمل رہ جائے گا۔

اب چلیے دیوار کے پاس!!!۔۔۔دیوار سے مشورہ طلب کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ دیوار آپ کو اچھے اور مفید مشورے دے گی۔وہ تو ایک جماد ہے، بے جان چیز ہے۔اس میں سننے کی طاقت ہے۔۔نہ۔۔سمجھنے کی اور نا ہی دیکھنے کی۔۔۔دیوار سے مشورے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کا دماغ کسی کام میں اُلجھا ہے، آپ مسئلے کا حل چاہتے ہیں لیکن حل مل نہیں رہا۔۔۔دیوار کے پاس جا کر اپنے مسئلے کو بار بار دہرائیے۔۔۔[دیوار کے پاس جانے کا مقصد یکسوئی حاصل کرنا ہے]۔اس طرح بار بار قدرت کے بنائے ہوئے انجن میں ری سائیکلنگ ہوگی۔۔۔آواز منہ سے نکل کر دوبارہ کان میں جائے گی اور ہر بار دماغ کا دروازہ کھٹکھٹائے گی۔۔دوسری طرف دماغ حل نکالنے میں پورا زور لگا رہا ہوگا تو بہت زیادہ اُمید ہے کہ آپ کو اپنے مسئلے کا حل مل جائے گا۔۔۔

(نوٹ: ایم آر کوپ میر نے دیوار سے انسان، عام انسان مراد لیا ہے۔۔۔لیکن میں نے اس کو حقیقت پر محمول کیا ہے)

مشورہ لینے والے کے نام اہم نکات:

☆ مشورہ کس شخص سے لیا جائے؟؟؟

سب سے پہلے تو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہم جس سے مشورہ لینے جا رہے ہیں کیا وہ اس قابل بھی ہے کہ اس سے مشورہ لیا جائے؟؟؟۔۔

مشورے جیسے خوب صورت اُصول میں ناکامی کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کا نااہل شخص سے مشورہ لینا ہے۔۔۔کیا کبھی آپ دوائی لینے کے لیے گاڑیوں کی ورکشاپ پر گئے ہیں؟؟؟ سبزی لینے کے لیے فرنیچر شاپ پر؟؟؟ بیکری کا سامان لینے کے لیے رنگ ریز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کے پاس؟؟؟؟ یقیناً جواب نفی میں ہی ہوگا، لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ مشورہ لینے کے لیے ہم ایسی ہی حرکتیں کرتے ہیں۔۔۔نتیجہ پھر یہی نکلے گا، سرف کے بدلے موبل آئل ملے گا۔۔۔گوبھی کے بدلے بھوسہ اور جوس کے بدلے مٹی کا تیل ملا رنگ۔۔۔

☆ اہلِ فن سے مشورہ کیجیے:

آپ جو بھی کام کرنا چاہتے ہیں یا کسی بھی کام میں آپ کو مشکلات ہیں تو مشورہ صاحبِ فن سے لیجیے۔۔۔تعلیم کے مسائل آپ پروفیسر کے پاس حل کروا سکتے ہیں۔۔۔ بیماری اور صحت کے متعلق رہنمائی ڈاکٹر ہی دے سکتا ہے۔۔۔آپ کی گاڑی خراب ہے تو میکینک ہی اس کے بارے میں رہنمائی دے سکتا ہے۔۔۔ آپ کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو کسی کاروباری سے مشورہ کیجیے!!!! کاروبار کا مشورہ ساری زندگی نوکری کرنے والے سے لینا سراسر بے وقوفی ہے۔۔۔جو خود دوسروں کے کام میں زندگی گزارتا رہا وہ آپ کی مدد کیا کرے گا؟؟؟؟؟

کثیر لوگ اپنے مشورے یا تو اپنے دوستوں سے کرتے ہیں یا پھر اپنے ماں باپ اور بہن بھائی سے۔۔۔بارہا دیکھا گیا ہے کہ دینی مدارس کا پڑھنے والا طالب علم باہر کسی سے مشورہ کرتا ہے تو۔۔۔انجام کار وہ مدرسہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے کیونکہ علم کی قدر کسی جاہل کو تو نہیں ہوسکتی۔۔جس کو علم کی قیمت ہی معلوم نہ ہو اس سے مشورہ لینا خود کو برباد کرنا ہے۔۔۔ تعلیمی معاملات میں پریشانی ہو، مشکلات کا سامنا ہو، دل نہ لگے تو مشورے کا اہل استاد ہے نہ کہ والدین۔۔۔ایسی صورت میں والدین کی طرف سے ملنے والا مشورہ یہی ہوتا ہے ۔۔۔ پڑھائی چھوڑو اور مزدوری کرو۔۔۔[1] والدین سے گھریلو معاملات اور نوکری کے بارے میں مشورے کیے جائیں گے۔۔۔اسی طرح بیوی اور شوہر کا بھی معاملہ ہے۔

نپولین ہل لکھتا ہے: مشورہ کیجیے، اگرچہ آپ کے پیسے خرچ ہوتے ہوں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مستطرف میں یہ بات لکھی ہے: چھے لوگوں سے مشورہ نہ لیا جائے۔

جاہل دشمن ریاکار بزدل بخیل نفس کا پیرو

جاہل:

علم اور جہالت میں وہی نسبت ہے جو نور اور اندھیرے میں۔ مشورے کا مطلب ہی رہنمائی حاصل کرنا ہے۔ راستہ نور دکھاتا ہے، اور اندھیرا کیسے راستہ دیکھا سکتا ہے؟؟؟ یہ ایسے ہی ہے پیاس بجھانے کے لیے کوئی انسان زہر پی لے۔۔۔ جاہل اپنی جہالت کی وجہ سے اندھیرے راستے میں آپ کو ڈال دے گا۔۔ اس سے مشورے کا فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہی ہوگا۔۔

دشمن:

دشمن سے مشورہ لینا بھی خودکشی کرنے کے برابر ہے۔۔۔ دشمن میں آپ سے حسد و بغض کرنے والا اور جلنے والا بھی شامل ہے۔۔۔ جان و مال میں نقصان پہنچانا ہر دشمن کے بس کی بات نہیں لیکن جب اس سے مشورہ لیا جائے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ نے باگیں خود ہی اس کے ہاتھ میں دے دیں۔۔۔ اور دشمن تو پہلے ہی آپ کی ہلاکت چاہتا ہے۔

رِیاکار:

ریاکاری بہت بڑا جرم ہے، دوسروں کو دکھانے کے لیے کام کرنا ریاکاری کہلاتا ہے۔۔۔ ایسا کرنے والے کو ریاکار کہا جائے گا۔۔ اس سے مشورہ لینا بھی نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے۔۔۔ مشورہ دینے کا مقصد کسی کی رہنمائی کرنا ہوتا ہے، جس میں خلوص کا پایا جانا ضروری ہے۔۔۔ ریاکار مشورہ دیتے وقت لوگوں کی خوشنودی کا خیال رکھے گا۔۔۔ ایسا مشورہ دے گا جس سے لوگ خوش ہوں، خواہ آپ کا نقصان ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔۔۔

بزدل:

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بزدل اور ڈرپوک دوسروں کو بھی بزدل بنانے پر تلا رہتا ہے۔۔۔آپ کا مشاہدہ ہوگا کہ زندگی میں بزدل دوست ہمیشہ کسی بھی اہم اور خطرناک کام کرنے کی پہلی رکاوٹ ہوتے ہیں۔۔۔ بزدل سے مراد صرف لڑائی جھگڑوں میں بزدل نہیں بلکہ معاملاتِ زندگی میں بزدل شخص مراد ہے۔۔جو فیصلہ نہیں کرسکتا۔۔نقصان کا خوف اور ڈر اسے کچھ کرنے نہیں دیتا، یہی ڈر وہ دوسروں میں ڈالتا رہتا ہے۔۔۔آپ سوچیے!! اگر کہیں پیسے لگا کر کاروبار کا ارادہ کرچکے ہیں، اور کسی بزدل سے مشورہ لیں تو وہ کیا جواب دے گا؟؟؟؟ تمہارا دماغ ٹھیک ہے۔۔۔تمہیں نقصان ہوگیا تو؟ پیسہ بہانے کا زیادہ شوق چڑھ گیا ہے؟۔۔ میری مانو تو ایسا کبھی مت کرنا۔۔۔اگر منافع نہ ہوا تو؟؟؟؟۔۔۔اگر آپ ایسے مشورے پسند کرتے ہیں تو بزدل سے مشورہ کر لیجیے گا۔۔۔آپ کی مرضی۔۔۔

بخیل اور خواہشاتِ نفس کا پیرو:

ان دونوں کا حال ملتا جلتا ہے۔بخیل (یعنی کنجوس) بخل سے کام لے گا، کبھی بھی ایسا مشورہ نہیں دے گا جس میں آپ کا فائدہ ہو، بلکہ وہ حرص میں رہتا ہے کہ آپ کے کام کی بجائے اس کا اپنا کام بن جائے تاکہ مزید مال حاصل کرسکے۔۔یہی حال نفس کے پیروکار کا بھی ہے۔وہ آپ کو مشورہ دینے میں اپنی خواہش کا لحاظ رکھے گا۔۔۔ایسا مشورہ دے گا جس سے آپ کو فائدہ ملے یا نہ ملے لیکن اس کو فائدہ ضرور ملتا ہو۔۔۔

مذکورہ قسم کے لوگوں کے ساتھ ساتھ راہ چلتے مفت کے مشورے دینے والوں سے بھی پرہیز کیجیے کیوں ایسے لوگ صرف وقت ضائع کرتے ہیں اور اپنی زندگی میں اکثر شیخ چلّی ثابت ہوچکے ہوتے ہیں۔۔۔اس پر تفصیلی بحث آگے آئے گی۔۔۔۔۔

خلاصۂ بحث:

مشورہ ۔۔۔علم والے ۔۔۔ تجربہ کار ۔۔۔ نیک ۔۔۔ مخلص ۔۔۔اور۔۔۔۔ صاحبِ فن شخص سے کیجیے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دوسرا پہلو:

مذکورہ بالا ساری گفتگو عوامی مشوروں کے متعلق تھی، جس میں ایک محتاج شخص اپنے کسی مسئلے کے حل کے لیے یا کسی کام کو شروع کرنے لیے کسی دوسرے تجربہ کار شخص سے مشورہ طلب کرتا ہے۔۔۔ جب ہم مختلف شورائی نظام کی مجلسوں کے متعلق غور کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ عام مشوروں اور اجتماعی مشاورت میں خاصا فرق پایا جاتا ہے۔۔۔ اگرچہ مشاورت کا مقصد قدر مشترک ہی ہوتا ہے۔

اس قسم کے مشورے گھر کے جملہ افراد سے لے کر بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کی سطح تک ہوتے ہیں۔۔۔ اسکولوں، کالجوں، کمپنیوں اور دفتروں وغیرہ کی مشاورت اسی قسم کی ہوتی ہے۔۔۔ یہ مشاورت گول دائرے یا چوکور شکل میں منعقد کی جاتی ہے۔ صدر مشاورت تمام افراد کے سامنے ہوتا ہے اور سب لوگ اپنی اپنی سوچ کے مطابق آرا دیتے ہیں۔ کبھی ان کا انعقاد گھر کے ہال میں بھی ہوتا ہے، جس میں گھر کا سربراہ صدر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔۔۔

مشاورت کی اس قسم کے بارے میں چند ضروری نکات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔۔۔

۱):۔ مشورہ کرنے کا وقت مقرر ہو۔ تمام افراد کو اس کی اطلاع پہلے سے ہی دی جائے اور مقررہ وقت پر مشاورت شروع اور ختم کر دی جائے۔

۲):۔ مشورے کا موضوع اور موضوع کے وہ پہلو جن پر گفتگو ہونی ہے بالکل واضح ہو اور مشاروتی ٹیم کو موضوع کا علم بھی ہو۔ کسی قسم کا اِبہام باقی نہ رہے۔

۳):۔ ہر کسی کو اپنے دل کی بات بیان کرنے کا پورا حق ہونا چاہیے۔۔۔ کسی کو بھی چھوٹا، بڑا یا کم علم سمجھ کر رَد نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

برصغیر پاک و ہند میں یہ المیہ ہے کہ اپنے سے کم عمر شخص کو چھوٹا سمجھنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔۔۔ بڑے حضرات اپنا بڑا پن ظاہر کرنا اور چھوٹے کی رائے کو محض عمر میں چھوٹا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہونے کی وجہ سے رَد کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں بلکہ بعض اوقات اگر چھوٹا اچھا مشورہ یا اچھا کام کر دے جو بڑا نہ کر سکے تو حسد اور بغض کی بنا پر اس کو رَد کر کے زجر و توبیخ بھی کیا جاتا ہے جو کہ کھلی جہالت اور زیادتی ہے۔

نتیجہ: دل شکنی، چھوٹے کے دل میں نفرت، بدلے کی آگ، انتقام کے لیے موقع کی تلاش۔۔۔پھر جب بڑا بوڑھا ہو جاتا ہے تو چھوٹا بے ادب بن جاتا ہے۔۔۔۔ اس کی ابتدا بچے کو ہمیشہ بچہ سمجھ کر رَد کرنے کی وجہ سے ہوئی تھی۔۔۔اس کے برعکس جب بچے کو بولنے کا موقع دیا جائے اور اس کی رائے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔۔۔بھری مجلس میں اس پر قہقہہ اور ہنسی کی بجائے۔۔شاباش سے نوازا جائے۔۔اس کی رائے اگرچہ قبول نہ بھی ہو لیکن یہ حوصلہ افزائی اس کے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے بہت بڑا کردار ادا کرے گی۔۔۔جس کا نتیجہ روشن مستقبل کے طور پر سامنے آ سکتا ہے۔۔۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کسی مشکل معاملے کو حل کرنے کے لیے نوجوانوں کو بلا کر ان سے مشاورت کرتے تھے۔۔۔مشاورت کے ساتھ ساتھ ان کے ذہنوں کی آزمائش بھی ہو جایا کرتی تھی۔۔۔اکثر آپ رضی اللہ عنہ کی مشاورتی مجلس میں بوڑھے صحابہ کے ساتھ ساتھ نوجوان بھی شامل ہوتے تھے۔۔بسا اوقات آپ مشورے کے دوران فرماتے: تم میں سے کوئی بھی کم عمری کی وجہ سے مشورہ دینے سے نہ رکے۔۔۔ بے شک علم کا مدار عمر پر نہیں ہوتا بلکہ اللہ جسے چاہے علم سے نواز دے۔۔۔

آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، جس میں فرمایا تھا: حکمت اور دانائی زیادہ عمر کی وجہ سے نہیں آتی بلکہ یہ تو اللہ کی عطا ہے، جسے چاہے عطا کر دیتا ہے۔۔

گھریلو مشوروں میں بھی بچوں کو شامل کرنا بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔۔اس طرح وہ اپنی رائے دے سکتے ہیں، مزید اپنے دل کی بات بڑوں سے کر دیتے ہیں۔۔ایسا نہ ہونے کی وجہ سے بچے اپنے دل کی باتیں گھر کی بجائے باہر بتاتے رہتے ہیں۔۔پھر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

والدین کے پوچھنے پر بھی بچے اپنے اندر کی باتیں نہیں بتا پاتے۔۔۔جس کا انجام انتہائی بھیانک ہوتا ہے۔۔۔بہر حال دورانِ مشورہ کسی بھی کم عمر شخص پر بولنے کے معاملے میں پابندی نہیں ہونی چاہیے۔۔۔اگر کوئی بڑا پن کا اظہار کرنا چاہیے تو صدر مشاورت کی ذمے داری بنتی ہے کہ اس غیر منصفانہ فرق کو رَد کردے۔۔

مشورہ دینے والے کے نام اہم نکات:

میرے ذہن کا جھکاؤ اس طرف زیادہ ہے کہ مشورہ دینے والے کا کردار مشورہ لینے والے کے کردار سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔۔۔اس کی اہمیت اور ذمے داری کی طرف تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے بھی اشارہ ملتا ہے: فرمایا

المستشار امین المستشار امین۔ (مصنف عبدالرزاق، حدیث ۲۱۱۱۰)

جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔۔۔جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔۔

مشورہ دینے والے پر کچھ چیزیں فرض کا درجہ رکھتی ہیں۔۔۔مشورہ لینے والے کی بات کو غور سے سننا۔اور۔سمجھنا۔۔۔سنجیدگی کا اظہار کرنا۔۔۔اپنے علم اور سوچ کی آخری حد تک پہنچ کر اچھا مشورہ دینا۔۔۔مشورہ لینے والے کی بات کو راز داری میں رکھنا۔۔۔وغیرہ۔

بات غور سے سنو:

آپ کے علم میں ہوگا کہ جو بچہ پیدائشی طور پر بہرہ ہو، وہ گونگا بھی ہوتا ہے۔۔۔ایسا کیوں ہے؟؟؟

اس کی زبان سلامت، بولنے کی طاقت موجود لیکن اس کے باوجود وہ۔۔تکلم۔۔۔میں ناکام رہتا ہے۔۔۔اللہ تعالیٰ نے سننے کے لیے دو کان بنائے۔۔سر کی دونوں جانب۔۔پھر ان کانوں میں سوراخ واضح۔۔۔صرف اتنا ہی نہیں۔۔ایک پتیلے کی طرح کانوں کو

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

پھیلا بھی دیا کہ آواز اچھے سے اندر جا سکے۔۔۔کوئی دروازہ نہیں۔۔۔کھڑے بیٹھے، لیٹے، سوئے ہر حال میں ایک ہی حالت میں رہتے ہیں۔۔۔یہ سننے والے آلے کی حالت ہے۔

دوسری طرف بولنے کی طاقت کو دیکھیے۔۔منہ دن کا اکثر حصہ بند۔۔۔زبان اندر ۔۔۔پہرے پر ۳۲ دانتوں کی کھڑکیاں۔۔۔مزید ہونٹوں سے بنے دو دروازے بھی ۔۔۔وہ اکثر بند رہے!!اگر منہ کھلا رہ جائے تو عیب یا بیماری شمار ہوتا ہے۔۔۔انسان سوتا ہے تو اکثر کا منہ بند۔۔۔۔اتنا فرق کیوں؟؟؟؟ سننے کی طاقت اتنی آزاد!!!!!

بولنے کی طاقت پہروں میں بند؟؟؟ بچہ سن نہ سکے تو بول بھی نہ سکے۔۔؟؟؟ پیدائشی بہرہ پیدائشی گونگا بھی ضرور ہوتا ہے۔

اس کا جواب بالکل سادہ ہے

بولنے سے زیادہ سننے کی اہمیت ہے۔۔

ایک بچہ دو تین سال گفتگو سنتا ہے، تب جا کر بولنا سیکھتا ہے۔۔۔اور رب تعالیٰ کے بنائے ہوئے اعضا کی ہیئت (کانوں کا کھلے ہونا اور زبان کا پردوں میں بند ہونا) اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ انسان بولے کم اور سنے زیادہ۔۔۔جو اس کے برعکس کرتا ہے۔۔۔وہ فطرت کے قانون کے خلاف چل رہا ہوتا ہے۔۔۔اس کا ابتدائی نقصان یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں بے وقوف شمار کیا جاتا ہے۔

صوفیہ، دانشور اور ماہر نفسیات کا اس پر اتفاق سمجھ لیجیے کہ جو زیادہ بولتا ہے اور سنتا کم ہے، وہ بے وقوف ہے۔۔

ڈیل کارنیگی نے بڑی خوب صورت بات لکھی ہے:

اگر آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے کسی طرح دور بھاگیں اور پیٹھ کے پیچھے آپ پر قہقہے لگائیں اور آپ سے سخت نفرت کریں، تو اس کا نسخہ یہ ہے کہ کسی کی بات زیادہ دیر تک نہ سنیے، اپنی سناتے جایئے۔۔۔جب کوئی دوسرا بول رہا ہو اور اس کے ذہن میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کوئی خیال اُبھرے تو اس کی بات ختم ہونے کا انتظار مت کیجیے۔۔وہ آپ جیسا عقل مند نہیں ہے، اس کی بکواس سننے میں آپ کیوں اپنا وقت ضائع کریں۔۔۔فوراً ہی بیچ میں بول پڑیے اور اسے اپنی بات پوری کرنے کا موقع نہ دیجیے۔۔۔۔

ذرا غور کیجیے!! کیا جب کوئی داستانِ غم سنانے یا کوئی مشورہ لینے ہمارے پاس آتا ہے، تو ہمارا رویہ ایسا ہی نہیں ہوتا؟؟؟؟

ایک شخص کسی کے پاس جاتا ہے تاکہ دل کی بات سنا سکے۔۔۔۔

بھائی کل پتا ہے کیا ہوا، میرے سر میں درد تھا۔۔۔۔

ہاں ہاں میرا بھی سر دُکھ رہا ہے۔۔۔

میرا بھائی بیمار ہو گیا ہے۔۔۔

اوہو یار میرا بھی بیٹا پچھلے ہفتے بیمار ہو گیا تھا۔۔۔

کل بال بال بچے ایکسیڈنٹ ہونے لگا تھا۔۔۔اچھا پرسوں میں بھی گرتے گرتے بچا ہوں۔۔۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔

آپ خود سے سوال و جواب کیجیے!!! وہ جو سنانے آیا تھا آپ نے اسے کتنا سنا اور کتنا سنایا؟؟؟ کیا وہ دل سے مطمئن ہو کر گیا؟؟؟ یا دل ہی دل میں نفرت کا بیج بو کر چلا گیا۔۔۔ آئندہ آنے والے دنوں میں اگر اس سے آپ کا جھگڑا ہو جائے تو۔۔۔بغیر کسی تردّد کے یہ یقین کر لیجیے کہ جھگڑے اور نفرت کی اصل وجہ آپ کا اس کی باتوں کو توجہ سے نہ سننا ہے۔۔۔

کہا گیا ہے کہ بے وقوف آدمی کی نشانی کم سننا اور زیادہ بولنا ہے۔۔

☆ قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے الشفا شریف میں ایک واقعہ لکھا ہے:

ایک ابنا رمل عورت آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس آئی اور کہنے لگی، مجھے آپ سے کام ہے، میری حاجت پوری کیجیے۔۔۔آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ کے جس راستے بھی مجھے بولوگی میں تمہاری حاجت پوری کر دوں گا (بات سن لوں گا) اس نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کوایک جگہ بیٹھا کر باتیں سنانا شروع کردی۔۔جب تک اس نے خود گفتگو ختم نہ کی تب تک آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی گفتگو سنتے رہے۔۔۔

میرے ماں باپ قربان ہوں آپ پر۔۔۔کیسا اخلاق ہے۔۔خلقِ عظیم اور دنیا کے تمام عقل مندوں سے بڑھ کر عقل مند۔۔۔تمام فرشتوں،نبیوں،رسولوں سے بڑھ کر علم والے۔۔ایک بے وقوف عورت کی باتیں بھی غور سے سنتے رہے۔۔۔کیا ہم بھی ایسا کرتے ہیں؟؟؟

ماہر نفسیات لکھتے ہیں:۔

بہت سے لوگ ڈاکٹر کو بلا بھیجتے ہیں حالانکہ انھیں صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے جو ان کے من کی بات دل لگا کر سنے۔۔۔

غور سے گفتگو سننے کا تعلق جتنا مشورہ لینے والے کی بات کو سننے سے ہے،اتنا ہی عام گفتگو سے ہے۔۔۔انسان کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتا ہو۔ڈاکٹر،انجینئر،سیلز مین،منیجر، اُستاد،شاگرد،ویٹر وغیرہ وغیرہ اگر آپ اپنے کلائنٹ،گاہک،مریض یا شاگرد کی باتیں غور سے سنیں تو دیکھ لیجیے گا اس کا آدھا مسئلہ صرف سنانے سے ہی حل ہوجائے گا۔۔کسی کی بات کو غور سے سننے کے اتنے فوائد ہیں جو بیان کرنے کے لیے ایک دفتر چاہیے۔یہ فوائد جہاں سنانے والے کو حاصل ہوتے ہے،وہیں سننے والے کو بھی۔۔۔

ایک امیر بڑھیا تھی،جس کا شوہر مر چکا تھا۔۔۔اور اپنی بیوی کے لیے بے شمار دولت چھوڑ کر چلا گیا۔۔۔اب اس کے رشتے دار بڑھیا کی موت کے منتظر تھے۔۔۔لیکن بڑھیا بھی انھیں ایک کوڑی دینے کو تیار نہ تھی۔۔۔خاص کر اس کے شوہر کی لگژری کار جو اس نے سنبھال کر رکھی تھی۔۔۔ایک دن ایک شخص اس بڑھیا سے ملنے آیا،دورانِ گفتگو اس نے بڑھیا کے شوق پر بحث شروع کردی۔۔۔(جب کسی کے پسندیدہ کام پر بحث کی جائے تو وہ اپنے کام کا انسائیکلو پیڈیا سنانے کی خواہش کرتا ہے) بڑھیا کئی گھنٹوں تک اسے اپنی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

داستان سناتی رہی۔۔ ہمت تو اس مرد کی تھی جو سن رہا تھا۔۔۔ گفتگو ختم ہونے پر بڑھیا اس شخص سے بے حد متاثر تھی اور اسے گیراج میں لے جا کر کہا کہ مسٹر میں چاہتی ہوں کہ میرے شوہر کی گاڑی آپ لے لیں۔۔۔۔ بہت انکار کے بعد بھی اس شخص کو وہ تحفہ لینا پڑا۔۔۔ وجہ کیا تھی، کتنے سالوں کا بوجھ جو بڑھیا اُٹھائے پھر رہی تھی، وہ اس نے چند گھنٹوں میں ہلکا کر دیا۔۔۔

ڈیل کی کتاب میٹھے بول کا جادو کا چوتھا اُصول یہی ہے:

اچھا سامع بنیے!!! اور دوسروں کو ان کی ذات کے متعلق باتیں کرنے کا موقع دیجیے۔

مشورہ دینے والے کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ مشورہ مانگنے والے کی بات کو غور سے سنے۔۔۔۔ جب تک اس کی بات مکمل نہ ہو، اپنی بات شروع مت کرے۔۔۔

مشورہ دینے والا امین ہے:

مشورہ لینے والا انسان جس سے مشورہ طلب کرتا ہے۔۔ اس پر بھروسہ کرتے ہوئے بعض اوقات اپنی ذاتی باتوں کو بھی بیان کر دیتا ہے۔۔۔ کوئی بھی انسان یہ نہیں چاہتا کہ اس کے راز کی بات کسی تک کی جائے۔۔ جب ربّ تعالیٰ اپنے بندوں کے عیبوں پر پردہ ڈالے رکھتا ہے تو بندوں کو کس نے حق دیا کہ اللہ کے بندوں کے رازوں کو فاش کرتے رہیں؟؟؟؟

جس طرح مال امانت رکھا جاتا ہے، اسی طرح راز بھی امانت رکھا جاتا ہے۔۔۔۔ جس طرح مال میں خیانت شرعاً اور اخلاقاً جرم ہے، اسی طرح راز فاش کرنا بھی گناہ اور کمینگی ہے۔۔۔ مشورہ دینے والے پر لازم ہے کہ اپنے بھائی کی بات کو صیغۂ راز میں رکھے۔۔۔ یہ دنیا مکافاتِ عمل کا نمونہ ہے۔۔۔ جو انسان کسی کے رازوں کو کھولتا ہے تو ایک دن اس کے راز بھی کھل جاتے ہیں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اچھا مشورہ دیجیے!

اچھائی اور برائی دو ایسے لفظ ہیں کہ ایک اگر کسی بھی کام کے ساتھ لگ جائے تو اس کو چار چاند لگا دیتا ہے۔۔۔اسی طرح دوسرا کسی کے ساتھ لگ جائے تو اس کام کو زنگ سے بھی زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔۔۔انسان اچھا ہو تو سبحان اللہ اور برا ہو تو استغفر اللہ۔۔کام اچھا ہو تو بابرکت، برا ہو تو۔۔۔۔۔پورا نئی پینڈا!!!!!!!۔۔۔۔اچھے کو فرشتے کے ساتھ ملا دیا جاتا ہے، بُرے کو ابلیس کے ساتھ۔۔اچھا۔۔ہر چیز میں اچھا لگتا ہے۔۔۔مشورے میں بھی اچھا ہی لگتا ہے۔

جب کسی سے مشورہ مانگا جاتا ہے تو مروت کا تقاضا یہ ہے کہ اچھا مشورہ ہی دیا جائے جس میں مشورہ لینے والے کا فائدہ ہوتا ہو۔۔۔مگر اس کے ساتھ ساتھ شریعت کی طرف سے بھی واجب ہے کہ انسان ایسا مشورہ دے جس میں اس کا دل مطمئن ہو۔۔اگر اس نے ایسا مشورہ دیا جس میں اس کا اپنا دل مطمئن نہیں تھا تو ایسی منافقت کی وجہ سے مشورہ دینے والا شخص گناہ گار شمار ہوگا۔۔اچھا مشورہ بعض اوقات بندے کی زندگی کو بہتر بنا دیتا ہے اور برا مشورہ کبھی کبھار زندگی اُجاڑ دیتا ہے۔

میں یہاں تین کہانیاں سنانے لگا ہوں، جن میں سے ہر ایک کے دو نتیجے ہوں گے۔

کہانی: ۱

زید اپنے دوست عمر کے پاس آیا۔۔

عمر: کیا بات ہے پریشان لگ رہے ہو؟؟ خیریت تو ہے؟

زید: یار بیگم بہت تنگ کرتی ہے۔۔۔میں اُکتا گیا ہوں!!! جینا حرام کر دیا ہے۔۔ فرمائشیں ہی نہیں پوری ہوتیں۔۔۔خرچے بھی بڑھتے جا رہے ہیں۔۔۔۔میں سوچ رہا ہوں کہ اس کو طلاق دے دوں!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(ایک دوست کی زندگی، اس کا گھر، اس کے بچوں کا مستقبل، ایک عورت کی زندگی، اس کے ماں باپ کا سکون اور چین دوسرے دوست کے ہاتھ میں!)

عمر: اچھا!!!! کب تک اس کے پیچھے زندگی برباد کرتا رہے گا۔۔۔لڑکیوں کی دنیا میں کمی ہے کیا؟؟ میرا یار ابھی جوان ہی تو ہے۔۔۔چھوڑ دفع کر۔۔۔۔طلاق دے ۔۔۔۔رشتہ میں تیرے لیے تلاش کرلوں گا۔

نتیجہ:1۔۔۔زید کا گھر۔۔۔عمر کے مشورے سے برباد۔۔۔

عمر: ہم م م م م!!!! یار عورت ذات ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔اس سے پریشان نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔درگزر سے کام لو۔۔۔ہم بھی تو کتنی غلطیاں کرتے ہیں۔۔۔۔اس نے کردی تو کیا ہوا۔۔۔چھوڑو، دل پر مت لو۔۔۔آخر تمہارے بیٹے کی ماں ہے۔۔۔اتنی سی بات پر گھر اُجاڑو گے کیا؟؟؟؟؟ معاف کرتے رہو ٹھیک ہوجائے گی

نتیجہ: 2 زید کا پیار۔۔۔۔عمر کی وجہ سے برقرار۔

عمر کی جگہ آپ ہوتے تو کیا کرتے؟

کہانی: ۲

بیوی: کیا بنا آپ کی پروموشن کا؟؟؟ ہوئی۔کہ۔۔نہیں؟؟؟ میں نے اتنی دعائیں کی ہے آپ کے لیے!!!!!

شوہر: کچھ نہیں بنا۔۔۔پھر ترقی نہیں ہوئی۔۔۔سوچ رہا ہو نوکری چھوڑ دوں۔۔۔

بیوی: میں تو کب سے کہہ رہی ہوں چھوڑ دیں۔۔۔۔کہیں اور نوکری مل جائے گی ۔۔۔اچھی سی نوکری تلاش کرلیں۔۔۔۔پانچ سالوں سے کیا ملا؟؟؟ مشکل سے گزارا ہو رہا ہے۔۔۔

نتیجہ:1 پانچ سالہ نوکری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد نئی نوکری ملے یا نہ ۔۔۔۔۔لیکن مہینے بعد مالی بوجھ سر پر۔۔۔۔چلتے رزق کو ٹھکرایا۔۔بیوی کے طعنے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لڑائی جھگڑے۔۔۔بیماریوں کی آمدورفت بھی شروع۔۔۔

بیوی: چلیں کوئی بات نہیں۔۔۔گزارا تو ہو ہی رہا ہے نا۔۔۔پھر کوشش کر لیں گے۔۔۔آپ نوکری مت چھوڑیں۔۔۔اس کے علاوہ اور چارہ بھی تو نہیں ہے۔۔۔ہاں ساتھ میں دوسری کی تلاش جاری رکھ لیں۔۔۔پر یہ مت چھوڑیئے گا۔۔۔۔

نتیجہ:2 شوہر کا موڈ ٹھیک۔۔۔۔نئی امیدوں اور امنگوں کے ساتھ۔۔۔اگلے دن پھر سے کام پر۔

کہانی: ۳

گھر کی بیل بجی!!

اماں: کون ہے دیکھو تو سہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔آمنہ بیٹا تم۔۔۔اس وقت؟؟عمران کہاں ہے؟اکیلی آئی ہو؟

آمنہ: (روتے ہوئے۔۔۔) میں نے اب اس کے پاس نہیں جانا۔۔اپنا سامان لے آئی ہوں۔۔۔بس مجھے اس کے پاس نہیں جانا۔۔۔اس کی ماں نے میرا جینا حرام کر دیا ہے۔۔۔بات بات پر ٹوکتی ہے۔

اماں: یہ بات ہے؟؟؟اس کمینے کو اوقات یاد دلانی پڑے گی۔۔پہلے بھی بولا کہ مکان علیحدہ لے کر دو۔۔لیکن سنتا ہی نہیں۔۔۔تم یہیں رہو۔۔یا تو وہ مکان دے گا یا پھر طلاق۔۔۔ماں باپ مر گئے ہیں کیا تمہارے۔۔۔۔اس کی ناک کی لکیریں نا نکلوا دی تو کہنا!!!!

نتیجہ:1 (مجھے بتانے کی ضرورت نہیں)

اماں: اچھا چلو بیٹا کوئی بات نہیں۔۔۔رونا بند کرو، یہ کام تو چلتے رہتے ہیں۔۔۔جو بھی ہو وہی تمہارا گھر ہے۔۔۔۔برداشت تو کرنا پڑتا ہے نا۔۔۔۔چلو آرام کرو۔۔۔میں فون پر عمران سے بات کر کے پوچھوں گی کہ کیا مسئلہ بنا؟؟۔۔اور وہ تمہیں آ کر کر لے بھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جائے گا۔

نتیجہ:2 سسرال واپسی۔

روزمرہ زندگی میں ایسی کہانیاں آپ دیکھتے ہی رہتے ہوں گے۔۔۔دوست پڑھائی کے معاملے میں دوست سے مشورے لیتے ہیں۔۔۔وغیرہ۔

مشورہ دیتے وقت یادرکھیے گا: آپ کی وجہ سے زندگی سنور بھی سکتی ہے اور برباد بھی ہوسکتی ہے۔۔۔۔ایسا مشورہ دیجیے کہ اس مشورے کے ساتھ۔۔۔۔اچھا۔۔۔لفظ لگ سکتا ہو۔

مفت مشورے!

کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں آئندہ آنے والے سالوں میں پانی کی قلت ہوجائے گی۔۔۔اس کے پیش نظر چیف جسٹس صاحب نے ڈیم بنانے کا اعلان کردیا ہے۔۔۔اور اس کے لیے ملک والوں سے فنڈ حاصل کرنے کا نظام بھی بناڈالا۔۔۔اس خبر کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ جن ٹونٹیوں اور نلکوں سے پانی روانی سے نکلتا ہے۔۔۔ان میں سے کسی نے بھی خوف اور احتیاط کی وجہ سے پانی کم استعمال کرنا شروع نہیں کیا بلکہ پہلے کی طرح ہی اندھادھند پانی بہایا جاتا ہے۔

ہاں!!!! کچھ ایسے شہر اور علاقے بھی پائے جاتے ہیں جہاں کے لوگ لائنوں میں لگ کر یا پینے کا پانی خرید کر استعمال کرتے ہیں۔۔۔آپ نے ان کو کبھی بھی وہ پانی بے تحاشہ بہاتے نہیں دیکھا ہوگا۔۔۔منرل واٹر کی بوتلوں کا پانی بھی سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔۔۔جب دونوں جگہ پانی ہی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ایک طرف حفاظت کی جائے اور بہانے میں بھی احتیاط کی جائے، سنبھال کر رکھا جائے جبکہ دوسری طرف اندھادھند پانی ضائع کیا جاتا رہے اور کسی کو کوئی پروا بھی نہ ہو۔۔۔؟؟؟

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دور دراز کی مثال چھوڑیئے!!!اگر آپ کے علاقے کی بجلی چوبیس گھنٹوں کے لیے چلی جائے اور آنے کا کوئی امکان ہی نہیں۔آپ پانی بڑی ہی احتیاط سے استعمال کیوں کرنا شروع کر دیتے ہیں؟؟؟؟ پھر اچانک بجلی کی آمد ہو اور ساتھ ہی احتیاطی استعمال کو الوداع!!!!!!

آپ یقیناً بولیں گے بھائی سیدھی بات ہے۔۔۔جو چیز مفت مل جائے اس کی قدر نہیں ہوتی۔۔۔پانی مفت ہو تو قدر نہیں ہوتی جب طلب ہونے لگے تو قدر ہو جاتی ہے۔۔ ۔۔۔بالکل اسی طرح جو مشورے مفت ملتے ہیں،ان کی قدر نہیں ہوتی چاہے کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہو اور وہ مشورہ جو ضرورت کے وقت ملے اس کی قدر ہوتی ہے۔۔چاہے عام ہی کیوں نہ ہو۔۔۔

ہمارے معاشرے میں ایسے بہت سارے افراد پائے جاتے ہیں جنھیں مفت مشورہ دینے کی نفسیاتی بیماری لگی رہتی ہے۔۔۔دوسروں کے ہر معاملے میں خلل ڈالنا اور اپنا علم پھیلانا ضروری سمجھتے ہیں۔۔۔۔اس پر ستم بالائے ستم۔۔۔۔موصوف جس موضوع پر جوہر دکھا رہے ہوتے ہیں،اکثر اوقات ان کا اپنا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔۔۔۔ہاں جس بیچارے کو مشورہ دے رہے ہوں گے،اس کا تعلق ضرور ہوگا۔۔۔۔جیسا کہ میں یہ کتاب لکھ رہا ہو تو کوئی ایسے صاحب جنھوں نے خود کبھی ایک مضمون بھی نہ لکھا ہو، مجھے مشوروں سے نوازے تو کیسا لگے گا؟

دورانِ طالب علمی ایک صاحب جن سے میری صرف چہرے اور نام کی حد تک ہی واقفیت تھی۔۔۔۔اچانک ایک دن راستے میں مجھے پکڑ لیا اور تعلیمی معاملات میں احکام نافذ کرنے کی صورت میں مشورے دینے لگے۔آپ یہ کرنا۔۔۔وہ کرنا۔۔۔ CSS کرنا۔۔ اچھی نوکری مل جائے گی وغیرہ۔۔۔۔ نہ میرے بارے میں خاص ذاتی معلومات،نہ میرے اہداف کے بارے میں معلومات،نہ میری دل چسپیوں کا علم۔۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اور نہ میں نے مشورہ مانگا۔۔۔۔ان کے مشورے دینے کے بعد ایک بات ضرور واقع ہوئی ۔۔۔ جو میرے دل میں ان کا تھوڑا بہت مقام تھا وہ بھی ریت کی دیوار کی طرح گر گیا۔

ایسے لوگ ان مشوروں سے بھی نوازیں گے جن کاموں سے ان کا تعلق نہیں۔۔۔۔ اب شاید آپ کے ذہن میں بھی اپنی زندگی میں پیش آنے والے واقعات تازہ ہو چکے ہوں گے۔۔۔آپ کا دل بھی مکمل تائیدی کیفیت میں ہوگا کہ بالکل ایسے لوگ ہماری روزمرہ زندگی میں سر درد کی حیثیت رکھتے ہیں۔۔۔بجلی کا کام کرنے والے کو اناڑی جھڑک کر مشورے دے رہا ہوتا ہے۔۔۔۔سینٹری کے کام میں فضول چھیڑ چھاڑی جاری رہتی ہے ۔۔۔ٹیچر کے پاس آیا ہوا مہمان ٹیچر کو بچے سنبھالنے کے فارمولے سنا رہا ہوتا ہے۔۔۔ دکان پر بیٹھا دوست گاہک سے ڈیلنگ کے گر سیکھا رہا ہوتا ہے۔۔۔(الیٰ لانہایہ)

آپ کے ساتھ بھی ایسے واقعات پیش آئے ہیں تو۔۔میں آپ کا غم گسار ہوں۔۔ میں اس دکھ اور تکلیف کو سمجھ سکتا ہوں۔۔۔میں اتنا ہی کہوں گا کہ۔۔۔۔آپ ایسے مت کریئے گا!!

کیونکہ جو نفرت اور غصہ آپ کو مفت مشورے دینے پر آرہا ہے، وہی حالت اس کی ہوگی جس کو آپ نے مفت کے مشوروں سے مالا مال کیا ہوگا۔۔۔آپ کی عزت بھی کم ہوگی۔۔۔لوگ دور بھاگیں گے۔۔۔فوراً سنبھل جائیں اور مفت مشورے دینے چھوڑ دیں۔۔۔

سوال: مفت مشورے مفید بھی تو ہو سکتے ہیں۔۔۔اگر کوئی مشورہ مانگتا تو بھی یہی مشورہ دیا جانا تھا، اگر پہلے ہی نواز دیا تو کیا جرم کر لیا؟؟؟

میں نے اوپر یہ بات بیان کی ہے کہ مفت چیز کی قدر نہیں ہوتی، چاہے کتنی ہی قیمتی ہو۔۔ پانی انسانی زندگی کے لیے ضروری عنصر ہے۔۔۔لیکن مفت کی قدر نہیں۔۔۔۔ماں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

باپ کی طرف سے ملنے والے تحفے، موبائل، گاڑی، کمپیوٹر، موٹر سائیکل وغیرہ کی قدر نہیں ہوتی۔۔۔کیوں؟؟؟؟؟؟ مفت ملنے کی وجہ سے۔۔۔۔تو مشورے مفت ہوں تو اس کی بھی کوئی قدر نہیں ہوتی۔۔۔۔

نپولین ہل ناکام لوگوں کی چھبیس[۲۶] عادات میں سے عادت نمبر ۱۳ میں لکھتا ہے:

رضا کارانہ طور پر بن مانگے ایسے معاملات میں رائے (مشورہ) دینا جن کا ذرّہ برابر بھی علم نہ ہو۔۔۔(ناکام لوگوں کی عادت ہے۔)

مشورے کو حکم مت سمجھیے!!!!!

مشورے کا کسی بھی زبان میں مطلب دیکھ لیجیے۔۔۔۔

مفہوم: کسی کی رائے کو طلب کرنا۔۔خیال حاصل کرنا۔۔۔مشورے اور حکم میں بہت واضح فرق ہے۔۔حکم عدولی نافرمانی سمجھی جاتی ہے۔۔۔۔حاکم کے اعتبار سے اس نافرمان پر سزا بھی عائد ہوسکتی ہے۔۔۔

والدین اگر مشورہ دیں تو عمل کرنا ضروری نہیں ہے، ہاں بہتر ہے!!! لیکن عمل نہ کرنے والا نافرمان نہیں ہوگا۔۔۔البتہ کسی ایسے کام کا حکم دیں جو شرع میں منع نہ ہو، اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔۔۔اگرچہ ظاہری اعتبار سے وہ کام نفل یا مستحب کے حکم میں ہو۔۔

سیدی و مرشدی حضرتِ عطار اطال اللہ عمرہ کی زبان سے یہ الفاظ بہت بار سنے: میں اپنی اولاد کو حکم نہیں بلکہ مشورہ دیتا ہوں۔۔کیونکہ وہ مشورہ نہ مان کر گناہگار نہیں ہوں گے۔۔۔اگر حکم دوں تو میری وجہ سے گناہ گار ہو سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی حکم اور مشاورت کو جدا جدا رکھا ہے۔۔۔۔آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی چیز کا حکم فرما دیں تو کرنا لازم ہو جاتا ہے۔۔۔حتیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اپنے فیصلوں میں حاکم تصور نہ کرے، وہ بندہ مومن نہیں رہتا۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O

تو اے حبیب! تمہارے ربّ کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔

جبکہ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔۔۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو کوئی مشورہ عطا فرمایا اور اس نے آپ کی رائے پر عمل نہ کیا تو یہ نافرمانی شمار نہیں کیا گیا۔۔۔

ایک صحابیہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے مالک نے ایک صحابی حضرت مغیث رضی اللہ عنہ سے کروادیا۔۔۔ (آپ باندی تھیں اور باندی کا نکاح مالک اپنی مرضی سے جہاں چاہے کرا سکتا تھا۔۔۔۔ غلاموں کو آزادی دلوانے کے اسلام میں بہت سارے قوانین بیان کیے ہیں چنانچہ) حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو جب آزاد کردیا گیا تو آزادی کے بعد انہیں شوہر کو چھوڑ کر کہیں اور نکاح کرنے کی اجازت تھی۔۔۔ آپ نے اپنے شرعی اختیار کو استعمال کرتے ہوئے حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔۔۔ حضرت مغیث اپنی بیوی سے محبت کرتے تھے۔۔۔ سفارش کے لیے سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔۔۔ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بہتر ہے کہ تم مغیث سے رشتہ قائم رکھو!!!!!

بریرہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا یہ آپ کا حکم ہے۔۔۔؟؟؟

فرمایا: میں سفارش کرتا ہوں۔۔۔ (مشورہ دے رہا ہوں)

بریرہ: مجھے اس (رشتے) کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

(صحیح بخاری، الحدیث ۵۲۸۳، ج ۳، ص ۴۸۹)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سبحان اللہ!!!!۔۔۔۔۔آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشورہ پر عمل نہ کرنے سے صحابہ نافرمان نہیں ہوئیں۔۔۔تو میرے اور آپ کے مشورے کی کیا حیثیت ہے۔۔۔۔اگر کسی کو مشورہ دے دیا اور وہ اس پر عمل نہ کرے تو۔۔لوگ دل ہی دل میں اس سے نفرت کرنا شروع ہو جاتے ہیں۔۔۔۔بعض اوقات بیچارہ مشورہ لینے والا اس لیے بھی مشورہ لینے سے کتراتا ہے کہ۔۔۔مشورے کے بدلے میں مابدولت کی زبان سے احکام نافذ ہونا شروع ہو جائیں گے۔۔۔ پھر حکم عدولی کی صورت میں۔۔۔طعن وتشنیع۔۔۔۔خدانخوستہ مشورے پر عمل نہ کرنے سے اگر نقصان کا سامنا ہو گیا تو۔۔۔۔مشیر صاحب اس نقصان کو حکم عدولی کا عذاب شمار کرتے ہوئے لوگوں کے سامنے ڈھنڈورا پیٹتے رہیں گے۔۔۔۔ ہماری حکم عدولی کا یہی انجام ہوتا ہے۔۔۔

بہرحال۔۔۔جب بھی کوئی آپ سے مشورہ طلب کرے تو۔۔مشورہ سمجھ کر ہی رائے دیجیے گا۔۔۔۔اگر اس نے آپ کے مشورے پر عمل نہ کیا تو دل میں کدورت لانے کی بجائے۔۔۔اس کا شکریہ ادا کیجیے کہ اس نے آپ سے مشورہ لینے کو اہمیت دی۔۔

خلاصہ بحث:

- اپنے کاموں میں مشورے کو لازم قرار دیجیے!!!!!
- مشورہ کیجیے۔۔۔اگرچہ دیوار سے ہی نہ کیوں!!!!!
- مشورہ۔۔علم والے، تجربہ کار، نیک، مخلص اور۔صاحبِ فن شخص سے کیجیے۔۔
- اہلِ فن۔۔۔اور۔۔اپنے کام میں ماہر افراد سے مشورہ کیجیے!!!!!
- جاہل۔۔دشمن۔۔۔ریاکار۔۔بزدل اور بخیل سے کبھی مشورہ مت لیجیے!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

٭ مشورہ دیتے وقت یاد رکھیے۔۔۔کہ۔۔۔آپ امین ہیں!!!

٭ مشورہ لینے والے کی بات۔۔صبر وتحمل۔۔کے ساتھ بغور سنیے!!!

٭ اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔اور صرف اچھا مشورہ دیجیے!!!

٭ قیمتی چیز۔۔۔مفت نہیں ملتی۔۔۔اگر آپ کے مشورے قیمتی ہیں۔۔تو۔۔۔ مفت کیوں بانٹتے ہیں۔۔۔مفت مشوروں سے۔۔۔مکمل تاحیات۔۔پرہیز کیجیے!!!!

٭ مشورہ۔۔مشورہ ہوتا ہے۔۔۔حکم نہیں۔۔مشورہ سمجھ کر ہی مشورہ دیجیے۔۔اگر کوئی عمل نہ کرے تو۔۔۔ناراض مت ہوں!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اصول نمبر:5

صدقہ/سخاوت کیجیے!!!!!

صدقہ، خیرات یا سخاوت جیسے الفاظ سنتے ہی ہمارا ذہن کسی کی مالی مدد کرنے کی طرف چلا جاتا ہے۔۔۔صدقہ کرو!!!! مطلب اپنا مال دوسرے کو دو۔۔۔نعمان[1] بہت سخی انسان ہے۔۔۔مطلب نعمان لوگوں کی دل کھول کر مالی مدد کرتا ہے۔۔۔مالی طور پر دوسروں کی مدد کرنا اگرچہ سخاوت اور صدقہ میں شمار ہوتا ہے۔۔لیکن۔۔۔صدقہ اور سخاوت صرف مالی مدد کا نام نہیں ہے۔۔۔بلکہ اور بہت سارے کام، عادات، رویے بھی صدقہ و خیرات میں شامل ہیں۔

اُصول نمبر پانچ (5) میں صدقہ سے مراد۔۔۔۔دوسروں پر مال خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ صدقے کی دوسری تمام قسمیں بھی شامل ہیں۔۔۔۔۔اور وہ ہیں کیا؟؟؟؟؟؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو فرمان پڑھیے!!!!

1:۔۔۔ہر روز لوگوں کے ہر ہر جوڑ (جسم کے حصوں) میں صدقہ رکھا گیا ہے۔۔۔دو انسانوں کے درمیان عدل کرنا صدقہ ہے۔۔۔تمہارا کسی کی سواری پر اس کی مدد کرنا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اس سوار کے چڑھنے میں مدد دو۔۔۔یا۔۔۔اس کی سواری پر سامان لادنے میں اس کی مدد کرو۔۔(یہ) صدقہ ہے۔۔۔اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔۔۔ہر وہ قدم جو تم نے نماز کی طرف جاتے ہوئے اُٹھایا۔۔۔صدقہ ہے۔۔۔راستے سے نقصان دہ چیز کو ہٹا دینا بھی ۔۔۔صدقہ ہے۔۔۔(بخاری،۲۸۹۱)

2:۔۔۔چند غریب صحابہ نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ!!!!مال ودولت والے تو زیادہ ثواب لے گئے۔۔۔نماز ہم بھی پڑھتے ہیں۔۔وہ بھی پڑھتے ہیں۔۔وہ بھی روزے رکھتے ہیں، ہم بھی روزے رکھتے ہیں۔۔۔اور وہ تو اپنے زائد مالوں سے صدقہ وخیرات بھی کرتے ہیں۔۔۔(جبکہ یہ کام ہم نہیں کرسکتے)

فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسی چیزیں بنائی ہیں جن کو تم صدقہ کرسکو!!!!! ۔۔۔سبحان اللہ کہنا صدقہ۔۔۔اللہ اکبر کہنا صدقہ۔۔۔الحمدللہ کہنا صدقہ۔۔۔لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے۔۔۔اور اچھی بات کا حکم دینا۔۔بُری بات سے منع کرنا بھی صدقہ ہے۔۔۔تمہارے جسم کے مخصوص حصے میں بھی صدقہ ہے۔۔۔

صحابہ کرام:۔۔۔یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کسی کا (بیوی کے پاس جاکر) اپنی خواہش پوری کرنا بھی صدقہ ہوگا؟؟؟

فرمایا:۔۔تمہارا کیا خیال ہے کہ تم اپنی خواہش حرام طریقے سے پوری کرو تو اس کا گناہ ملے گا؟؟؟؟؟؟(ضرور ملے گا)۔

اسی طرح اگر تم خواہش حلال طریقے سے پوری کروگے تو اس میں ثواب ملے گا۔۔۔(بخاری،۱۰۰۶)

صدقے کی حاصل شدہ اقسام:

عدل وانصاف کرنا۔۔۔۔۔۔دوسروں کی مدد کرنا۔۔۔اچھی بات کہنا۔۔۔۔نماز (نیکی کے کام) کی طرف قدم بڑھانا۔۔۔۔۔راستے سے نقصان دہ چیز کو دور کرنا۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اللہ اکبر۔۔سبحان اللہ۔۔الحمدللہ۔۔۔لا الہ الا اللہ۔۔۔کہنا۔۔۔۔ اچھی بات کا حکم دینا۔۔۔۔ بُری سے منع کرنا۔۔۔حلال طریقے سے بیوی کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنا۔۔۔

مزید احادیث سے صدقے کی مزید اقسام بھی حاصل کی جاسکتی ہیں۔۔۔عمل کرنے والا اگر اپنی زندگی میں یہ صدقے بھی کرتا رہے تو زندگی خوش حال اور کامیاب بن جائے گی۔۔

اچھی باتیں کیجیے:

انسان کی زبان اس کے خیالات کی ترجمانی کرتی ہے۔۔۔۔جیسے خیال ہوں گے ویسی باتیں ہوں گی۔۔۔۔خیالات مثبت،تو باتیں بھی مثبت۔۔۔۔۔خیالات خوش نما۔۔۔باتیں خوشگوار۔۔۔۔خیالات ترقی اور کامیابی کے۔۔۔۔۔باتیں بھی ترقی اور کامیابی کی جدوجہد کے متعلق ہوں گی۔۔۔۔خیالات پراُمید ۔۔۔باتیں بھی پراُمید۔۔۔

اس کا عکس کیجیے۔۔۔۔تو نتیجہ بھی برعکس نکلتا ہے۔۔۔خیالات منفی۔۔۔باتیں بھی منفی۔۔۔خیالات گندے۔۔۔باتیں بھی فحش، بے حیائی سے بھری۔۔۔۔شرم وحیا والا شخص پاس بیٹھنا بھی پسند نہ کرے۔۔۔۔خیالات ناکامی کے متعلق۔۔۔۔باتیں بھی امتحانات میں فیل ہونے کی۔۔۔نوکری نہ ملنے کی۔۔۔۔خیالات میں مایوسی تو باتوں میں بھی مایوسی اور رونا دھونا۔۔۔۔

اگلا مرحلہ یہ معلوم کرنے کا ہے کہ خیالات کہاں سے پیدا ہوتے ہیں۔۔۔۔تو اس کا جواب۔۔۔۔دل۔۔۔۔ہے۔۔

کیونکہ خواہشات کے ارتقا اور پیدائش کا مرکز دل ہے۔۔۔دل کی چاہت اگر مثبت ہوگی تو۔۔۔۔اس کا اثر بلاواسطہ خیالات پر پڑے گا۔۔۔۔مذکورہ بالا گفتگو پر دل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے۔۔۔۔

بادشاہت ساری دل کے پاس ہی ہے۔۔۔۔

میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی بارے میں ارشاد فرمایا: خبردار جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔۔۔۔اگر وہ ٹکڑا درست رہے تو سارا جسم درست رہے گا۔۔۔اگر وہ ٹکڑا خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا۔۔۔۔خبردار!! وَھِی القَلْبُ ۔۔۔۔ وہ دل ہے۔۔۔

دل کا اثر باقی جسم کے حصوں پر بھی کامل طور پر ہوتا ہے۔۔۔لیکن سب سے زیادہ دماغ پر ہوتا ہے۔۔۔جو ہر وقت سوچنے میں مصروف رہتا ہے۔۔۔۔اور اس کے بعد زبان پر ہوتا ہے۔

الحاصل:۔۔۔۔۔ جو اچھا بولتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اچھا سوچتا ہے۔۔۔۔۔جو اچھا سوچتا ہے، اس کا دل درست چل رہا ہے۔۔۔جس کی باتیں بھی بُری۔۔۔مایوسی۔۔ گندی۔۔گالی گلوچ۔۔۔لڑائی۔۔۔غصہ۔۔۔بک بک۔۔۔اس کے دماغ میں بھی یہی سب چلتا ہے۔۔۔۔۔اور اس کا دل بھی اسی لیے درست راستے سے ہٹ کر بھٹکتا رہتا ہے۔۔۔۔

اچھا سوچیں گے۔۔۔۔تو اچھا بولیں گے۔۔۔آزمالیجیے!!!!!

سوال:۔۔۔اچھا بولنا کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب:۔۔۔ اچھا بولنے کی بے شمار صورتیں ہیں، جن کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔۔۔ ہاں چند ایک اُصول ذہن نشین کر لیے جائیں اور ان کے مطابق اپنی گفتگو کو ڈھالنا شروع کر دیا جائے تو۔۔۔۔انسان اچھا بولنے والوں میں شامل ہوسکتا ہے۔۔۔

مثبت رویہ۔۔۔۔مثبت جواب۔۔۔جی۔۔۔ہاں۔۔جیسے الفاظ۔۔۔اچھی اور کامیاب گفتگو کا پیش خیمہ ہیں۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جب آپ کی گفتگو میں ہاں شامل ہوجائے گا تو آپ کے کاموں میں بھی مثبت پہلو شامل ہوجائے گا۔۔۔اور اگر گفتگو۔۔۔نہیں۔۔۔سے بھری ہوگی تو۔۔۔۔انسان تنہا رہ جاتا ہے اور لوگوں کا اس سے اعتماد بھی اُٹھ جاتا ہے۔۔۔

کیا آپ میرا یہ کام کردیں گے؟؟؟؟

کیا فلاں چیز تھوڑی دیر کے لیے دو گے؟؟؟

یار یہ تھوڑا سا ہاتھ تو بٹانا۔۔۔میری بات سننا۔۔۔۔ مجھے پڑھائی میں مدد درکار ہے۔۔(اگر خطیب ہو تو) بھائی آج میری جگہ جمعہ تم پڑھا آنا۔۔۔۔میری عبارت تو سننا۔۔۔موبائل چیک کرنا۔۔۔ مجھے اپنے ساتھ لے کر دفتر یا اسکول جانا۔۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔اگر ان سب کے جواب میں ۔۔ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ہو تو۔۔۔اس کا نتیجہ آپ کو جلد ہی نظر آنا شروع ہوجائے گا۔۔۔اسکول و کالجز میں جن طلبا کی زبان پر ہاں رہتا ہے۔۔۔ وہ اساتذہ اور ٹیچرز کے منظورِ نظر رہتے ہیں۔۔۔دوستوں میں ۔۔۔ہاں ۔۔ بولنے والا پکا یار ہوتا ہے۔۔۔اولاد میں ہاں کہنے والا۔۔۔ لاڈلا ہوتا ہے۔۔۔چھوٹے چھوٹے کاموں پر ہاں کہنے کی عادت کل کو بڑے کاموں کی طرف لے جاتی ہے۔۔۔اور بڑے کاموں میں ہاں۔۔۔زندگی کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔۔۔

ہر بات پر۔۔۔نہیں یا ناں۔۔کہنے والا دفتر میں بھی پیچھے۔۔

سوری سر! میں یہ کام نہیں کرسکتا۔۔۔

اسکول کالجز میں بھی پیچھے۔۔۔۔دوستوں میں کمتر۔۔۔والدین کی نگاہوں میں نکما۔۔۔ چھوٹے کاموں میں۔۔۔ناں۔۔کہنے والوں کو بڑی آفرز کیسے آسکتی ہیں۔۔۔؟؟؟ کہ

؎ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار بنتا ہے۔۔۔

یہ یاد رکھیے!!! منافقت کسی بھی کام میں اچھی نہیں ہوتی۔۔۔ہ۔۔۔ا۔۔۔ں۔۔ زبان پر بھاری نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی بولنا مشکل ہوتا ہے۔۔کیونکہ اس کے بعد پورے جسم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کو ہاں کا بدلا دینے کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔۔۔افسر کے دیئے کام کو پورا کرنا پڑے گا۔۔۔سر کے نوٹس مکمل کرنا پڑیں گے۔۔کسی کی داستاں سننی پڑے گی۔۔دو گھنٹے لگا کر تقریر تیار کرنی پڑے گی۔۔۔کتابیں کھنگالنی پڑیں گی۔۔۔یا بازار سے کوئی چیز لانی پڑے گی۔۔۔کام مشکل ہے۔۔۔لیکن نتیجہ خوشنما۔۔۔۔

ن۔۔۔ا۔۔۔ں زبان پر بہت آسان ہے۔۔۔جسم کے سارے حصے بھی پرسکون ۔۔۔نہ دماغ کھپانا پڑے۔۔ناں۔۔نوٹس بنانے پڑیں۔۔۔نہ۔۔کہیں جانا پڑے۔۔۔

نتیجہ:۔۔۔افسر،استاد،دوست،والدین کی نظروں میں گرنا۔۔۔۔

جس کی گفتگو میں ہاں کو خاص مقام حاصل ہوگا۔۔۔وہ دن بدن ترقی کی منازل طے کرتا رہے گا۔۔۔

نوٹ:۔۔۔ہاں کہنا تبھی فائدہ مند ہوگا،جب بعد میں ہاں پر عمل بھی ہو۔۔۔۔

منہ سے ہاں نکلے اور دل میں نہ ہو تو۔۔۔منافقت کا انجام بہت بھیانک ہوتا ہے۔۔۔

نعم (ہاں،جی) کہنا آقا کریم ﷺ کی سنت مبارکہ بھی ہے۔۔۔حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے:۔۔جب کوئی شخص آقا کریم ﷺ سے سوال کرتا۔۔۔اگر آپ کو سوال منظور ہوتا تو جواب میں ۔۔۔۔۔نعم (ہاں) فرماتے۔۔اگر منظور نہ ہوتا تو لا (نہیں) نہیں فرماتے بلکہ خاموش رہتے۔۔

ایک روز دیہاتی نے حاضر ہو کر سوال کیا،حضور خاموش رہے۔۔۔،پھر سوال کیا تو کچھ نہ فرمایا۔۔۔،پھر سوال کیا،اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا:سل ما شئت یا اعرابی! اے دیہاتی !جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔۔۔۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ،فرماتے ہیں: فغبطناہ فقلنا الاٰن یسأل

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الجنۃ۔۔۔ہمیں اُس اعرابی پر رشک آیا۔ہم نے اپنے جی میں کہا: اب یہ حضور سے جنت مانگے گا،۔۔۔۔اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ میں حضور سے سواری کا اونٹ مانگتا ہوں۔۔۔۔ فرمایا: عطا ہوا۔ عرض کی: حضور سے زادِراہ مانگتا ہوں۔۔۔

فرمایا: عطا ہوا۔۔۔

ہمیں اس کے اِن سوالوں پر تعجب ہوا (کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تقسیم کرنے والے نائبِ کُل سے کتنی چھوٹی چیزیں مانگ رہا ہے) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعربی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک بڑھیا کے سوال میں (جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جنت میں ان کا ساتھ مانگا تھا)۔۔۔(۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی کوئی چیز مانگی گئی آپ نے جواب میں۔۔لا۔۔نہیں فرمایا۔۔۔

دنیائے عرب کے مشہور شاعر فرزدق نے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں شعر کہا ہے:۔۔

ما قال لا قط الا فی تشھدہ　　لولا التشھد کانت لاءہ نعم

کلمۂ شہادت کے علاوہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی لا (نہیں) نہیں فرمایا اگر کلمۂ شہادت نہ ہوتا تو آپ کا لا (نہیں) بھی نعم (ہاں) ہوتا۔

خلاصہ: اچھی گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔لفظ۔۔ہاں۔۔کو اپنا لیجیے۔۔۔۔۔ اور چھا جائیں!!!!!

تعریف کیجیے اور تنقید سے بچیے!

انسان کی مادّی ضرورتوں سے کون غافل ہے۔۔۔خوراک، لباس، گھر وغیرہ۔۔ جس کی یہ ضرورتیں پوری ہوں گی وہ دوسروں سے قدرے بہتر زندگی گزار سکتا ہے۔۔۔یہ

(۱) کنز العمال بحوالہ طس والخرائطی الخ حدیث ۴۸۹۵ مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۲/ ۱۷۔۶۱۶

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

انسان کی جسمانی ضروریات ہے لیکن کچھ ضروریات کا تعلق انسانی روح سے بھی ہوتا ہے ۔۔۔جن کی طلب تو ہر کسی کو ہوتی ہے۔۔۔لیکن اکثر انسان اس سے غفلت برتتے ہیں۔۔۔

جس طرح جسم کی بڑھوتری کے لیے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔اسی طرح روح کی بڑھوتری کے لیے حوصلہ افزائی اور تعریف کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔خوراک کا بھوکا ہونے کے ساتھ ساتھ انسان تعریف کا بھی بھوکا ہوتا ہے۔۔۔

جب ہم محنت سے کوئی بھی کام کرتے ہیں ۔۔۔جتنی توجہ ہم نے اس کام کو کرنے میں لگائی ہوگی ۔۔۔ہمارا دل یہ تمنا کرتا ہے کہ جو کوئی بھی اس کام کو دیکھے وہ اس کی تعریف کرے۔۔۔سچے دل سے اگر اس کام کی تعریف کی جائے گی تو ہمیں دلی سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔۔۔ یہ تعریف حوصلوں کو بلند کرنے کا سبب بن جاتی ہے۔۔ پھر اس تعریف کی وجہ سے مزید بڑے کام سرانجام دینے لگ جاتے ہیں اور کامیابی کی طرف گامزن رہتے ہیں۔۔۔روح کی بڑھوتری یہی ہے۔۔۔

اگر کسی کی محنت پر پانی پھیر دیا جائے۔۔۔اس کے کام کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے بے جا تنقید کا نشانہ بنایا جائے۔۔۔سرِ عام اس کی بے عزتی کر دی جائے۔۔۔تو اس کا دل چکنا چور ہو جاتا ہے۔۔۔

نتیجہ:۔ پریشانی سے لے کر کام سے لاتعلقی تک۔۔۔۔ بلکہ بعض اوقات جس بندے نے اپنے کام میں زندگی کا ایک حصہ خرچ کیا اور لوگ اس کے کام کو ٹھکرا دیں۔۔۔۔ تو وہ دل برداشتہ ہو کر خودکشی تک کر گزرتا ہے۔۔۔۔

بچہ جب دنیا میں آتا ہے تو ایک گیلی مٹی کی طرح ہوتا ہے۔۔۔جس کو موڑ کر جیسا چاہے بنا لیا جائے۔ یا پھر سفید کاغذ کی طرح بے داغ ہوتا ہے۔۔۔جس پر نہ تو کچھ لکھا گیا ہوتا ہے نہ ہی سیاہی کے داغ دھبے ہوتے ہیں۔۔۔ایمان و کفر سے لے کر اچھی بری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عادات تک سب کچھ اسے معاشرے سے ملتا ہے۔۔۔اس کی پیدائش صاف ستھری فطرت پر ہوتی ہے۔۔۔نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:۔۔۔ہر بچہ دین فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔۔۔پھر اس کے ماں باپ یا اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں یا آتش پرست۔۔۔

جب ایمان و کفر کا معاملہ بچے کے اردگرد لوگوں کے ساتھ وابستہ رہتا ہے تو۔۔۔ عادات کا تعلق لوگوں سے کیوں نہ ہوگا۔۔۔؟

ہمارے پاس موجود تنقید کی پستول کی گولیوں سے نہ بچہ محفوظ ہوتا ہے، نہ بوڑھا۔۔ بڑوں اور بوڑھوں نے زندگی اسی پستول کو چلاتے گزار دی ہوتی ہے، اس لیے بدلے میں وہ گولیاں چلا کر حساب برابر کرا لیتے ہیں۔۔لیکن سفید کاغذ ساتھ لایا ہوا بچہ۔۔۔جس کے جسم کے ساتھ روح بھی ابھی کمزور ہوتی ہے۔۔۔ناسمجھی میں جو بھی کام انجام دے ۔۔۔اگر اس کے کاموں کو تنقید، حوصلہ شکنی اور ڈانٹ کا زہر پلایا جائے تو۔۔روح اندر ہی اندر سکڑنا اور جلنا شروع ہو جاتی ہے۔۔۔ایسا بچہ کمتری کا شکار رہتا ہے۔۔۔چڑچڑا پن کی اس فطرت بن جاتی ہے۔۔۔چھوٹے سے چھوٹے کام میں ڈر اور خوف اس کو حرکت تک نہیں کرنے دیتا۔۔۔

نتیجہ:۔۔مستقبل تاریک اور خوفناک۔۔۔۔

ماہر نفسیات کہتے ہیں:

غیر معیاری تنقید نے انسانوں میں اس قدر تباہی مچائی ہے، اتنی تباہی دوسری جنگ عظیم میں بھی نہیں مچی۔۔۔کیونکہ جنگیں تو انسانوں کو جسمانی موت مارتی ہیں۔۔۔جبکہ غیر معیاری تنقیدیں انسانی روحوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔۔۔

جو لوگ روحانی طور پر مردہ ہوتے ہیں، اگر آپ سراغ لگائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ایسوں کو بے جا اور غیر معیاری تنقیدوں نے مردہ کر دیا ہے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اگر بچے کے صاف کاغذ پر محبت، تعریف، حوصلہ افزائی جیسے مضامین لکھ دیئے جائیں۔۔۔اس کے چھوٹے سے کام پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔۔۔بعض اوقات انعامات سے بھی نوازا جائے۔۔۔تو اس کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کی روح کی پرورش بھی جارہی رہتی ہے۔۔۔

نتیجہ:۔۔۔خود اعتمادی اور مستقبل میں نمایاں کارنامے۔

مانیں یا نہ مانیں، یہ دنیا مکافاتِ عمل کا نام ہے۔۔جو دیں گے، وہی ملے گا۔۔۔

اگر ہم کسی کی تعریف نہیں کر سکتے تو اپنی تعریف کی تمنا رکھنا بے وقوفی ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا مفہوم ہے:۔تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا، جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

اگر آپ کو تعریف پسند ہے تو تعریف کیجیے۔۔۔حوصلہ افزائی پسند ہے تو۔۔۔ حوصلہ افزائی کیجیے۔۔۔خوش ہونا پسند ہے تو خوش کیجیے۔۔۔یہ قاعدہ ہر اس کام میں لگ جائے گا جس کی آپ کے دل میں تمنّا ہے۔

بے جا تنقید کر کے تعریف کی تمنّا رکھنا احمقانہ خیال ہے۔۔

نوٹ:

سچے دل سے تعریف کرنا فائدہ مند ہوتا ہے۔۔۔جھوٹے منہ تعریف دھوکہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔۔۔خوشامدی شخص ابتدا میں تو بے وقوف بنا لے گا لیکن جلد لوگ اس کی حقیقت بھانپ لیتے ہیں۔

کیا ہر تنقید بُری ہوتی ہے؟

نہیں۔۔۔ ہر تنقید بُری نہیں ہوتی بلکہ بہت ساری تنقیدیں ضروری بھی ہوتی ہیں۔۔۔ہاں تنقید کا انداز بُرا ہو تو اچھی تنقید بھی بُری بن جاتی ہے۔۔۔مسئلہ یہ ہے کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہمارے ہاں لوگوں کو سرِ عام کسی بیچارے کو ذلیل کرنے میں مزہ آتا ہے۔۔۔پھر اوپر سے یہ جتایا جاتا ہے کہ ہم اس کی اصلاح کر رہے تھے۔۔۔گویا کہ تنقید برائے اصلاح کا یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے۔۔۔ایسی تنقید جس میں کسی کی عزت کی دھجیاں اُڑائی گئی ہو، کو اصلاح کا نام دینا سمجھ سے بالاتر ہے۔۔۔اگر یہی تنقید پوشیدہ طور پر اور اچھے الفاظ کے ساتھ کی جاتی تو ضرور تنقید برائے اصلاح کے زمرے میں شمار ہوتی۔۔۔ایسی تنقید کے نتائج بھی مثبت نکلتے ہیں۔

بعض روایات میں یہ بات ملتی ہے:۔لوگوں کے سامنے کسی کو سمجھانا ایسا ہی ہے جیسے برتن کے نیچے سوراخ کر کے اس میں پانی ڈالنا۔

جتنا مرضی پانی ڈال لیجیے آہستہ آہستہ بہہ جائے گا۔۔۔یونہی سرِ عام تنقید کر کے اصلاح کرنا بھی کوئی فائدہ نہ دے گا۔۔۔لہٰذا تنقید کرنی ہے تو پوشیدہ کیجیے اور بجا تنقید کیجیے۔

اگر تعریف نہیں کر سکتے تو تنقید کیجیے۔۔۔مگر!!!!!!

تنقید کی بیماری بعض لوگوں میں اس قدر سرایت کر چکی ہوتی ہے کہ کسی بھی شخص کے کام میں تنقید کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔۔۔ایسے لوگوں کو گویا کہ تنقید کرنا نشے کی طرح لطف دیتا ہے۔۔۔اگر آپ بھی انھیں میں سے ہیں تو میں کچھ تنقید کی اجازت دیتا ہوں کہ تنقید کیجیے!!!!! بلکہ ضرور کیجیے۔۔لیکن قولی نہیں۔۔۔فعلی۔۔۔

٭ کسی بھی شخص کے کیے ہوئے کام کی بول کر تنقید کرنا۔۔۔باتوں میں اس کی خامیاں نکالنا۔۔۔عیب بتانا۔۔۔تنقید قولی کہلاتا ہے۔۔۔

٭ کسی کے کیے ہوئے کام سے اچھا کام کر کے دکھانا تنقید فعلی کہلاتا ہے۔۔۔۔

لہٰذا اگر آپ کا تنقید کے بغیر گزارا نہ ہو رہا ہو تو۔۔تنقیدِ فعلی کر کے تنقید کا حق ادا کیجیے۔۔۔

ایک مصور نے تصویر بنائی۔۔۔اس کو سرِ عام سڑک پر لٹکا دیا۔۔اور ساتھ ہی نوٹ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

لکھ دیا: اگر اس میں کوئی غلطی ہے تو نشاندہی کر دیجیے۔

اگلے دن اس کی بنائی ہوئی تصویر کی کوئی جگہ بھی نشان سے خالی نہ تھی۔۔۔

دوسری مرتبہ اس نے تصویر بنا کر سڑک پر لٹکا دی۔۔۔نوٹ لکھ دیا: اس تصویر میں اگر کوئی کمی رہ گئی ہو تو درست کر دیجیے گا۔۔۔شکریہ۔۔۔

صبح جب آ کر دیکھا تو۔۔۔کسی نے اس کی تصویر کو چھیڑا بھی نہ تھا۔۔۔

ایک دفعہ میرے ایک جاننے والے نوجوان نے پاکستان میں چلنے والی ایک مذہبی جماعت (جو چند سالوں سے دنیا کے اکثر ممالک میں تبلیغ دین کے لیے سرگرم ہے) پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ لوگ بس نام کا ہی کام کر رہے ہیں۔۔۔ان کا کوئی بھی کہیں کام نہیں ہے۔۔اس کا دوست میرے پاس اسے لے کر آیا کہ فرحان بھائی آپ اسے سمجھائیں!!!! میں نے بحث کرنے کی بجائے اسے کہا:۔۔۔آپ نوجوان ہیں۔۔ابھی عمر ہی کتنی ہے آپ کی۔۔۔ایسا کیجیے، آپ اپنی ایک تحریک بنائیں اور ان سے اچھا کام کر کے دکھائیں ۔۔۔اس کے جواب میں سوائے ہنسی کے اُن کے پاس کچھ نہ تھا۔۔۔

اگر آپ کو کسی کا بیان اچھا نہیں لگتا تو۔۔۔اس سے اچھے مقرر بن کر تنقید کیجیے۔۔۔ اگر آپ کو کسی کا اِدارہ پسند نہیں ہے۔۔۔تو اس سے اچھا اِدارہ بنا کر تنقید کا حق ادا کیجیے ۔۔۔اگر آپ کو کسی کی کتاب میں خرابیاں اور کمیاں نظر آتی ہیں تو اس سے اچھی کتاب لکھ کر تنقید کرنے کا سرٹیفکیٹ حاصل کیجیے۔۔۔اگر ایسا نہیں کر سکتے تو۔۔۔ایک چپ سو سکھ!!!!

خلاصہ:۔۔۔گفتگو میں سچے تعریفی الفاظ استعمال کیجیے۔۔۔تنقید سے پرہیز کیجیے۔۔۔اگر زیادہ دل کرے تو تنقید فعلی کیجیے۔

اپنی غلطی کا اعتراف کیجیے:

اسلامی سال کی ابتدا اور انتہا قربانیوں پر ہوتی ہے۔۔یکم محرم الحرام کو امیر المومنین

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔۔۔دس محرم الحرام کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔۔۔ایک سال بعد مدینہ اور مکہ کی سرزمین پر خون کی ندیاں بہائی گئیں۔۔۔اور آگے چلتے جایئے تو۔۔۔ہلاکو خان کے ہاتھوں عراق کی اینٹ سے اینٹ بجائی گئی۔۔۔بڑوں، بوڑھوں، بچوں کو ذبح کر دیا گیا۔۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد برطانیہ کے سامراج نے ہندستان کے لاکھوں مسلمانوں اور ہندوؤں کو قتل کر دیا۔۔۔کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ شہر دہلی کی کسی بھی گلی میں انسانی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔۔۔درختوں کے تنوں پر لاشیں چمگادڑوں کی طرح اُلٹی لٹکی دکھائی دیتی تھیں۔۔۔۱۹۴۷ء میں پاکستان کے بننے کے وقت بھی دس لاکھ کے لگ بھگ مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔۔۔دوسری جنگ عظیم میں جاپان کے شہر ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر جشن منایا گیا۔۔۔ہر سال، ہر دن فلسطین کی سرزمین پر عزت، مال اور جان کی دھجیاں اُڑائی جاتی ہیں۔۔۔

جارج ڈبلیو بش صاحب نے ہلاکو خان کا ریکارڈ عراق کی سرزمین پر ہی توڑا۔۔۔ اب ذرا نیچے چلیے!!!!دنیا بھر میں آئے دن گلی بازاروں میں قتلِ عام کا سلسلہ رہتا ہے۔۔ کسی کا پرس چھن جاتا ہے۔۔۔کسی کی گاڑی ہتھیا لی جاتی ہے۔۔اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے ۔۔۔کہ بم بلاسٹر بٹن دبانے سے دو سکینڈ پہلے پکڑ لیا جاتا ہے۔۔۔

ایسے مجرموں میں سے جب کسی کو پکڑ لیا جائے اور اس سے پوچھا جائے تو۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسو نکالتے ہوئے۔۔۔منہ صاف کرتے ہوئے ایک جیسا جواب ہی ملے گا۔۔۔

میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔ میں نے جو کیا بھلائی کے لیے کیا،۔۔۔ میں مجبور تھا۔۔۔!!!!!!

سابق وزیر اعظم شریف صاحب کی گفتگو سنی جائے۔۔۔انتہائی شریفانہ لہجے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میں۔۔۔ ماتم کرتے ہوئے یہی نغمہ گنگناتے جیل کی سلاخوں کے پیچھے چلے گئے۔۔ مجھے کیوں نکالا؟۔۔۔ میرا قصور کیا ہے؟۔۔۔ ممتاز قادری کو اغیار کے کہنے پر پھانسی دے دی گئی۔۔۔ ختم نبوت کے قانون میں چوری چھپے ترمیم کرنے کی کوشش کی گئی۔۔۔ اپنی فیکٹریوں میں۔۔۔ رآ (Raw)۔۔ کے ایجنٹوں کو پناہ دی گئی۔۔۔ لاکھوں کروڑوں کی کرپشن کے بعد۔۔۔ چھوٹے سے احتساب پر ہی۔۔۔۔ میرا کوئی قصور نہیں، پتا نہیں کیوں میرے ساتھ یہ سب کیا جارہا ہے۔۔۔؟؟؟

بڑے سے لے کر بچے تک۔۔۔ جب بھی کسی کام میں پوچھ گچھ کی جائے تو جواب: میرا کوئی قصور نہیں، میں نے یہ نہیں کیا۔۔۔ اس کی غلطی ہے۔۔۔ اس نے ہی مجھے ایسا کرنے کو بولا تھا۔

انسان کی فطرت میں تکبر کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔۔۔ جب بھی اس پر کوئی انگلی اُٹھائے یا اعتراض کرے، فوراً دفاع شروع کر دیتا ہے۔۔ پھر یہ دفاع ایک گفتگو کی جنگ کو چھیڑ دیتا ہے، جس کی انتہا تعلقات کی کشیدگی سے لے کر لڑائی جھگڑے تک بھی چلی جاتی ہے۔۔۔ دنیا میں بہت کم لوگ ایسے پائے جاتے ہیں جو اپنی غلطی کا دفاع کرنے کی بجائے اپنے اوپر کی جانے والی تنقید کو قبول کرتے ہوئے معذرت کرتے ہیں۔۔۔ ایسے لوگ ہی دوسروں کی آنکھوں کا تارا بنتے ہیں۔۔۔ جب آپ کی گفتگو میں اپنی غلطی اور جرم کا اعتراف پایا جائے گا تو۔۔۔ لوگوں کے دلوں میں آپ کے لیے پایا جانے والا غصہ اور نفرت محبت میں بدل جائے گی۔

ڈیل کارنیگی نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے، جس کو میں مختصراً لکھتا ہوں۔۔۔

ڈیل ایک دفعہ اپنے چھوٹے کتّے کو لے کر آؤٹنگ کے لیے گیا۔۔۔ اس نے کتّے کے گلے سے زنجیر کھول دی۔۔۔ تاکہ کتّا اپنی مرضی سے اِدھر اُدھر ٹہل سکے۔۔۔۔ درختوں سے بھرے جھنڈ والے اس علاقے میں جانوروں کو کھُلا چھوڑنے پر پابندی تھی کہ کسی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ٹورسٹ کونقصان نہ پہنچادے۔۔۔لیکن ڈیل کے پستہ قد کتّے نے کسی کو کیا کاٹنا تھا۔۔۔
اچانک ایک پولیس مین اپنے گھوڑے پر سوار اس طرف نکل آیا۔۔اس نے جب ڈیل کو متنبہ کیا تو ڈیل اپنی غلطی کا دفاع کرنے میں مگن ہوگیا۔۔۔اوّل یہاں تو کوئی ٹورسٹ نہیں ہے۔۔۔ثانی۔۔۔پستہ کتّا کسی کو کیا نقصان پہنچائے گا۔۔۔پولیس مین نے سختی سے وارننگ دیتے ہوئے چھوڑ دیا۔۔۔

چند دن بعد وہی ڈیل۔۔۔وہی کتّا۔۔اور وہی علاقہ۔۔۔دوبارہ ڈیل نے قانون توڑتے ہوئے کتّے کو چھوڑ دیا۔۔۔کیونکہ کتّا زنجیر میں بندھے رہنے کو پسند نہ کرتا تھا۔۔۔
تھوڑی دیر بعد وہی پولیس مین سامنے۔۔۔ڈیل نے فوراً اس کے پاس جاتے ہوئے کہا:
۔۔۔۔ارے واہ۔۔۔آج پھر آپ نے مجھے میرے کتّے کے ساتھ رنگے ہاتھوں قانون شکنی کرتے ہوئے پکڑ لیا۔۔۔!!!! آج تو ہمیں سزا مل کر رہے گی!!!

پولیس مین:۔۔۔نہیں، ایسی کوئی بات نہیں! مجھے پتا ہے کہ جانور بھی آزادی چاہتے ہیں۔۔اور ویسے بھی یہاں لوگ کم ہی ہوتے ہیں، جنھیں اس کتّے سے نقصان کا اندیشہ ہو۔۔۔آپ اس کو یہاں آزاد چھوڑ سکتے ہیں۔۔۔۔

اگر آپ غور کریں تو قدرت کے نظام کو بہت ہی عجیب اور انوکھا پائیں گے۔۔۔
عاجزی اور انکساری میں انسان کی عزت ہے اور تکبّر میں انسان کی ذلت۔۔۔کسی انسان کی تنقید یا نکتہ چینی پر اگر آپ اپنا دفاع شروع کر دیں گے۔۔۔اپنی غلطی اور نقصان کو ماننے سے بالکل انکار کر دیں گے، تو دوسرا شخص مسلسل آپ پر چڑھنے کی کوشش جاری رکھے گا۔۔۔
اس کے برعکس اگر آپ اپنی غلطی تسلیم کر لیتے ہیں اور سرِ عام شرمندگی کا اظہار کرتے ہیں۔۔۔تو آپ پر تنقید کرنے والا شخص اُلٹا آپ کا دفاع کرنے لگ جاتا ہے۔۔۔
ڈیل کے واقعے سے یہ بات بھی پتا چلی کہ جب ہم اپنے آپ پر خود ہی تنقید کرنا شروع کر دیں تو دوسرے لوگ ہمارا دفاع کرنے لگ جاتے ہیں۔۔۔ایسا کیوں ہوتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے؟؟؟اس کا جواب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

من تواضع للہ رفعہ اللہ ۔۔۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ۱۳۰۶۷ حدیث)

جو اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند فرما دیتا ہے۔۔۔

جب انسان اللہ کی رضا چاہتے ہوئے سچے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت سے نواز دیتا ہے۔

ایک مصور مختلف اداروں کے لیے تصاویر بنایا کرتا تھا۔۔۔جب وہ اپنی تصویر لے کر گاہکوں کے پاس جاتا تو بعض گاہک بڑی بے رحمی سے اس کی بنائی گئی تصاویر کے عیب نکال دیتے اور سخت طریقے سے تنقید کرتے۔۔۔مصور جل بھن کر وہاں سے نکل آتا۔۔۔اس نے جب اپنی غلطی کے اعتراف کا اُصول جانا تو اگلی بار ان گاہکوں کے پاس گیا۔۔۔جب انھوں نے خامیاں بتانی شروع کیں۔اُس نے کہا:۔۔آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔۔۔بالکل ان میں یہ یہ کمیاں پائی جاتی ہیں۔۔۔میں اپنے سیمپل واپس لے جاتا ہوں۔۔۔

گاہک:۔۔نہیں!اس طرح کی کمیاں تو نہیں ہیں جن کی وجہ سے انہیں واپس کیا جائے۔۔۔اگر دیکھا جائے تو غلطیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔۔۔ہم ان تصاویر کو خرید لیتے ہیں،ان سے ہمارا کام چل جائے گا۔۔۔

مصور جب اپنی تنقید خود ہی کرنے لگا تو دوسرے تنقید کرنے والوں نے اس کا دفاع شروع کر دیا۔۔۔

آپ کوئی بھی کاروبار کرتے ہیں یا کسی جگہ نوکری کرتے ہیں۔۔اگر چاہتے ہیں کہ آپ کے گاہک پکّے ہوں۔۔۔لوگ آپ سے ہی مال خریدیں تو ان کی سنیں اور ان کی بیان کردہ خامیوں کو کھلے دل سے تسلیم کرتے ہوئے معافی مانگیے!!!!!یقین جانیے عزت بھی بڑھے گی اور کاروبار بھی چمکے گا۔۔۔ ہاں اگر آپ کو اپنے گاہک بھگانا پسند ہیں اور آپ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

چاہتے ہیں کہ لوگ آپ سے دور بھاگیں تو۔۔۔اپنا دفاع جاری رکھیں۔۔۔

خلاصہ:۔۔۔اپنی گفتگو کو اچھا بنانے کے لیے بہانے بازی سے کام لینے کی بجائے سچے دل سے اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور معافی مانگیں۔۔

شکر گزاری:

احسان کا بدلہ احسان تو ایک قانونِ فطرت ہے۔۔۔اگر محسن کی ذات اتنی اعلیٰ ہو کہ انسان اس کے احسان کا بدلہ نہ چکا سکتا ہو تو کم از کم احسان کا شکریہ ادا کرنے کو عقل بھی ضروری قرار دیتی ہے۔۔۔ہر وہ جسم جس میں روح پائی جاتی ہے، اس پر احسان کرنے والی دو طرح کی ذوات ہو سکتی ہیں۔۔۔خالق۔۔۔اور۔۔۔مخلوق۔۔۔

خالق کائنات نے بنی نوع انسان پر جو احسانات کیے ہیں، ان کا شمار کرنا کسی بھی مخلوق کے بس میں نہیں۔۔۔انسان کی پیدائش سے لے کر اس کی موت تک۔۔پانی سے خون بننے اور خون سے ایک عجیب غریب انجن بننے تک۔۔۔جس میں ذرا سی خرابی آجائے تو زندگی موت بننے لگے۔۔۔پھر اس خرابی کو دور کرنے کے لیے خود ہی بوٹیاں اُگائی اور انسان کو عقل بھی دی کہ غور کر اور مرض کا علاج بھی تلاش کر۔۔۔کھانے کو دیکھیے تو۔۔۔ایک دانا مٹی میں گیا، اس کو پانی لگا۔۔۔وہ نرم نازک کونپل کے ساتھ زمین سے نکلا۔۔۔کچھ ماہ میں بڑا ہوا۔۔۔ایک پودے میں کئی سٹے۔۔پودے کی کٹائی۔۔۔دانے نکال کر پیسے گئے۔۔۔آٹا بنا۔۔۔پانی سے گوندا گیا۔۔آگ پر پکایا گیا۔۔۔روٹی بنی۔۔تب نوالا ہاتھوں کی مدد سے منہ میں۔۔۔دانتوں نے پیس کر۔۔تھوک سے ملا کر اندر ڈالا۔۔۔نالیوں کے راستے معدے میں۔۔۔خون کے ڈپارٹمنٹ کو جتنی ضرورت اتنا لے لیا۔۔۔گوشت والے نے بھی بوٹی بنا ڈالی۔۔۔سر کے بالوں۔۔جسم کے رونگٹوں۔۔ناخنوں۔۔۔پیٹ کی بھوک۔۔۔اعضا کی کمزوری۔۔۔آنکھوں کی تازگی۔۔ٹانگوں کی حرکت۔۔۔بولنے کی طاقت۔۔۔ہڈیوں کے غدود وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔سب نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اس روٹی سے حصہ لے لیا۔۔۔باقی بچا کچا مال۔۔۔نکلنے کا بھی بندوبست۔۔۔روٹی اندر نہ جائے سارا نظام خراب۔۔۔۔اندر چلی گئی سب نے حصہ لے لیا۔۔۔اضافی باہر نہ نکلے تو پھر کام خراب۔۔۔باہر نکلی۔۔۔اٹکی جان کو سکون آیا۔۔

یہ اس مالکِ کائنات کے کروڑوں احسانات میں سے ایک احسان کی ریت کے ذرّے جتنی جھلک ہے۔۔۔۔

گننے کی تمنا کسے؟؟؟ شمار کی طاقت کسے؟؟؟ کون سا آلہ ہے جو گن سکے۔۔۔۔

خود ہی اعلان فرمادیا:۔۔۔۔

وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡھَا ؕ

اور اگر اللہ کی نعمتیں گِنو تو انہیں شمار نہ کرسکو گے۔۔

گن کون سکتا ہے۔۔۔کوئی نہیں۔۔۔کس کے بس میں ہے گننا۔۔ہاں۔۔۔خود ہی ارشاد فرمادیا۔۔۔

فَاَمَّا الۡاِنۡسَانُ اِذَا مَا ابۡتَلٰىہُ رَبُّہٗ فَاَکۡرَمَہٗ وَ نَعَّمَہٗ ۙ فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَکۡرَمَنِ ۝

لیکن آدمی تو جب اسے اس کا رب آزمائے کہ اس کو جاہ اور نعمت دے جب تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزّت دی۔۔۔

وَ اَمَّاۤ اِذَا مَا ابۡتَلٰىہُ فَقَدَرَ عَلَیۡہِ رِزۡقَہٗ ۙ فَیَقُوۡلُ رَبِّیۡۤ اَہَنَنِ ۝

اور اگر آزمائے اور اس کا رزق اس پر تنگ کرے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے خوار کیا۔۔۔

دماغ پاس ہونے کے باوجود انسان بھول جاتا ہے۔۔۔کنجوسی اور شیخی کا حال کیا کہنا۔۔۔نعمتوں کے ٹھاٹھے مارتے سمندر میں رب تعالیٰ امتحان کے لیے اگر دو چار نعمتیں چھین لے تو۔۔ماتم شروع کر دیتا ہے۔۔۔دماغ گٹ ہو جاتا ہے۔۔۔ہائے فلاں چیز

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

جاتی رہی۔۔۔ہائے بھوکا مر گیا۔۔۔میرا کاروبار اُجڑ گیا۔۔معاذ اللہ اس خالق کی ذات پر اعتراض کر بیٹھتا ہے۔۔۔کفر اور ناشکری کے گہرے سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔۔۔۔

اس سونے مالک کی رحیمی تو دیکھو!!!! کریمی تو دیکھو!!! پھر بھی انسان کو بار بار یاد دلاتا ہے۔۔۔۔

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ

اے جنّ اور انسان تم اپنے ربّ کی کون کون سے نعمت کو جھٹلاؤ گے۔۔۔

پھر مولا تعالیٰ ایک فیصلہ فرما دیتا ہے۔۔۔شکر گزار اور ناشکرے کے لیے۔۔۔۔

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۔

اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا۔۔۔اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے۔۔۔۔

سبحان اللہ!!!!!!! خود ہی نعمتیں عطا فرمائی۔۔۔خود ہی اُصول دے دیا۔۔۔اگر تم شکر کرو گے۔۔۔تو میں تمہیں اور دوں گا۔۔۔ضرور دوں گا۔۔۔ پکّی بات ہے۔۔۔۔ خیال میں بھی مت لانا کہ شکر گزاری سے کمی ہو گی۔۔۔نا۔۔نا۔۔۔لا زیدن کا۔۔لام۔۔ ضرور کے لیے۔۔۔۔ازیدن کا نون بھی۔۔۔ضرور کے لیے۔۔۔اور (ّ) تشدید بھی ضرور کے لیے۔۔۔۔

اگر ناشکری کرو گے۔۔۔مر گیا۔۔۔مک گیا۔۔۔بھوک ختم نہیں ہوتی۔۔۔آج تک ملا ہی کیا ہے؟۔۔۔ایسے ماتم کے بدلے میں عذاب۔۔۔

ایک بزرگ یونس بن عبید رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آ کر اپنے حالات اور تنگ دستی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کا رونا رونے لگا۔۔۔ (حالات بہت خراب ہیں۔۔۔مال کم ہے۔۔کچھ پاس نہیں ہے۔۔)

یونس بن عبید: جس آنکھ سے تم دیکھ رہے ہو۔۔۔کیا اس کے بدلے میں دس لاکھ درہم تمہیں قبول ہیں۔۔۔

شخص: نہیں!!!!

یونس بن عبید: چلو!!!ایک ہاتھ کے بدلے ایک لاکھ؟؟؟

شخص:۔۔۔نہیں جناب (ہرگز نہیں)

یونس بن عبید:۔۔۔چلو پاؤں کے بدلے سہی؟

شخص:۔۔نہیں!!!!!!!!!!

یونس بن عبید: میں تو تمہارے پاس لاکھوں کی چیزیں دیکھ رہا ہوں۔۔۔اور تم محتاجی کا رونا رو رہے ہو؟؟ (تعجب ہے!!)

حدیث پاک کا مفہوم ہے: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو شکر کی توفیق دیتا ہے تو اس کی نعمت میں اضافہ فرماتا ہے کیونکہ اس کا فرمان ہے:۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور تمہیں اور دوں گا)

شکر گزاری سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔۔دوسرے لفظوں میں یوں کہہ لیجیے۔۔۔

شکر گزاری کرنے سے دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔۔۔

یہ ایسا قانونِ فطرت ہے جس کو گورے بھی ماننے پر مجبور ہیں۔۔۔۔ایم۔آر۔کوپ۔میئر نے اپنی کتاب میں اس قرآنی اُصول کو یقین کے درجے میں رکھ کر بیان کیا ہے۔۔۔کہتا ہے:۔۔۔

کامیابی کے لیے جذبۂ تشکر انتہائی ضروری ہے۔۔۔بلکہ یہ کہنا ضروری ہوگا کہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کامیابی (۱) کے لیے جذبۂ تشکر شرط ہے۔۔۔شکر گزاری ایک ایسی طاقت ہے جو کامیابی کو اپنی طرف کھینچ لاتی ہے۔۔۔۔شکر گزاری ایک انسانی وصف ہے۔۔ایک پُرخلوص اور عاجزانہ جذبہ ہے۔آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ آپ اس کا شکر ادا کریں۔۔اس جذبے کو مختصر یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ زندگی ایک بیش بہا نعمت ہے اور ہزارہا دُکھوں اور پریشانیوں سے بھری ہونے کے باوجود شاندار ہے۔۔۔اور ہمیں اس نعمت کے لیے خالقِ کائنات کا شکر ادا کرنا چاہیے۔اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔۔

مزید لکھتا ہے:۔۔

قانونِ کثرت کا تعلق شکر گزاری سے ہے۔۔۔اس قانون کے تحت جوں جوں آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور مہربان ہستیوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔۔۔آپ کی دولت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔۔۔آپ ہر مقصد میں کامیاب ہوتے چلے جاتے ہیں۔۔۔یہی وجہ ہے کہ اسے (شکر گزاری کو) قانونِ کثرت کہا جاتا ہے۔۔۔۔اگر آپ اپنے ہر مقصد میں کامیابی چاہتے ہیں تو اس قانون پر عمل کرتے رہیں۔

گفتگو کا نتیجہ اور نچوڑ:۔۔اگر کامیابی چاہیے۔۔۔تو اچھی باتوں کے ذریعے صدقہ کرو۔۔۔اچھی باتیں کرنی ہے تو۔۔۔رب تعالیٰ کا ہر حال میں شکر ادا کرو!!!!!!

لوگوں کا شکریہ ادا کیجیے:

ہمارا اپنے خالق اور مالک کا سچے دل سے شکر ادا کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے، وہ اللہ ہی کی عطا اور تحفہ ہے۔۔۔نہ اس میں ہماری کوئی کوشش ہے۔اور نہ ہی ہم ان تحفوں کو شمار کر سکتے ہیں۔۔۔بلکہ ہمیں تو یہ سب بن مانگے دیا گیا ہے۔۔۔جو ہمیں ملا ہے، عقل شعور، دماغ، ہاتھ پاؤں وغیرہ۔۔۔ان کے ذریعے ہم دنیا میں

(۱) خوش گوار زندگی کے لیے شکر گزاری ایک مکمل اُصول کی حیثیت رکھتا ہے۔جبکہ ہم اس اُصول کے تحت یہاں ذکر کر چکے تو دوبارہ اس پر مستقل کلام نہیں کیا جائے گا۔۔۱۲ منہ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اور نعمتیں حاصل کرتے ہیں۔۔۔اس پر مزید کرم دیکھیے!!!!۔۔ساتھ اللہ نے وعدہ بھی کر دیا کہ شکر کرتے رہو۔۔اور ملتا رہے گا۔۔۔سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے شکر گزار بندے سے خوش ہوتا ہے۔۔۔اور اس سے راضی ہو جاتا ہے۔۔

ایسا ہی معاملہ مخلوق کا بھی ہے۔۔۔انسان کا دوسرے انسان سے پالا پڑنا ضروری امر ہے، جس کے بغیر جینا ممکن نہیں۔۔۔یوں ایک دوسرے کی مدد اور احسان کا سلسلہ بھی چلتا رہتا ہے۔۔۔ان تعلقات اور کنیکشنز کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ خوشگوار اور فائدہ مند بنانے کے لیے دوسروں کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔۔۔اس شکر گزاری کے متعلق تو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں تک فرما دیا:۔

مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ۔۔۔ (ترمذی)

جو بندہ لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔۔

فطرت کا تقاضا ہے کہ جب انسان پر کوئی احسان کرے تو یہ بدلے میں احسان کرے۔۔۔ مال کے بدلے مال، علم کے بدلے علم، مدد کے بدلے مدد۔۔لیکن یوں برابری میں بدلہ دینا ایک مشکل بات ہوتی ہے۔۔۔اور کبھی انسان کو بھلائی کا بدلہ کام کی صورت میں دینے کا موقع بھی نہیں ملتا۔۔۔یا ہمارے پاس اس جیسا بدلہ دینے کی طاقت نہیں ہوتی تو ان احسانات کا سب سے کم درجہ بدلہ کے احسانات کو مانتے ہوئے منہ سے شکریہ ادا کرنا ہے۔۔۔

جو اپنے محسنوں کا منہ سے بھی شکریہ ادا نہ کرتا ہو، اس قابل ہی نہیں کہ اس پر احسان کیا جائے کیونکہ احسان کے بدلے میں منہ سے بھی شکریہ ادا نہ کرنا احسان فراموشی، کنجوسی اور تکبر کی علامت ہے۔۔۔جو لوگوں کا شکر گزار نہ ہو، وہ ربّ تعالیٰ کا شکر گزار کیسے بن سکتا ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

شکریہ کب ادا کیا جائے؟؟

یاد رکھیے! ہمیں روزانہ شکرگزاری کے بے شمار مواقع ملتے ہیں۔۔صبح اُٹھ کر سب سے پہلے ربّ تعالیٰ کا شکریہ (نماز)۔۔۔ناشتہ ملنے پر ماں یا بیوی کا شکریہ۔۔بیگ دینے والے۔۔۔گیٹ کھولنے والے۔۔۔گاڑی میں سوار کرنے والے۔۔۔دکاندار سے سودا لینے کے بعد۔۔۔فون پر بات کرتے ہوئے۔۔اپنے استاد، پروفیسر یا شاگرد سے مدد لینے کے بعد۔۔۔کاپی پنسل استعمال کرنے کے بعد۔۔۔الغرض ہر وہ ادنیٰ سا ادنیٰ کام جس میں کسی نے آپ کی مدد کی ہو، اس میں شکریہ ادا کیا جا سکتا ہے۔۔۔

جب ہم کسی کو شکریہ کہتے ہیں تو اس کا اثر فوراً ہماری ذات سے ہوتا ہوا دوسرے کی ذات پر پڑتا ہے۔۔۔شکریہ ادا کرنے میں عاجزی انکساری کا پہلو بالکل نمایاں ہوتا ہے۔۔انسان میں موجود شیطانی نفس تکبّر کو پسند کرتا ہے۔۔اسی تکبّر کی وجہ سے ہمارے منہ پر بارہ بج جاتے ہیں۔۔۔جس وقت ہم کسی کا شکریہ ادا کرتے ہیں تو ہمارے منہ سے نکلنے والا لفظ چھری کی طرح تکبّر کو کاٹتا ہے اور اسی لمحہ عاجزی اور انکساری دل میں جگہ لے کر ایک عجیب سکون مہیا کرتی ہے، جس کا لطف جسم اور روح دونوں کو ملتا ہے۔۔۔۔منہ پر بارہ بجنے کی بجائے روح کو صبح چار بجے چلنے والی ٹھنڈی ہوا کی سی راحت ملتی ہے۔۔۔وہ راحت روح کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کے لیے بھی بے حد مفید ثابت ہوتی ہے۔۔۔

آپ کے شکریہ کے الفاظ جب دوسرے انسان کے کانوں میں جاتے ہیں تو سیدھا اس کے دل کو چھوتے ہیں۔۔۔شکریہ۔۔بظاہر۔۔ش۔۔ک۔۔ر۔۔۔ی۔۔ہ۔۔حروف پر مشتمل ہے۔۔۔مگر جب ہم گہرائی میں دیکھتے ہیں تو۔احسان کا بدلہ، حوصلہ افزائی اور آپ کے محسن کی تعریف بھی اس میں شامل ہے۔۔۔اور میں یہ بتا چکا ہوں کہ تعریف روح کو ایسے پروان چڑھاتی ہے جیسے خوراک جسم کو۔۔۔اور۔۔۔شکریہ جیسے جادوئی لفظ سنتے ہی دکان دار، یا ڈیلر، یا دن بھر مزدوری کرنے والے کی تھکن اور دُکھ فوراً ختم ہو جاتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔۔۔اور اس کے دل میں آپ کی محبت جگہ لینے لگتی ہے۔۔۔اگر وہ منہ چڑھا کر آپ کا کام کر رہا ہوگا تو اس کے منہ کے تاثرات، ایکسپریشن بھی۔۔مسکراہٹ۔۔۔میں بدل جائے گا۔۔۔تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ احسان کرنے والے کے ساتھ دوبارہ جب بھی آپ کو واسطہ پڑے گا اس پہلے شکریہ کی وجہ سے وہ مزید آپ پر احسانات کرنے کی کوشش کرے گا۔۔۔

اجتماعی شکر گزاری:

شکر گزاری کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جس نے آپ پر احسان کیا۔۔۔آپ کو پڑھایا ہے۔۔یا آپ کی کسی بھی طرح مدد کی۔۔۔آپ کے پروجیکٹ کو مکمل کرنے میں معاونت کی ہے۔۔۔جس طرح آپ اپنے کام کا لوگوں میں چرچا کرتے ہیں، اسی طرح ان محسنوں اور مددگاروں کا بھی ذکر کریں۔۔۔نا کہ سارے کام کا سہرا اپنے سر لے کر دوسروں کی، کی گئی مدد کو پشت پیچھے پھینک دیں!!!!۔۔۔ایسا کام وہی شخص کرتا ہے جس کی سوچ انتہائی کمتر سطح کی ہوتی ہے۔۔۔جو شہرت اور ناموری کا بھوکا ہوتا ہے۔۔۔اس کا نقصان یہ ہوتا کہ اس کے معاونین ساری زندگی اس پر لعن طعن کرتے اور بد دعاؤں سے نوازتے رہتے ہیں۔۔۔

ایک نوجوان لڑکی نے ایک پروجیکٹ پر کام کرنا شروع کیا۔۔اس کی ٹیم میں دس بارہ افراد شامل تھے۔۔۔پروجیکٹ مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ اتنا کامیاب ہوا کہ اُس لڑکی کو ایوارڈ دیا جانے لگا۔۔۔بھری محفل میں اُس سے سوال کیا گیا کہ آپ نے یہ کام کیسے مکمل کیا؟۔۔۔لڑکی اپنی ٹیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی: میری کوئی محنت نہیں، یہ سب ان ساتھیوں کی مدد کی وجہ سے ہے۔۔۔اگر یہ نہ ہوتے تو میں کبھی بھی یہ کام مکمل نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ٹیم کی آنکھوں میں خوشی اور دل سے دعاؤں کا دریا بہنا شروع ہو گیا۔۔۔

نئے جذبے اور اُمنگ سے نئے پروجیکٹ پر کام شروع!

ذرا رُکیے!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اگر لڑکی یہ بیان دیتی۔۔۔میں نے دن رات بہت محنت کی ہے۔۔بہت سر کھپا کر بغیر کسی کی مدد سے اکیلے اس پروجیکٹ کو مکمل کیا ہے تو۔۔۔یہ اس کی زندگی کی پہلی اور آخری کامیابی ثابت ہونی تھی۔۔

ایک دفعہ سوشل میڈیا پر ایک ویڈیو کا ٹائٹل دیکھ کر حیران ہو گیا۔۔۔محسن پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر خان صاحب نے سچ اُگل دیا کہ میں نے ایٹم بم نہیں بنایا!!!

ویڈیو چلی۔۔۔اور ڈاکٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ایٹم بم میں نے نہیں بنایا بلکہ یہ تو میرے طلبا اور ساتھیوں نے بنایا ہے اور میں نے تو بس ان کی مدد کی ہے۔۔۔ہمارے ہاں حال یہ ہے کہ اعلیٰ ظرف لوگوں کی طرح شکریہ کرنا تو دور کی بات بلکہ ان کا شکریہ سمجھنے کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے۔۔۔

شکر گزاری کے مؤثر الفاظ:

شکر گزاری کے لیے جتنے مؤثر الفاظ استعمال کیے جائیں گے، اتنا ہی زیادہ فائدہ حاصل ہو سکے گا۔۔۔زبانوں اور علاقوں کے مختلف ہونے کی وجہ سے شکر گزاری کے الفاظ بھی مختلف ہوتے ہیں۔۔۔اور جہاں دو تین زبانوں کا استعمال عام ہو، وہاں انسان اپنے تجربے سے شکر گزاری کے مؤثر کن الفاظ جان سکتا ہے۔۔۔

پاکستان میں شکر گزاری کے استعمال ہونے والے عمومی الفاظ:۔۔۔

مہربانی۔۔۔شکریہ۔۔۔جزاك الله خيرا۔۔۔THANKS۔۔۔

میرے مشاہدے کے مطابق پاکستان میں۔۔۔شکریہ اور جزاک اللہ خیرا، شکر گزاری کے مؤثر کن الفاظ ہیں۔۔۔ان الفاظ کے ذریعے شکریہ کرنے کا اثر دوسرے لفظوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔۔۔جزاک اللہ خیرا، احسان کے بدلے میں ایک دعا ہونے کے ساتھ ساتھ شکریہ کا لفظ بھی ہے۔۔۔اور ظاہری بات ہے کہ جب آپ کسی کے لیے دعا کریں گے تو اسے خوشی ہوگی، وہ اپنے دل میں آپ کے لیے جگہ بنا لے گا۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

خلاصہ:۔۔اپنی گفتگو کو اچھا بنانے کے لیے اس میں شکر گزاری کے الفاظ ملا لیجیے!

دوسروں کا حال پوچھیے!

اگر ہم پاکستان میں فون پر ہونے والی بات چیت کا یومیہ ریکارڈ حاصل کریں۔ بلاشبہ سب سے زیادہ بولا جانے والا لفظ۔۔میں ۔۔ہوگا۔فطری طور پر ہر انسان کو اپنی ذات سے محبت ہوتی ہے۔۔۔وہ ہر جگہ اپنی ذات کو ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔۔۔اسکول، کالج یا خاندان کے ساتھ بنائی گئی گروپ فوٹو جب آپ دیکھتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کو اپنی ذات نظر آتی ہے ۔۔میں کیسا لگ رہا ہوں؟؟۔۔۔رزلٹ لسٹ یا کسی بھی فارم پر درج ناموں میں سب سے پہلے ہم اپنا نام تلاش کرتے ہیں۔۔۔جب دو بندے ملاقات کرتے ہیں تو ان کی گفتگو میں بھی بکری کی طرح مَیں مَیں کا ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔۔۔اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟؟۔۔۔دوستوں کی کمی، عدم اعتمادی اور معاشرے میں عام سی زندگی۔۔۔

صوفیہ کرام میں سے بعض کی عادت تھی کہ وہ لفظ۔۔میں ۔۔۔کو پسند نہیں کرتے تھے۔۔اس میں خود غرضی اور خود پسندی پائی جاتی ہے۔۔۔جب بکری کی مَیں مَیں سننا ہم پسند نہیں کرتے، تو ہماری مَیں مَیں سننا کوئی کیوں پسند کرے گا؟

زندگی میں کچھ لوگ یاد رہ جاتے ہیں۔۔۔بعض اچھی عادات اور تعلقات کی وجہ سے اور بعض بُری۔۔۔اپنے آپ سے محبت قدرتی طور پر پائی جاتی ہے لیکن کچھ لوگوں کی محبت درجۂ عشق تک پہنچ جاتی ہے۔۔۔جن سے آپ کے ساتھ ساتھ دیگر لوگ اس طرح دور بھاگتے ہیں جیسے بجلی کی ننگی تار سے۔۔۔ایسے لوگ چلتے پھرتے اپنے فضائل و کمالات بتانا شروع کر دیتے ہیں۔جو بندہ مَیں مَیں۔میں مگن رہتا ہے ہم اسے دیکھتے ہی کنی کترانا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

شروع کر دیتے ہیں کہ اس نے بس اپنی تعریفیں ہی کرنی ہے۔۔۔وہ بیچارہ یہ سمجھتا ہے کہ مَیں مَیں سے مَیں خود کو لوگوں میں منوالوں گا جبکہ لوگ اس کی مَیں مَیں کی وجہ سے دور بھاگ رہے ہوتے ہیں۔۔یاد رکھیے!!!!۔۔آپ میں اگر خوبیاں پائی جاتی ہیں تو آپ کو خود بتانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔سونا جوہری دیکھ کر ہی پہچان جاتا ہے، اگرچہ میلا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔۔

تو پھر کیا کیا جائے؟؟؟ لوگوں کے دلوں میں جگہ کیسے بنائی جائے؟؟؟ کون سے الفاظ گفتگو میں شامل کر کے محبتوں کا رخ اپنی طرف پھیرا جائے؟؟؟ دوسروں کو اپنا گرویدہ اور مرید کیسے بنایا جائے؟؟

اپنی باتوں میں۔۔مَیں۔۔مَیں۔۔ کی بجائے ۔۔آپ۔۔ استعمال کیجیے۔۔صاف لفظوں میں بیان کروں تو۔۔۔دوسروں کا حال پوچھیے۔۔دوسروں کی ذات میں دل چسپی لیجیے۔۔

ڈیل کارنیگی لکھتا ہے:۔۔۔آدمی دوسرے لوگوں میں سچی دل چسپی لے کر دو ماہ میں اس سے کہیں زیادہ دوست بنا سکتا ہے، جتنے وہ دو سالوں میں دوسروں کو اپنی ذات میں دل چسپی لینے پر مجبور کرتے ہوئے بناتا ہے۔۔۔تاہم، ہم سب جانتے ہیں کہ دنیا میں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو تمام عمر اس غلطی کو دہراتے رہتے ہیں اور اسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ لوگ ان میں دل چسپی لیں۔۔۔اس سے کام نہیں چلے گا، لوگوں کو آپ سے کوئی دل چسپی نہیں ہے۔۔۔وہ ہر وقت صبح شام اپنی دھن میں مگن رہتے ہیں۔۔۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوسروں کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔۔۔بعض اوقات تو یہ پوچھنا مزاح اور محبت کے طریقے پر بھی ہوتا تھا۔۔۔حضرت ابو طلحہ کے بیٹے ابو نمیر رضی اللہ عنہ چھوٹے بچے تھے تو ایک چڑیا سے کھیلا کرتے تھے۔۔۔اس چڑیا کا نام نغیر تھا۔۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازراہِ مزاح اُس کا حال دریافت کرتے ہوئے فرمایا:۔۔یا ابا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

عمیر ما فعل نغیر۔۔۔اے ابوعمیر! نغیر کا کیا حال ہے۔۔۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیماروں کے پاس جا کر اُن کے حالات پوچھا کرتے اور دعا سے بھی نوازتے تھے۔۔۔

دنیا جن لوگوں سے محبت کرتی ہے۔۔اُن کی عادات کو ٹٹول کر دیکھ لیجیے کہ وہ لوگ دوسروں میں دل چسپی لینے والے ہوتے ہیں۔۔۔حتیٰ کہ بعض لوگ کامیاب اسی لیے ہو جاتے ہیں کہ ان کا کام دوسروں کا حال پوچھنا۔۔۔ان کے دُکھ کو سننا اور ان کی ذات میں دل چسپی لینا ہوتا ہے۔۔۔یہ تو عام سی بات ہے کہ جب آپ کسی سے اس کا حال پوچھتے ہیں یا اس کے کام کو واقعتاً محنت شمار کرتے ہوئے بڑا کام کہتے ہیں، تو اس کے دل کو خوشی کا صدمہ پہنچتا ہے کہ دنیا میں کوئی ایسا شخص پایا جاتا ہے جسے میرے کام کی مشکلات کا علم ہے۔

ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کو آرڈر دیئے ہوئے کافی دیر ہوگئی لیکن ابھی تک اس کا آرڈر تیار نہ ہوسکا۔۔۔جب ویٹر کھانا لے کر آیا تو اس شخص نے کہا:۔۔۔لگتا ہے آج اندر کام بہت زیادہ ہے اور اوپر سے گرمی بھی کافی ہے۔۔۔ویٹر سنتے ہی چونک گیا۔۔۔اور اس شخص کی طرف غور سے دیکھنے لگا۔اور بولا:۔۔دس سال سے زیادہ عرصے سے یہاں کام کر رہا ہوں، آج تک کسی نے ہمارے بارے میں نہیں پوچھا۔۔۔ہر کسی کو یہی پڑی ہوتی ہے کہ وقت پر آرڈر تیار ہو۔۔۔ذرا سی دیر پر شور شروع ہوجاتا ہے۔۔آج واقعی اندر بہت گرمی ہے اور کام بھی زیادہ ہونے کی وجہ سے مشکلات کا سامنا ہے۔۔۔لیکن ہماری کسے پرواہ!!!

آپ کا کیا خیال ہے کہ جب بھی وہ شخص اس ہوٹل میں کھانا کھانے جائے گا تو اسے ۔۔وی۔۔آئی۔۔پی۔۔پروٹوکول نہیں ملے گا؟؟؟ کیوں نہیں!!!!! وجہ کیا ہے۔۔۔اس نے اپنے کام کی بجائے ہوٹل والوں کا حال پوچھا۔۔۔

ہمارے ہاں ایک کنڈیکٹر طبقہ پایا جاتا ہے، جس کو معاشرے میں نہایت ہی نفرت آمیز نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔۔۔اس کی وجہ ان کی طرف سے کی جانے والی بدتمیزی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

۔۔شور۔۔سرِ عام اونچی آواز سے سواروں کو باتیں سنانا، وغیرہ ہے۔۔۔۔

الیکشن پانچ سال میں ایک بار آتے ہیں۔۔۔جب آتے ہیں تو اُمیدوار ووٹروں کے پاؤں کے نیچے ہتھیلیاں بچھا دیتے ہیں اور الیکشن کے بعد انہی ہتھیلیوں کو نیچے سے اوپر اُٹھا کر ووٹروں کو اُلٹے جھولے دلوا کر ان کی عزت کی دھجیاں اُڑاتے ہیں۔۔۔اگر آپ یہ نظارہ روزانہ دیکھنا چاہتے ہیں تو۔۔۔کنڈیکٹر صاحبان کو گاڑی پر کسی سواری کو سوار کرتے اور اُتراتے ہوئے دیکھ لیجیے گا۔۔۔۔ان کے اس رویے کی وجہ تربیت نہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی سخت ڈیوٹی بھی ہے۔۔۔ہم پچاس ساٹھ کلومیٹر کے سفر میں بے صبرے بن جاتے ہیں جبکہ وہ گرمی سردی میں کئی کئی سو کلومیٹر روزانہ۔۔۔کھڑے بیٹھتے، آواز لگاتے اور ہینڈلوں سے لٹکتے سفر کرتے رہتے ہیں۔۔۔

ایک بار میں نے مذکورہ قانون (دوسروں کا حال پوچھیے) کو ایک کنڈیکٹر پر آزمانے کا سوچا۔۔۔میرا جامعہ اسٹاپ سے تقریباً ایک کلومیٹر پیچھے تھا۔۔گاڑی والے اسٹاپ پر اُتارنے کی ضد کرتے اور میں جامعہ کے سامنے۔۔۔اگر وہ کامیاب ہو جائے تو مجھے ایک کلومیٹر ریورس پیدل چلنا پڑتا۔۔۔ایک دن گاڑی کے کنڈیکٹر کے پاس بیٹھا تھا ۔۔۔جس کا انداز بالکل روکھا سا تھا۔۔ میں نے بات شروع کی کہ روز اسی وقت آتے ہو؟۔۔۔اس نے کہا۔ہاں!!!!

میں نے کہا آپ کی ڈیوٹی واقعی بہت مشکل ہے۔۔۔۔اس کے بعد وہ فوراً نرم پڑ گیا اور قریب تھا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔۔۔کہنے لگا ہم بھی انسان ہیں۔۔۔ میں نے اس (ڈرائیور) سے جا کر بات کرنی ہے کہ بے عزتی برداشت نہیں ہوتی۔۔۔ رکھنا تو رکھو۔۔۔ورنہ اللہ حافظ (شاید اس کا ڈرائیور سے سواریوں کے معاملے میں جھگڑا تھا)۔۔۔جس جگہ میں نے اُترنا تھا اسی جگہ بغیر بحث کیے اُس نے مجھے اُتار دیا۔۔ساتھ میں شکریہ بھی کہا تو فوراً تابعدار کہتے ہوئے چل دیا۔۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ نک چڑے، غصیلے، بدزبان، شور شرابا کرنے والے، دیہاڑی دار، بدتمیز ۔۔۔مزدوروں، سیل مینوں، پھیری والوں۔۔وغیرہ۔۔کا پیار سے حال اور کام پوچھ کر آزما سکتے ہیں کہ کتنے زخموں نے انہیں ایسا بنا دیا اور اوپر سے دوا تو دور کی بات، کوئی حال بھی پوچھنے والا نہیں۔۔۔لوگ اس بات کو ترس ترس کر بستر مرگ پر چلے جاتے ہیں کہ ہمارا کوئی حال پوچھے۔۔۔۔

خلاصہ:۔۔۔اگر دوسروں پر اپنی محبت کا جادو کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔۔۔۔اپنی باتوں میں دوسروں کی ذات کو شامل کیجیے اور ان کا حال پوچھیے!!!

سخاوت کی دوسری قسم:

خدمت۔۔۔مدد۔۔۔۔خوشی۔۔۔

اچھی باتوں کے ذریعے کی جانے والی سخاوت کا مطالعہ آپ کر چکے ہیں۔احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے صدقات پر اگر تفصیلاً کلام شروع کیا جائے تو ایسی بحث چل پڑے گی جس کا کنارہ نہیں ملتا۔۔اور۔۔کیوں نہ ہو؟؟ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین کا جامع کلمات ہونا بھی معجزہ ہے۔۔۔ظاہری طور پر الفاظ تو تھوڑے ہوتے ہیں لیکن ان میں معانی کا ایسا سمندر پایا جاتا ہے جس میں ساری زندگی بندہ ڈوبا رہے تب بھی تہہ تک نہ پہنچ پائے۔۔۔سخاوت کی ایک دوسری قسم بیان کرنے کے بعد اس اُصول کو سمیٹ دوں گا۔۔لیکن پھر بھی اگر آپ غور کریں تو انہیں دو قسموں میں زندگی کو خوشگوار بنانے اور صدقوں کا ثواب حاصل کرنے کے بے شمار اُصول مل جائیں گے تو۔۔۔۔۔۔غور کیجیے!!!!!!

جدید تقاضوں کے مطابق نفسیات پر بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔۔۔ہر کتاب نفع بخش ہو؟۔ضروری نہیں۔۔۔مصنف کے علم، تجربے اور اندازِ تحریر سے کتاب کا وزن

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

معلوم ہوتا ہے۔۔۔بہت ساری کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد گنی چنی کتابیں ہی ایسی بچتی ہیں جن کا اثر انسان کی زندگی پر پڑتا ہے اور ان کو بار بار پڑھنے کو دل کرتا ہے۔۔بعض ایسی سخت اور دل خراش کتابیں ہوتی ہیں، جن کے بارے میں دل یہ فتویٰ دیتا ہے کہ ان پر پابندی عائد کر دی جائے۔۔۔اور مصنف پر جرمانہ لگا دیا جائے۔۔۔حکیم اور طبیب جسم کی بیماریاں دور کرتے ہیں۔۔جبکہ نفسیات والے روح کی بیماریاں دور کرتے ہیں۔۔جس کی وجہ سے جسم بھی سیٹ رہتا ہے۔۔۔بعض ماہر نفسیات بے ہوش کیے بغیر سینہ چیر کر جلے ہوئے دل، مردہ روح کا علاج سوئیاں چبھو کر کرتے ہیں، جس کو دیکھ یا پڑھ کر بڑے بڑے پتھر دل لوگوں کی بھی چیخیں نکل جاتی ہیں۔۔۔صابر چوہدری کی کتاب ''اب نارمل کی ڈائری'' بھی اسی طرز پر لکھی گئی ہے۔۔۔کتاب کے اصل مغز کا ۹۹/ فیصد حصہ محبت کی ایک ایسی حقیقی داستان پر مشتمل ہے کہ کمزور دل افراد اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔نوجوان طالب علم کی محبوبہ لاہور بم دھماکے میں ہلاک ہوجاتی ہے۔۔۔وہ بدلہ لینے کے لیے بم دھماکے کا پروگرام بنا رہا ہوتا ہے کہ اس کا والد اسے صابر چوہدری کے پاس لے آتا ہے۔۔۔صابر چوہدری اس کے دل کے زخم پر نمک چھڑک کر زخموں کو بھڑکاتا ہے۔۔۔تاکہ وہ اپنے دل کی ہر ہر بات کو لفظوں میں منتقل کر ڈالے۔۔۔تقریباً ۱۲۰ صفحات ایسے زخموں سے بھرپور ہوتے ہیں جن کا مطالعہ کرتے کرتے شاید ہی کوئی آنکھ پرنم نہ ہو۔۔۔زندگی سے تنگ۔۔۔خودکشی کے لیے تیار۔۔۔ڈاکٹروں کے نزدیک لاعلاج۔۔اپنا سر پیٹتا۔۔صبح شام روتا، منتیں مانگتا۔۔۔نوجوان، جب قیمے کی طرح چکنا چور دل کھول کر سامنے رکھتا ہے تو۔۔۔ماہر نفسیات اس کے دل میں ایک بات ڈال دیتا ہے، جو اس کی زندگی کو دوبارہ اپنے ٹریک پر لے آتی ہے۔۔۔وہ ایب نارمل نوجوان دوبارہ نارمل ہوجاتا ہے۔۔۔آخر کونسی سی ایسی دوا دے دی جو تریاق ثابت ہوگئی۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

دوا:

جتنا بڑا درد ہو اتنا ہی خدمت کا جذبہ رکھنا ہوگا۔۔۔درد بدلے سے نہیں بلکہ خدمت سے ختم ہوتا ہے۔۔۔

وہ نوجوان دوسروں کی خدمت میں مشغول ہوجانے کی وجہ سے اب نارمل اور پرسکون زندگی گزار رہا ہے۔

اور یہی صدقے کی دوسری اہم قسم ہے:۔۔۔۔۔دوسروں کی مدد کیجیے!!!!!!!!

کیا کبھی آپ نے محسوس کیا ہے؟؟؟۔۔۔۔راستے میں پڑے پتھر کو ہٹانے کے بعد۔۔۔کسی نابینا یا بوڑھے شخص کو سڑک پار کرانے کے بعد۔۔۔کسی غریب کے ہاتھ میں پیسے رکھنے کے بعد۔۔۔۔کسی کی بند گاڑی کو دھکا لگا کر اسٹارٹ۔۔کرنے کے بعد۔۔۔کسی کو اپنے موٹر سائیکل پر لفٹ دینے کے بعد۔۔۔کسی کو اس کا سبق سمجھانے کے بعد ۔۔۔۔کسی کو چار لفظ سکھانے کے بعد۔۔۔کسی بیمار کا سر دبانے کے بعد۔۔۔کسی کو پیٹ بھر کھانا کھلانے کے بعد۔۔۔کسی کو پانی پلانے کے بعد۔۔۔وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔

آپ کے دل میں ایک سکون کی لہر کیوں چلتی ہے؟؟؟؟ آپ کو اپنی ذات پر اطمینان کیوں ہوتا ہے؟؟؟ آپ کے ہونٹوں پر چھوٹی سی مسکراہٹ کیوں آجاتی ہے۔۔۔ آپ کا سینہ تھوڑا سا اونچا کیوں ہونے لگتا ہے؟؟؟؟؟ آپ کی آنکھوں میں چمک کیوں آجاتی ہے؟؟؟

یہ سب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کا پہلا انعام ہوتا ہے، جو فوراً رب تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کے بدلے میں دیتا ہے۔۔۔

آقا کریم ﷺ کا فرمان: واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔ (مسلم)

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بندہ جب تک اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ بھی اپنے اس (مددگار) بندے کی مدد کرتا رہتا ہے۔۔۔

اللہ تعالیٰ کی مدد دلی سکون واطمینان سے لے کر دنیا میں اس کا صلہ ملنے تک۔۔۔ اور پھر۔۔آخرت میں اس کا اجر عظیم ملنے کو بھی شامل ہے۔۔۔

انسان کی زندگی دُکھوں سے بھری ہو۔۔۔۔ پریشانیوں اور ناکامیوں کے سمندر میں انسان غوطے کھا کھا کر مرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔۔۔جب بھی وہ کسی حاجت مند کی مدد کرتا ہے، اس مدد کی وجہ سے چند لمحوں کے لیے اس کے دل کو سکون اور اطمینان ضرور مل جاتا ہے۔۔۔اسی وجہ سے ماہر نفسیات ہوں۔۔۔یا۔۔۔سیلف ہیلپر۔۔۔سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ غموں اور بیماریوں سے چھٹکارا پا کر پرسکون زندگی گزارنے کا ایک ہی طریقہ ہے:

دوسروں کی مدد اور خدمت میں مشغول ہو جانا۔

جی ہاں!!!!!! دوسروں کی کسی بھی قسم کی مدد کرنے کا فائدہ آپ کو ضرور ملتا ہے، چاہے ذہنی سکون اور اطمینان کی صورت میں یا بیماری کے کم ہونے کی صورت میں۔۔۔ بہت سارے بیمار لوگ سر درد یا کسی اور دوسری بیماری کو دامن میں اُٹھا کر ڈاکٹروں کے پاس علاج کے لیے جاتے ہیں۔۔۔سمجھ دار ڈاکٹر یہ جان لیتے ہیں کہ ان کے جسمانی انجن کی خرابی کی وجہ کوئی پریشانی ہے۔۔۔جس کو سر پر بٹھا کر یہ اپنا بیڑا غرق کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔۔۔کئی بیماروں سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔۔۔جب ان سے پوچھا جائے کہ ڈاکٹر نے کیا کہا ہے؟؟؟؟ جواب: ڈاکٹر کہتا ہے پریشان مت ہوا کریں۔۔۔ذہن پر بوجھ مت ڈالا کریں۔۔۔۔یہ بھی شکر کہ ایسے ڈاکٹرز بیماری کی تشخیص کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔۔۔اگرچہ علاج کا طریقہ بتانے میں ناکام رہتے ہیں۔۔۔کسی کو یہ کہہ دینا کہ پریشان نہ ہوا کرو۔۔۔کافی نہیں ہوتا۔۔بلکہ پریشانی سے جان چھڑانے کے طور طریقے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بتانا بھی آنا چاہیے۔۔۔دنیا میں بہت سارے ایسے ممالک ہیں جہاں جسمانی بیماریوں کا علاج روحانی طرز پر کیا جاتا ہے۔۔۔جو بیماروں کو مختلف قسم کے کام کرنے کی ہدایات دیتے رہتے ہیں۔۔۔جن سے ان کا ذہن بیماری کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ ہوجائے اور یہ حقیقت ہے کہ جب توجہ درد اور بیماری سے ہٹ جاتی ہے۔۔تو۔۔بیماری بھی نخرے کرنا کم کر دیتی ہے۔۔۔کسی بھی کام میں مشغول رہنا خود ایک علاج ہے، لیکن بہترین علاج دوسروں کی مدد کر کے ان کے دل میں خوشی داخل کرنا ہے۔۔۔

ایک میگزین کے شمارے میں ایک آرٹیکل چھاپا گیا جو کہ مشی گن یونیورسٹی کے شعبۂ صحت کے محققین کی تحقیق پر مبنی تھا جس میں بتایا گیا:۔۔جو لوگ فلاحی اور دوسروں کی مدد والے کاموں میں مگن رہتے ہیں، ان کی صحت دوسروں سے کئی گنا زیادہ اچھی رہتی ہے۔۔۔لیکن جو فلاحی کاموں میں بالکل حصہ نہیں لیتے وہ بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں اور جلد موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔۔دوسروں کی مدد کرنے والوں کو بہت سارے جسمانی اور روحانی فوائد ملتے ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:۔۔

* اس سے انسان کی قوتِ حیات میں اضافہ ہوتا ہے۔۔
* جسم میں کولیسٹرول کا لیول کم رہتا ہے۔۔
* دل کو طاقت ملتی ہے۔۔
* چھاتی میں درد کے امکانات ختم ہوجاتے ہیں۔
* ذہنی دباؤ کم ہوتا ہے۔۔

زرتشت کہتا ہے:۔۔۔دوسروں کو خوش کرنا آپ پر فرض نہیں ہے۔۔لیکن آپ دیکھیے گا کہ ایسا کرنے سے آپ کی صحت بھی ٹھیک ہوجائے گی اور آپ کی خوشیوں میں اضافہ ہوگا۔

دوسروں کی مدد کر کے اپنی بیماری دور کرنا۔۔خود خوشی حاصل کرنا خود غرضی بھی ہوسکتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے لیکن ارسطو کہتا ہے:۔۔۔اس قسم کا رویہ روشن خود غرضی ہے (اس میں کوئی برائی نہیں)۔

ڈاکٹر ہانس نے ذہنی دباؤ پر تحقیق میں یہ بات لکھی ہے: لمبی صحت مند خوشگوار زندگی دراصل خدمت کا ہی نتیجہ ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔سب سے بہترین عمل مومن کو خوش کرنا ہے، وہ اس طرح کہ تم اس کو کپڑے دو۔۔یا پیٹ بھر کر کھانا کھلاؤ۔۔یا۔۔اس کا کوئی کام پورا کرو۔۔۔(الترغیب والترہیب)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:۔۔۔فرضوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل مسلمان کے جی میں خوشی داخل کرنا ہے۔۔۔(المعجم الاوسط)

خلاصہ:۔۔ مدد کی سخاوت کے ذریعے لوگوں اور اپنے دل کو خوشی سے مالا مال کیجیے!!!!!

سخاوت کی تیسری قسم:

کالج کے زمانے میں، میں نے دُبئی میں بنائے جانے والے مصنوعی جزیروں کی ڈاکومنٹری دیکھی تھی۔۔آپ جانتے ہیں کہ وہ جزیرے گول شکل میں بنائے گئے ہیں۔۔ جن کی تعمیر میں بے بہا دولت کے ساتھ ساتھ۔۔۔اعلیٰ دماغ بھی استعمال کیا گیا ہے ۔۔۔سمندر کی سطح تک بحری جہازوں کے ذریعے ریت ڈالی گئی ہے۔۔۔جزیروں کی گولائی کی پشت سمندر کی طرف بنائی گئی اور منہ سطح زمین کی طرف۔۔۔تعمیر کے دوران ایک مسئلہ سامنے آیا کہ جزیرے کو C کی طرح گول بنایا جائے تو پانی کی آمدورفت بند ہوجائے گی اور جو پانی جزیرے کے اندرونی حصے میں موجود ہے وہ باہر نہیں نکلے گا۔۔۔وہ باہر نہ نکلا تو نیا تازہ پانی کیسے اس میں آئے گا؟۔۔۔یوں تو جمع شدہ پانی بھی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ناکارہ ہوجائے گا ۔۔۔کوئی ایسا سلسلہ کیا جائے جس میں پانی کی آمدورفت جاری رہے۔۔۔گولائی کی شکل کو برقرار رکھنے اور پانی کی فلٹریشن جاری رکھنے کے لیے ماہرین نے تھوڑے تھوڑے وقفے سے ریت ختم کر کے پل بنادیئے۔۔۔۔یوں ان جزیروں میں پانی کی آمدورفت جاری رہ گئی۔۔۔۔

انسان کی پیدائش کے وقت اس کے سر پر بال ہوتے ہیں۔۔پھر ناخن بڑھتے ہیں ۔۔دیگر اعضا کے بال بھی۔۔۔کھانا کھاتا ہے۔۔۔دوبارہ بھوک بھی ضرور لگتی ہے ۔۔پیٹ اپنے اندر موجود غذا محفوظ بھی نہیں رکھ سکتا۔۔ایسا کرے تو نظام خراب ۔۔۔۔نئے ناخن نہ نکلے تو اگلے گندے رہیں۔۔۔۔ بال اُجڑے۔۔۔جسم میں بیماریاں۔۔۔اگر وقت پر فلٹریشن جاری رہے تو جسم بھی خوب صورت، صاف ستھرا۔۔دماغ بھی تازہ دم اور تیز رہے گا۔۔۔۔۔

باغ میں لگائے ہوئے پودے کی دیکھ بھال کرنے کے بعد۔۔۔خزاں کے موسم میں خود بخود اپنا سب کچھ جھاڑ دیتا ہے۔۔۔صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کام کی FINISHING کے لیے باغبان کا ہونا بھی ضروری، جو امسال (جاری سال) پھل دینے والی ٹہنیوں کو کاٹ سکے۔۔۔پھر موسم بہار میں وہ پودا اپنی آب وتاب کے ساتھ جوانی کی اُڑان اُڑتا دکھائی دیتا ہے۔۔۔ اگر قدرتی فلٹریشن نہ ہوتو۔۔۔پودا بے کار۔۔۔اور باغبان اپنا حصہ نہ ڈالے تو پھل خراب۔۔۔ پرانا ختم کرو،، تبھی نیا ملے گا۔۔۔۔!!!!

انسان بھی بہت بڑا نقّال ہے۔۔قدرت کے قوانین کی نقل کے ذریعے دنیا چلاتا ہے۔۔۔پانی کی ٹنکی میں ڈالنے کا راستہ اور۔۔نکالنے کا اور۔۔۔۔بڑی بڑی عمارتیں بنا ڈالی اور ساتھ EXIT، ENTERACE بھی جدا جدا۔۔۔۔۔یا خدا!!!!!!ایہ کیا ماجرہ ہے؟؟؟؟۔۔۔۔۔۔ایسا نہیں ہوسکتا کہ اس سال کی ٹہنی بھی سنبھال لوں اور اگلے سال نئی لگ جائے۔۔۔۔؟؟؟؟نہیں!!!!! کبھی نہیں۔۔۔پودا خراب ہوجائے گا۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اگر درخت پر زیادہ اور میٹھے پھل چاہیے ۔۔۔۔۔درخت کے تنے کی مضبوطی چاہیے۔۔تو۔۔۔فلٹریشن ضروری ہے۔۔۔

اب سمجھیے!!!!!! اگر اور مال چاہیے۔۔۔دولت چاہیے۔۔تو۔۔۔فلٹریشن ضروری ہے۔۔۔پیسہ آنے کا راستہ ہوجانے کا نہ ہوتو خراب ہوجاتا ہے۔۔۔

تیسری اور اہم سخاوت:۔۔۔۔اپنا مال صدقہ کیجیے!

اسلام میں صدقے کو اتنی اہمیت حاصل ہے کہ اس کو زکوٰۃ کہا گیا ہے۔۔۔زکوٰۃ کے دو معنیٰ لغت میں ملتے ہیں۔۔۔۔صاف ستھرا۔۔۔۔برکت، زیادہ۔۔ جب انسان مال کا صدقہ کرتا ہے تو پہلے معنیٰ کے اعتبار سے مال صاف ستھرا ہوجاتا ہے۔۔۔صاف ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اس پر مٹی لگی تھی اور وہ دُھل گیا۔۔۔یا گندہ تھا، صاف ہوگیا۔۔ بلکہ وہ قابلِ نفع اور برکت والا بن جاتا ہے۔۔۔دوسرے لفظوں میں سمجھیے تو۔۔۔ پانی۔۔ درخت۔۔اجسام کی طرح اس کی فلٹریشن ہوجاتی ہے۔۔جتنی جگہ خالی ہوئی، اتنی جگہ پر دوسرا نیا مال آجائے گا۔۔

زکوٰۃ کا دوسرا مطلب ہے: مال میں اضافہ۔۔جگ اور گلاس میں پڑے پانی کو اگر استعمال نہ کیا جائے تو نیا پانی اس میں نہیں آسکتا اور پرانا پانی بھی باسی ہوکر خراب ہو جائے گا۔۔۔پینے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔

پہلے دو۔۔۔پھر لو!!!!!!!

مال کسی کو دینے کا سب سے اہم فائدہ یہی ہے کہ مال دینے سے کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھتا ہے۔۔۔عقلِ انسانی کے درجوں میں بہت فرق ہے۔۔جب انسان کسی کو مال دیتا ہے تو عام عقلیں یہی نتیجہ نکالتی ہیں۔۔۔مال کم ہوگیا۔۔۔اضافہ نہیں ہوا۔۔۔اور ظاہری

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

نظر سے بات ایسے ہی ہے۔۔۔عقل کے پجاریوں کا خدا تو عقل کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔۔۔لیکن مسلمان کا نظریہ ایسا ہوتا ہے۔۔۔عقل جو مرضی کہے۔۔میرے رب نے جو کہہ دیا وہی درست ہے۔۔۔رب کی بنائی ہوئی عقل اور عقل کے نتیجے میں تضاد ممکن نہیں ۔۔۔جس کو تضاد نظر آئے اُس نے عقل کا صحیح استعمال ہی نہیں کیا ہوگا۔۔۔آیندہ آنے والی گفتگو میں دعوے کے ساتھ دلیل خود ہی مل جائے گی۔۔۔

اللہ کریم عزوجل کا ارشاد ہے:۔۔۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾

ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اُگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا، علم والا ہے۔

مال خرچ کرنے سے ایسے بڑھتا ہے جیسے زمین میں دانے پھینک کر فصل اُگانا ۔۔۔بظاہر تو دانے ضائع کر دیئے۔۔۔لیکن اللہ اس ایک دانے پر لگنے والے پودے میں سات سو کے لگ بھگ دانے اُگا دیتا ہے۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کسی بندے کا مال صدقہ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔(ترمذی)

اس بات کا اعتراف مغربی مفکرین نے بھی بابانگ دہل کیا ہے۔

کتاب RICH DAD POOR DAD کا مصنف رابرٹ ٹی کیوسا کی لکھتا ہے:۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

میرے دونوں باپ اُستاد تھے۔۔امیر باپنے مجھے ایسا سبق دیا جو زندگی بھر میرے ساتھ چلا تھا۔۔سخاوت اور دینے کی ضرورت۔۔میرے پڑھے لکھے باپ نے علم اور وقت کے لحاظ سے مجھے بہت کچھ دیا مگر اس نے کبھی بھی ایک پیسہ میرے ہاتھ پر نہیں رکھا۔۔۔وہ عام طور پر یہی کہتا تھا کہ جب میرے پاس فالتو پیسہ ہوگا تو میں تمہیں دوں گا ۔۔۔اور فالتو پیسہ اس کے پاس کبھی نہیں ہوا۔

میرے امیر باپ نے مجھے پیسہ بھی دیا اور تربیت بھی۔۔اس کا لین دین پر بہت یقین تھا اور وہ کہا کرتا تھا کہ اگر تمہیں کچھ لینا ہے تو۔۔۔پہلے کچھ دینا سیکھو۔۔۔وہ ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ جب بھی اس کا ہاتھ تنگ ہوتا پھر بھی وہ عبادت گاہ یا کسی پسندیدہ فلاحی ادارے میں باقاعدہ صدقہ کرتا تھا۔۔۔سب باتوں کی ایک بات اگر تم میری اس نصیحت کو اپنائے رہو تو یہ بہت ہوگا اور تم زندگی بھر کامیاب رہو گے۔۔۔اگر تمہیں تنگی ہو یا کسی چیز کی حاجت ہو۔۔پہلے دو، بعد میں تمہیں ڈھیروں وصول ہوگا۔۔۔۔

رابرٹ لکھتا ہے:۔۔۔میں روپیہ حاصل کرنا چاہتا ہوں، اسے ہاتھ سے دیتا ہوں اور یہ کئی گنا ہوکر میرے پاس واپس آجاتا ہے۔(آیت کریمہ کا مضمون ذہن میں رکھیے!!!!فرحان) میں سیل کو بڑھانا چاہتا ہوں، میں کسی دوسرے کی مدد کرکے اس کی سیل میں اضافہ کرتا ہوں۔۔اس طرح میری سیل کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔۔میرا امیر باپ اکثر کہا کرتا تھا:۔۔غریب لوگ امیروں سے زیادہ لالچی ہوتے ہیں۔۔۔(کیونکہ غریب غربت کا رونا روتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں صرف صدقہ لینا چاہیے۔۔۔بہت کم غریب صدقات دیتے ہیں، جبکہ امیر صدقات اور مدد زیادہ کرتے ہیں، یوں ان کا مال بڑھتا رہتا ہے)

ایک سرد رات میں ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا جھولی میں رکھ کر بیٹھا تھا اور انگیٹھی پر غصے ہو رہا تھا۔۔۔جب تک مجھے گرمی نہیں دوگی میں تمہیں لکڑیاں بھی نہیں دوں گا۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

گرمی لینے کے لیے آگ کو لکڑیاں دینی ضروری ہے اور اپنا مال بڑھانا ہو تو کسی کو مال دینا بھی ضروری ہے۔۔۔

(دو باپوں سے مصنف کی مراد ایک حقیقی باپ ہے اور دوسرا دوست کا باپ چچا۔۔۔ اگر آپ کاروباری سوچ اپنانا چاہتے ہیں تو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کیجیے۔۔۔اس کا ''امیر باپ غریب باپ'' کے نام سے اردو میں ترجمہ ہو چکا ہے۔)

اپنا مال دوسرے کو کیوں دوں؟؟؟؟۔۔۔

اپنے ہاتھ سے کمایا ہوا پیسہ مفت میں کسی کو دینا بہت ہی مشکل کام ہے۔خود ہی محنت کی۔۔دماغ کھپایا۔۔۔دھکّے کھائے۔صبح سے شام تک خون پسینہ ایک کر کے کمایا گیا مال عام طور پر دوسرے کو دینا بہت مشکل لگتا ہے۔۔۔۔بلکہ بعض لوگ چاہے جتنے ہی امیر کیوں نہ ہو جائیں، مال کسی کو دینا تو دور کی بات۔۔چند ہزاروں کے نقصان پر اپنی صحت برباد کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔۔جی ہاں!!!لاکھوں ڈالر کمانے والے ایک شخص کو بسترِ مرگ پر ایک فون کال نے لٹا دیا،جس میں سیکریٹری نے اس کو تقریباً پندرہ سو ڈالر کے نقصان کی خبر دی تھی۔۔۔حتیٰ کے ڈاکٹروں نے یہ کہتے ہوئے جواب دے دیا: اگر اس نے ان پیسوں کا غم نہ چھوڑا تو بہت جلد یہ مر جائے گا۔۔۔ایک ڈاکٹر نے اسے مشورہ دیا اگر تم جینا چاہتے ہو تو کاروبار کی طرف توجہ چھوڑو اور قدرتی نظاروں،سیر و تفریح میں اپنے دن گزارو اور اس کے سیکریٹری کو بھی حکم دے دیا گیا کہ کاروبار کا اُتار چڑھاؤ اس کے پاس بھی نہیں پھٹکنا چاہیے۔۔۔دن گزرتے گئے۔۔۔جناب بالکل صحت مند اور خوش گوار زندگی گزارنے لگے۔۔۔دوسروں کی مالی مدد کا جذبہ بھی مل گیا۔۔۔وقت گزرتا گیا،کاروبار بھی چلتا رہا کہ بہت سالوں بعد اس کے دفتر سے کال آئی: سر ہم ایک بہت بڑے پروجیکٹ میں لاکھوں کا نقصان کھا چکے ہیں۔۔۔اس نے بات کو معمولی سمجھتے ہوئے فون رکھ دیا کہ یہ روز مرّہ کا معاملہ ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اگر اس شخص نے پیسے کی فلٹریشن کو نہ سمجھا ہوتا تو شاید پہلے ہی جھٹکے میں دنیا سے کوچ کر جاتا۔۔اور سمجھنے کے بعد نہ صرف مال دینے والا بن گیا بلکہ نقصان پر بھی پریشان ہونا چھوڑ دیا۔۔۔لہٰذا اپنے ہاتھ کی کمائی کو صدقہ کر کے اس کو پاک، ستھرا اور برکت والا بنانا ضروری ہے۔

صدقہ کیوں ضروری ہے؟؟؟؟

مسلمان بندے پر ایک مخصوص نصاب کے پائے جانے پر مال کا صدقہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔اسی طرح موسم قربانی میں اللہ کی راہ میں جانور ذبح کرنا اور گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا۔۔۔۔اسی طرح عیدالفطر کے دنوں میں صدقۂ فطر نکال کر فقیروں اور مسکینوں کو دینا۔۔۔کھیتی باڑی کرنے والے پر اپنی فصل کا صدقہ (عشر) نکال کر دینا۔۔ اگر مالدار شخص یہ صدقے نہ ادا کرے تو دنیا میں جو نقصانات ملنے ہیں وہ ملیں گے ہی۔۔۔لیکن بروزِ حشر بھی اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔۔۔

آخر یہ صدقے ضروری کیوں ہیں؟؟؟؟؟

سارے انسان مالدار ہو جائیں تو دنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔۔۔چھوٹے کام جن کو کمتر سمجھا جاتا ہے۔۔۔کون کرے گا؟؟؟؟

اگر سب لوگ غریب ہو جائیں تو بھوک اور پیاس سے ہی ہلاک ہو جائیں، نظام زندگی ختم ہو کر رہ جائے۔۔۔اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے، اس کا ہر کام حکمت والا ہے۔۔۔کچھ کو مال دیا اور کچھ کو غریب رکھا۔۔۔اور پھر صدقے بھی ضروری قرار دے دیئے اور امیروں کی ذمے داری لگا دی کہ امیر لوگ غریبوں کی خدمت کریں، ان کی ضروریات کو پورا کریں۔۔۔جب ایسا ہو گا تو دل میں نرمی، رحم بھی پیدا ہو گا اور مدد کا احساس اور بڑھے گا۔۔۔۔ بڑھ چڑھ کر امیر غریبوں کی خدمت کرتے رہیں گے اور غربت میں کمی آنا شروع ہو جائے گی۔۔۔۔یہ بات سچ ہے کہ انسان جب کوئی چیز کسی کو دیتا ہے تو دینے کی عادت اس میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آجاتی ہے۔۔۔۔

عظیم جمال کہتا ہے:

مجھے ایک فلاحی کارکن نے بتایا: میں ایک امیر شخص کے پاس گیا، جس کے بارے میں مشہور تھا کہ کسی کو بھی ایک روپیہ نکال کر نہیں دیتا۔۔۔ میں نے بہت کوشش کی۔۔۔ حوالے دیئے۔۔۔ غریبوں کا حال بتایا۔۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہ ہوا بلکہ انکار در انکار کرتا رہا۔۔۔ میں نے اسے کہا: اچھا چلو۔۔ اپنے لان کی تھوڑی سی مٹی ہی دے دو۔۔ جان چھڑانے کے لیے اس نے مٹی دے دی۔۔۔ کچھ عرصے بعد میں دوبارہ اس کے پاس گیا تو اس نے پوچھا جو میں نے مٹی دی تھی اس کا کیا کیا؟؟؟

میں نے کہا: میں نے مٹی اس لیے لی تھی کہ تمہیں دینے کی عادت پڑ جائے، تم مدد کے مزے کو چکھ سکو۔۔۔ اگرچہ پہلے تم نے صرف مٹی دی لیکن تم دینے کا مزہ چکھ چکے ہو۔ اب تم ضرور مجھے کچھ نہ کچھ بلکہ بہت مال دو گے۔۔۔

اس نے جواب دیا: ہاں۔۔۔ میں نے دینے کی لذت کو محسوس کر لیا ہے، اس طرح میں خود بھی ایک مشکل سے نکل گیا ہوں۔۔ اب میں دل کھول کر مدد کروں گا۔۔۔

امیر شخص کے لفظوں پر غور کیجیے!!! ایک مشکل سے نکل گیا ہوں۔۔۔ مشکل۔!!!! کیسی مشکل؟؟؟؟ کسی کو مال دینا ایک مشکل کام۔۔۔ جہاں انسان اپنے لیے فضول خرچیاں کرتا رہتا ہے۔۔ وہیں اس کو یہ خیال بھی ستاتا رہتا ہے۔۔۔ اگر کسی فقیر کو مال صدقہ کر دیا تو میرا مال ختم ہو جائے گا۔۔ میں بھوکا مر جاؤں گا۔۔۔ اسی مشکل سے جان چھوٹی۔ جس طرح عیاشیوں سے مال خرچ ہو کر بھی مکمل ختم نہیں ہوتا، اگر کسی غریب کو دے دیا جائے تو بھی ختم نہیں ہوگا اور۔۔۔ خیرات و مدد کے فوائد بھی مفت مل جاتے ہیں۔۔۔

میں اگر مال دینے اور لینے والوں کو ملنے والے فوائد گننا شروع کر دوں تو آپ کی عقل حیران رہ جائے گی کہ قانونِ عطا میں رب تعالیٰ نے کیسے کیسے خزانے چھپا رکھے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہیں۔۔۔۔

۔۔۔رحم دلی۔۔۔۔نرمی۔۔۔شفقت۔۔۔خوشی۔۔۔سکون۔۔۔اطمینان۔۔۔ احساس۔۔۔محبت۔۔۔اور شکر گزاری۔۔۔۔مال میں اضافہ وغیرہ۔۔۔۔

اہم نکات:۔۔۔

☆اچھا سوچیے اور اچھا بولیے۔۔۔

☆اپنی گفتگو سے۔۔۔ناں۔۔نکال کر۔۔ہاں شامل کیجیے۔۔۔

☆ دوسروں کے اچھے کاموں کی تعریف کیجیے۔۔۔تنقید اور نکتہ چینی سے پرہیز کیجیے۔۔۔

☆اگر تنقید کرنی ہی ہے تو۔۔۔۔۔تنقید فعلی کیجیے۔۔۔۔

☆ناکامی کا سامنا ہو تو بہانے بازی کی بجائے اپنی غلطی مانیے۔۔۔معافی مانگیے۔۔

☆ربّ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کا اور ہر اُس بندے کا شکریہ ادا کیجیے جس نے آپ کی کسی بھی طرح سے مدد کی ہو۔۔۔

☆اپنا حال سنانے کی بجائے دوسروں کے بارے میں بات کیجیے اور ان کا حال پوچھیے۔۔۔

☆غموں، پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات پانے کے لیے دوسروں کی مدد میں مشغول ہو جائیے۔۔۔

☆دولت کو صاف، پاک رکھنے اور اس میں اضافہ کرنے کے لیے۔۔۔۔مال کا صدقہ کیجیے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اصول نمبر:6

علم حاصل کیجیے

کبھی کبھی دل میں خیال سا گزرتا ہے۔۔۔ایک مزدور سارا دن مزدوری کرتا ہے۔ اینٹیں اُٹھاتا۔۔پتھر لادتا۔۔دھوپ کی تپش میں بجلی ،لوہے،گیس غرض ہر وہ کام جس کا اسے حکم دیا جاتا ہے۔۔۔کرتا رہتا ہے۔۔ڈیوٹی کا وقت بھی زیادہ،محنت بھی زیادہ۔۔۔ لیکن آمدن ،آرام ،تنخواہ،سہولیات سب سے کم۔۔۔جوں جوں درجے اوپر چلتے جاتے ہیں۔۔۔ٹھیکے دار۔۔۔فورمین۔۔۔ منیجر۔۔لیڈر۔ کام اور وقت کم۔۔تنخواہیں،آرام ۔اور۔سہولیات زیادہ۔۔۔کیا یہ ظلم وزیادتی نہیں؟؟؟؟ہاں شاید یہ زیادتی ہو۔۔۔مزدور سے کام کم اور سہولیات زیادہ ہونی چاہیے!!!!!لیکن پوری دنیا میں ہر کمپنی، دفتر، ادارے اور محکمے میں یہ درجے ضرور پائے جاتے ہیں۔۔۔کوئی اس کے خلاف آواز نہیں اُٹھا سکتا۔۔۔اور اُٹھائے بھی کیوں ؟؟؟یہ فرق کسی ذاتی بغض اور عناد کی وجہ سے نہیں ہوتا۔۔بلکہ علم کی وجہ سے ہوتا ہے۔۔۔۔جوں جوں علم میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔۔مزدور ۔۔۔منیجر بن جاتا ہے۔۔۔اگر پھر بھی علم میں اضافہ ہوتا رہے تو۔۔۔چیئرمین کی سیٹ بھی مل جاتی ہے۔۔۔

گھر،افراد،معاشرے،محلہ،شہر،صوبہ۔۔ملک ہر جگہ علم والے کو اہمیت دی جاتی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔۔۔اور علم کی بنا پر لوگوں کو عزت سے نوازا جاتا ہے۔۔۔دنیا میں اتنی عزت مال دار کو نہیں ملتی جتنی ایک علم والے کو مل جاتی ہے۔

ایسا کیوں؟؟؟؟

لوگوں کے ذہنوں میں قدرتی طور پر یہ بات نقش رہتی ہے کہ جو ہم سے زیادہ علم والا ہے اس کی عزت اور احترام کیا جائے۔۔۔کیونکہ جن راہوں پر ہم نہیں چل سکتے۔۔جتنا گہرا ہم نہیں سوچ سکتے۔۔۔جن مصیبتوں سے ہم جان نہیں چھڑوا سکتے۔۔جس سکون کو ہم نہیں پا سکتے۔۔جو ایجادات اور دریافت ہم نہیں کر سکتے وہ یہ علم والا کر دے گا۔۔۔اور خود بھی سکھ میں رہے گا اور ہمارے لیے آسانیاں پیدا کر دے گا۔۔اسی وجہ سے عقل کہتی ہے اس کی عزت کرو۔۔احترام کرو۔۔۔مال دو۔۔۔دولت دو۔۔۔آرام دو۔۔۔یہ سیدھے راستے سے لے کاروباری اُڑان تک ہماری مدد کرے گا۔

پوری فٹ بال ٹیم کوچ کے بغیر نہیں چل سکتی۔۔۔پوری فوج کمانڈر کے بغیر نہیں چل سکتی۔۔پورا ملک وزیر اعظم کے بغیر نہیں چل سکتا۔۔ان کے بغیر نہ ٹیم ٹیم ہوتی ہے اور نہ فوج۔۔فوج۔۔۔یہ علم کے ہی کرشمے ہیں جو ایک انسان کے تحت ہزاروں لاکھوں افراد کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔۔اس کے ایک اشارے پر اس طرح عمل کرتے ہیں جیسے ریموٹ پکڑنے والے کے اشاروں پر ڈرون (جہاز) چلتا ہے۔۔۔

اس کی درست رہنمائی یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی عزت۔۔۔اس کا آرام۔۔اس کی تنخواہ۔۔۔اس کا مقام سب سے زیادہ ہو۔

علم کسے کہتے ہیں؟؟؟

سادہ اور آسان لفظوں میں علم اس معلومات کا نام ہے جس کو کسی بھی طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔۔خواہ۔۔کسی استاد۔۔مطالعے۔۔مشاہدے یا تجربے سے۔۔اور اس کو حاصل کرنے کے ذرائع میں سے عقل اور پانچ حواس (آنکھ، ناک، کان، زبان، لمس کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

طاقت) ہیں۔

ہمارے ہاں علم ڈگری اور اس پر ملنے والی نوکری کا نام ہے۔۔۔میرے نزدیک ڈگری اور علم کے درمیان وہ نسبت پائی جاتی ہے جس کو منطقی حضرات عموم خصوص من وجہ کہتے ہیں۔۔بعض ڈگری ہولڈر علم رکھتے ہیں۔۔بعض علم والوں کے پاس ڈگری نہیں ہوتی ۔۔۔آسان لفظوں میں سمجھیے تو۔۔۔علم معلومات کا نام ہے۔۔۔چاہے کسی مدرسے، اسکول، کالج، استاد، ماسٹر سے حاصل ہوئی ہو۔۔یا خود کتابوں کا مطالعہ کرنے سے۔۔یا تجربات اور مشاہدات سے۔۔۔اگرچہ ان کے درجات میں فرق بھی ہوتا ہے۔۔لیکن علم علم ہے۔۔جیسے بھی حاصل کیا گیا ہو۔۔۔

اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ میں ڈگری کے خلاف ہوں!!!!ہاں ہماری اس دنیا کی ستم کاریوں میں سے ایک ستم کاری یہ بھی ہے جس کے پاس ڈگری نہیں ہوتی اس کو جاہل سمجھا جاتا ہے۔۔۔اور ڈگری والا ناکارہ ہو تب بھی علم والا سمجھا جاتا ہے۔۔۔حالانکہ بہت سارے ڈگری ہولڈرز صرف ڈگری کے گھمنڈ میں رہتے ہیں۔۔۔حقیقت میں اندر باہر سے خالی ہوتے ہیں۔۔۔ایک عربی شاعر ایسوں کے بارے میں کہتا ہے: ؎

دخلتُ الجامعةَ جاهلاً متواضعاً

فخرجتُ مِنهَا جاهلاً مغروراً

؎میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو میں متواضع اور جاہل تھا

اور جب میں یہاں سے فارغ ہوا تو میں مغرور اور جاہل تھا

عاجزی لے کر گیا تھا۔۔۔غرور لے کر آ گیا۔۔

میرا یہ دعویٰ کہاں تک ٹھیک ہے۔۔۔اس پر آگے گفتگو آ رہی ہے۔

علم حاصل کرنا فرض ہے:

اسلام میں علم کی بہت ہی زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔۔۔قرآن واحادیث علم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کی فضیلت سے مالا مال ہیں۔۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:۔

یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۔

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اوران کے جن کوعلم دیا گیادرجے بلند فرمائے گا۔۔

اورفرمایا:۔

قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا یَتَذَکَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں۔۔

جس طرح اندھا اور بینا انسان برابر نہیں ہوسکتا اسی طرح علم والا اور جاہل برابر نہیں ہوسکتا۔۔آپ خود اندازہ کیجیے!!!!! نابینا کی زندگی اور آنکھ والے کی زندگی میں کتنا بڑا فرق ہے۔۔۔دنیا کی رنگ و رونق کے ساتھ ساتھ آنکھ کی مدد سے زندگی کا ہر لمحہ دیکھ کر گزارا جاتا ہے۔۔۔کیا لینا ہے؟؟ کیا پکڑنا ہے۔۔کہاں جانا ہے۔۔۔آگے پیچھے اوپر نیچے۔۔۔ رنگ و رونق۔۔۔حسین منظر۔۔۔اچھی کتابیں۔۔۔دنیا کے لاکھوں کیا کروڑوں مزے چھن جاتے ہیں جب کسی کی آنکھیں چلی جائے۔۔۔ایسا ہی فرق علم والے اور جاہل انسان میں ہوتا ہے۔

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ ۔

ترجمہ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب المقدمۃ، باب فضل العلماء، الحدیث ۲۲۴، ج۱، ص۱۴۶)

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہر اسکول، ادارے، مدرسے میں لکھا ہوا نظر آتا ہے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

۔۔۔لیکن کون سا علم فرض ہے؟؟؟؟ یہ بات بے شمار لوگ تو جانتے ہی نہیں اور بے شمار لوگ جان کر بھی غافل بنے رہتے ہیں۔۔۔ریاضی، سائنس، کیمسٹری، اسلامیات، فزکس، کمپیوٹر وغیرہ۔۔وغیرہ۔۔۔ہر فن کو پڑھنے والا اس حدیث کو اپنے اوپر فٹ کرتا ہے۔۔اور بڑے ہی تعجب کی بات تو تب ہوتی ہے۔۔جب مارکیٹ میں کوئی بالکل جدید فن متعارف ہوا ہو تو اس پر بھی اس حدیث پاک کا اطلاق کرنے والے پائے جاتے ہیں۔۔۔

زمانہ عقل کی منطق کو زیادہ سمجھتا ہے تو چلیے تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ عقل والے آقا ومولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیارے فرمان میں عقلاً غور کرتے ہیں۔۔۔کون کون سا علم فرض ہے۔۔۔

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔۔۔اس قرآن میں عقائد ونظریات۔۔توحید ورسالت۔۔عظمت نبوت ورسالت۔۔قیامت، جنت، دوزخ کا بیان۔۔۔نیز شریعت کے احکام درج ہیں۔۔۔کن کن کاموں کا کرنا فرض ہے اور کن کن سے بچنا فرض ہے۔۔۔ان کو کرنے کا طریقہ کیا ہے۔۔۔یہ تفسیر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائی۔۔۔نماز، روزہ، حج، زکوۃ، حقوق اللہ، حقوق العباد، خرید وفروخت، کاروبار، نکاح، طلاق، ریاست کے قوانین، قضا وحدود کا بیان وغیرہ وغیرہ۔۔۔ایسے اُمور ہیں جن کا عمر کے مختلف اوقات میں علم حاصل کرنا ضروری اور فرض ہوجاتا ہے۔۔۔جھوٹ، غیبت، چغلی، حسد، تکبر، کفر وشرک، چوری چکاری، دغا، دھوکا، رشوت وغیرہ معاملات سے بچنا بھی فرض ہے۔۔۔لیکن خالی اتنا بول دینے سے کرنے والے اور نہ کرنے والے کاموں کا علم نہیں ہوجاتا۔۔۔بلکہ ان کا علم سیکھنے سے آتا ہے، بغیر سیکھے کچھ بھی نہیں آتا۔۔۔تو جب یہ سب باتیں کرنے یا نہ کرنے کے اعتبار سے فرض ٹھہرائی تو ان کا علم بھی فرض ہوگا۔۔۔فرض چیز کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہوتا ہے۔۔۔یہی مطلب ہے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا: علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔۔۔فرض چیز چھوٹ جائے تو نافرمانی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

شمار ہوتی ہے۔۔۔کیا دنیا میں مروّج علوم کو حاصل نہ کرنے والا اللہ ورسول کا نافرمان شمار کیا جائے گا؟؟؟؟ بالکل نہیں۔۔۔کیونکہ یہ سب فرض نہیں ہیں۔۔۔اور جو فرض ہیں ان میں معافی نہیں ہوتی۔۔جن میں معافی ہے وہ فرض نہیں۔۔

یہاں پر کسی کے ذہن میں سوال اُبھر سکتا ہے تو کیا دنیا کہ باقی سارے علم ناکارہ ہیں؟؟؟ان کا کوئی فائدہ نہیں؟؟؟ان پر کوئی ثواب نہیں؟؟؟ساری زندگی کیا ضائع ہوگئی لوگوں کی؟؟؟

سارے علم ناکارہ ہیں۔۔۔سارے علم بے فائدہ ہیں!!!!! ان پر کوئی ثواب نہیں!!!!زندگیاں ضائع کردیں!!!! میں نے ایسا کچھ نہیں لکھا۔۔۔میں نے صرف فرض علم کی نشاندہی کی ہے۔۔۔جس کو حاصل نہ کرنے پر کل کو پیشی ہوسکتی ہے۔۔۔

ہاں!!! کوئی علم بے فائدہ نہیں۔۔بلکہ نیت حسنہ کے ساتھ ہو تو اکثر قدیم اور جدید علوم پر ثواب بھی ملے گا۔۔۔دنیا میں کامیاب زندگی گزارنے کی کنجی علم بھی ہے۔۔۔تو اس کنجی کو حاصل کیجیے!!!!

مالدار کرنے والا علم:

کچھ سال پہلے کی بات ہے۔۔۔بل گیٹس (جو کہ دنیا کا سب سے امیر ترین شخص رہا ہے) کے بارے میں ایک خبر پڑھی۔۔۔بل گیٹس نے اعلان کیا۔۔۔جو بچہ اسکول، کالج چھوڑ کر میرے پاس علم حاصل کرے گا میں اس کو چند ہزار ڈالر (تعداد یاد نہیں) دوں گا ۔۔۔میں ان اسکول کالجز کی پڑھائی سے مطمئن نہیں، یہ کچھ نہیں دیتی (مفہوماً)۔۔۔

میں بِل کی اس بات کو سمجھ نہ سکا۔۔۔کیونکہ ہمارے معاشرے میں تو کامیاب ترین شخص اُس کو سمجھا جاتا ہے جس نے ماسٹرز کیا ہو یا اب اس سے بھی چند سال اوپر لگالے ۔۔۔وقت گزرتا رہا۔۔۔سیلف ہیلپ کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔۔رابرٹ کیوساکی کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کتاب ''امیر باپ غریب باپ''۔۔بھی اس طرح کی گفتگو سے بھری پڑی تھی۔۔۔ اسکول کالجز میں پڑھائی جانے والی پڑھائی کافی نہیں ہے۔۔۔حتیٰ کہ مسٹر رابرٹ نے اپنی ایک کتاب کا نام رکھا۔۔اگر آپ مالدار بننا چاہتے ہیں تو اسکول چھوڑ دیجیے۔۔۔اس کے امیر باپ (چچا) کے پاس کوئی ڈگری نہیں تھی، ایک بزنس مین تھا۔۔لیکن اس کے آگے درجنوں ڈگری ہولڈرز ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے تھے۔۔۔اور غریب باپ ایک لائق پروفیسر تھا، جس کی ساری عمر نوکری میں گزری۔۔۔

ایک اردو کالم پڑھنے کو ملا جس کا لب لباب یہی تھا کہ دنیا کے امیر ترین لوگوں میں سے شاید کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس نے کسی یونیورسٹی سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی ڈگری کے ذریعے مال کمایا ہو۔۔۔انگریزوں سے لے کر پاکستانی ماہر نفسیات تک ۔۔۔ایک بہت بڑی تعداد ہے جس نے مروّجہ تعلیم کو ناکافی قرار دیا۔۔۔اب ذرا خود سوچیے!!!!۔۔جس مال کو حاصل کرنے کے لیے۔۔۔ڈگریاں لیں، وہ بھی نہ ملے تو زندگی کے ساتھ کتنی بڑی زیادتی اور ناانصافی ہے۔۔۔ یا پھر مجھے یوں کہنے دیجیے، ہم نے مال حاصل کرنے کے لیے ہی علم سیکھا اور اس علم نے ہمیں سوائے چند ہزاروں کی نوکری کے کچھ نہ دیا۔۔۔بڑے بڑے خواب، بس خواب ہی رہ گئے!!!!!ممکن ہے میری باتیں آپ کو غصّہ دلا رہی ہوں۔۔۔لیکن مجھے سچ اُگلنے دیجیے۔۔۔۔پاکستان میں بظاہر اَن پڑھ، انگریزی کے چار جملے بھی نہ بول سکنے والے۔۔۔بنگلوں اور دو دو کروڑ کی لینڈ کروزروں میں گھومتے ہیں۔۔۔جب کہ لاتعداد ڈگری ہولڈرسی ڈی 70 پر زندگی کے ایام گزار رہے ہوتے ہیں۔۔۔ یہ ظلم نہیں ہے۔۔۔ بلکہ جو کاروبار اور تجارتِ علم انہوں نے تجربے سے حاصل کیا ہوتا ہے۔۔۔وہ ڈگری والوں کے پاس نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں سکھایا جاتا ہے ۔۔۔اور ڈگری کا گھمنڈ انہیں سیکھنے بھی نہیں دیتا۔۔۔وہ چاہتے ہیں کہ ہم نے جب اتنی محنت کی ہے۔۔۔اتنی مشکل سے ڈگری حاصل کی ۔۔۔دنیا دار خود ہمارے پاس چل کر آئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اور۔۔۔بہت بڑی نوکری جھولی میں ڈال دیں۔۔لیکن ایسا کچھ نہیں ہوتا۔۔۔

کیا میں آپ کے حاصل کیے ہوئے علم کی توہین کر رہا ہوں؟؟؟ یا اس سند کی جو آپ کو علم کا امتحان پاس کرنے کے بعد ملی ہے؟؟؟؟ جواب سوال میں!!!!

سوال: اگر اسکول کالجز کے علوم پر نوکریاں ملنی بند ہو جائے تو کیا آپ اسکول پڑھو گے؟؟؟؟؟

جواب:۔۔۔قطعاً نہیں!!!! کیونکہ غرض علم نہیں ہے۔۔ بلکہ۔۔۔نوکری اور پیسہ ہے۔۔۔جب علم سے محبت اتنی حد تک ہی ہو کہ اس کی سند سے نوکری ملے تو وہ علم نہیں بلکہ نوکری حاصل کرنے کا ایک سفارشی کاغذ ہے۔۔۔علم کے ساتھ آپ کو کوئی لینا دینا نہیں ۔۔۔جب علم سے کچھ لینا دینا نہیں، تو علم بھی آپ کو کچھ نہیں دے گا۔۔۔۔۔

اگر علم سے کچھ لینا چاہتے ہیں تو۔۔۔علم سے محبت کیجیے!!!!!

شفیعِ روزِ شُمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''دو حریص کبھی سیر نہیں ہو سکتے، ایک مال کا حریص اور دوسرا علم کا حریص۔''

جن کو دو میں سے ایک چیز کی بھوک لگ جائے، وہ کبھی بھی سیر نہیں ہو سکتا۔۔۔کبھی اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔۔۔کبھی وہ بس نہیں کرے گا۔۔۔مال کا بھوکا۔۔۔علم کا بھوکا۔۔۔مال کی بھوک تو دنیا میں ہر دوسرے بندے کو ہوتی ہے۔۔۔لیکن کتنی عجیب بات ہوتی ہے کہ اس مال سے پیٹ بھرنے میں پھر بھی لوگ ناکام رہتے ہیں۔۔۔دوسرا علم کا بھوکا۔۔جس کو علم کی پیاس لگ جاتی ہے تو۔۔۔وہ ساری عمر خود کو طالب علم شمار کرتا رہتا ہے ۔۔۔اس کا علم کسی ڈگری تک محدود نہیں رہتا۔۔۔بلکہ ڈگری کو بس دنیاوی معاملات کے پیشِ نظر ایک کاغذی کارروائی سمجھتا ہے۔۔حقیقت میں اس کا علم اور مطالعہ زندگی کے آخری لمحے تک رہتا ہے۔۔۔آج کے زمانے میں بھی ایسے علم کے پیاسے علماء موجود ہیں جن کی

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ساری زندگی کتب کے مطالعے میں گزر جاتی ہے۔۔۔لیکن ایسے لوگ دن بدن بہت ہی کم ہوتے جارہے ہیں۔۔۔

مسلمانوں کا روشن زمانہ۔۔۔ ماضی تھا۔۔۔اس کے علمی کارناموں سے آج تک دنیا فائدہ اُٹھارہی ہے۔۔اس پر گفتگو پیچھے گزر چکی ہے۔۔۔

بزرگوں کا مطالعہ:

☆ سیّدنا امام حسن بن زیاد کوفیر فرماتے ہیں: میرے چالیس سال اس طرح گزرے ہیں کہ سوتے جاگتے میرے سینے پر کتاب رہی۔۔

☆ امام نووی رحمہ اللہ ہر وقت مطالعہ کرتے رہتے تھے اور لکھتے رہتے تھے، یہاں تک کہ اسی طرح ساٹھ سال گزر گئے۔

☆ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کھانے کے وقت بھی مطالعہ کرتے رہتے تھے، حتیٰ کہ راستے میں بھی مطالعہ جاری رکھتے تھے۔۔۔یہی حال خطیب بغدادی کا بھی تھا۔امام ذہبی فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی راستے میں چل رہے ہوتے تھے کہ ان کے ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی۔۔

☆ ابن مکوی قرطبی عید کے دن بھی مطالعے سے چھٹی نہ کرتے تھے۔۔۔فرماتے ہیں میرے لیے کتاب پڑھنے سے بڑھ کر کوئی لذت اور راحت نہیں ہے۔

☆ ابو اسحاق بکری نے اپنی ساری زندگی کتب کا درس نہیں چھوڑا تھا، سوائے موت سے چند گھڑیاں پہلے۔۔۔جب ان کی نظر کمزور ہوگئی تو ان کا بیٹا پاس بیٹھ کر کتاب پڑھتا رہتا تھا جبکہ وہ سنتے تھے۔

☆ ابو جعفر مہری کے بارے میں قاضی عیاض فرماتے ہیں کتاب ہر وقت ان کے ہاتھ میں رہتی یہاں تک کے کھانے کے دوران بھی ساتھ ساتھ مطالعہ کرتے رہتے تھے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

☆عبداللہ بن احمد نحوی ۔۔۔جب بھی کوئی اہلِ علم فوت ہوتا تو یہ ان کی ساری کتابیں خرید لیتے تھے اور سارا دن لگاتار مطالعہ کرتے تھے۔

☆حسن بن احمد عطار ہمذانی کتابیں خریدنے اور مطالعے کے معاملے میں ایسے ہی تھے۔۔۔حتی کہ ان کے فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں انہیں دیکھا کہ کتابیں پڑھ رہے ہیں اور ارد گرد بہت بڑی الماریاں ہیں، جن میں لاتعداد کتابیں سجی ہیں۔۔

پوچھا گیا: یہ کتابیں کہاں سے آئیں؟ فرمانے لگے: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولا! دنیا میں جس کام میں میں مشغول رہتا تھا مجھے اسی میں مشغول کر دے۔۔۔ربّ تعالیٰ نے یہ سب عطا فرما دیا۔۔۔

☆خلیفہ حکم مستنصر باللہ نے سولہ سال حکومت کی اور وہ سینتیس سال کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔۔علم اور علما سے محبت کرنے والا تھا۔اس نے اتنی کتابیں جمع کیں جتنی اس سے پہلے کسی عرب بادشاہ نے نہیں کی تھیں اور نہ ہی بعد میں کسی نے کی۔۔کتابیں خریدنے کا معاملہ یہاں تک تھا کہ اس کا خزانہ خالی ہو گیا۔ابن الابار کہتے ہیں۔۔۔ہم اس کی لائبریری میں سے کوئی بھی کتاب اُٹھاتے، اس میں نشاندہی موجود ہوتی کتاب کے مصنف کا نام، اس کا نسب، اس کی پیدائش اور وفات لکھی ہوتی تھی (جس سے پتا چلتا تھا کہ بادشاہ نے یہ کتاب پڑھی ہے)۔

☆فتاویٰ کی عظیم کتاب فتاویٰ عالمگیری جس کو فتاویٰ ہندیہ بھی کہا جاتا ہے۔۔۔ مستنصر باللہ کے کئی صدیوں بعد بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے سو بڑے بڑے علما کی مدد سے مرتب کروایا جو آج کل بھی برصغیر پاک و ہند کے دارالافتاؤں میں اپنا مقام بنائے ہوئے ہے۔

علم سے محبت اور عشق میں بادشاہوں کا یہ حال تھا تو علما کا کیا کہنا!!!!! آج کل لوگوں کے منہ سے یہ لفظ سننے کو ملتے رہتے ہیں کہ کتابوں میں کیا رکھا ہے؟؟؟ کتابیں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

پڑھنے سے کچھ نہیں ملتا۔۔۔جب ایسے الفاظ پڑھے لکھے افراد کے منہ سے سنے تو کیسا لگے گا؟؟؟؟جی ہاں!!!!جن کو ہم پڑھے لکھے کہتے ہیں ان کی زبان سے ایسے جملے سننے کو ملتے رہتے ہیں۔۔تو پھر مجھے کہنے دیجیے کہ ہم اسکول، کالجز علم کے لیے نہیں بلکہ محض چار کوڑیوں کے لالچ کے لیے جاتے ہیں۔۔تبھی ڈگری کے ہاتھ ہوتے ہوئے بھی علم اور اخلاق۔۔۔ دور دور تک نظر نہیں آتا۔۔۔

یاد رکھیے گا!!!اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اسباب کو پیدا فرمایا ہے۔۔ہر کام اللہ کے حکم سے ہی ہوتا ہے، لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اسباب کا عمل دخل ضرور رکھا ہے۔۔ اگر مسلمانوں کا ماضی روشن تھا تو انہوں نے اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوئے اسباب کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔۔۔علم کے اسباب مدرسے، ادارے، کتب، لائبریریاں ہی تھیں۔۔۔ آج اگر ہم مغرب کے گن گاتے تھکتے نہیں تو انہوں نے ان اسباب اور اُصولوں کو اپنایا ہے جو کہ ہمارا ماضی تھا۔۔حتیٰ کہ امیر ترین نظر آنے والا شخص بھی علم دوست ہوتا ہے اور کتب کو اس نے اپنی زندگی کا حصہ سمجھا ہوتا ہے۔

اگر ہم بہت ہی زیادہ کامیاب لوگوں کی عادت جاننا چاہتے ہیں؟؟؟؟؟تو سنیے!!!

☆ وہ بہت ہی زیادہ پڑھتے ہیں۔۔۔

وارین بفیٹ سے کسی نے ایک بار کلیدی کامیابی کے بارے میں جب پوچھا۔اُس نے قریبی کتابوں کی الماری کی طرف اشارہ کیا اور کہا،"ہر روز ان کتابوں جیسے پانچ سو صفحات پڑھیں۔۔۔اس طرح علم کام کرتا ہے۔۔یہ تعمیراتی مفاد کی طرح بناتا ہے۔۔۔ آپ سب یہ کر سکتے ہیں، لیکن میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ تم میں سے بہت سے لوگ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔۔

بفیٹ نے اس عادت کو بہت سنجیدہ لیا۔۔جب اس نے اپنا کیریئر شروع کیا تو ہر

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

روز چھے سو سے ۔۔۔ایک ہزار تک صفحات تک مطالعہ کرتا تھا۔۔۔، اور اب بھی ہر دن اپنے وقت کا اسّی فیصد حصہ مطالعے کو دیتا ہے۔۔

اور وہ اکیلا ایسا نہیں کرتا (بلکہ بہت سارے کامیاب لوگوں کی یہی عادت ہے)۔ یہاں چند ایسے لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو اپنی روز مرّہ زندگی میں اہم حصہ مطالعے کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔

☆ بل گیٹس ہر سال تقریباً پچاس کتابیں پڑھتا ہے، ایک ہفتے میں۔۔۔ایک کتاب۔۔

☆مارک کیوبا۔ ہر روز تین گھنٹے سے زائد پڑھتا ہے۔۔۔۔

☆ایلون مسک ایک اوتار ریڈر ہے اور جب اس سے پوچھا کہ وہ راکٹوں کی تعمیر کیسے سیکھتا ہے؟ تو انہوں نے کہا ''میں کتابیں پڑھتا ہوں''۔۔۔

☆2015 میں مارک زکر برگ نے ہر دو ہفتوں میں ایک کتاب کو پڑھنے کا فیصلہ کیا۔

☆اوپیرا ونفرے پڑھنے اور بحث کرنے کے لیے ہر ماہ اپنی پسندیدہ کتابوں میں سے ایک کو اپنے کلب کے ارکان کے لیے منتخب کرتی ہے۔۔(تا کہ پڑھ کر اپنے دوستوں میں تبصرہ کیا جائے۔۔ یاد رکھنے اور عمل کرنے میں آسانی رہے)

اور یہ صرف الگ الگ مثالیں نہیں ہیں۔۔۔ بلکہ بارہ سو امیر لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کیا گیا تو پتا چلا کہ ان میں سے اکثر مطالعہ کرنے والی اور پڑھنے والی شخصیات ہیں۔

کامیاب لوگ ہر چیز نہیں۔۔ بلکہ منتخب چیزیں پڑھتے ہیں۔۔۔اور وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کتابیں سیکھنے اور علم کے لیے رہنما کی حیثیت رکھتی ہیں۔

دراصل، امیر اور غیر امیر کی پڑھنے کی عادات کے درمیان ایک قابلِ ذکر فرق موجود ہے۔۔۔رچ کورلی کے مصنف، ٹام کورلی کے مطابق:

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

''امیر لوگ اپنے آپ کو بہتر بنانے، علم حاصل کرنے اور کامیابی حاصل کرنے کے لیے مطالعہ کرتے ہیں۔۔۔(امیر سے مراد: جن کی سالانہ آمدن ایک لاکھ ساٹھ ہزار ڈالر ہوتی ہے اوران کے مالی اثاثے سوا تین ملین ڈالر سے اوپر ہوتے ہیں۔)

جبکہ غریب افراد بنیادی طور پر تفریح کے لیے مطالعہ کرتے ہیں۔(غریب سے مراد: جن کی سالانہ آمدن پینتیس ہزار ڈالر سے کم اوران کے اثاثے پانچ ہزار ڈالر سے کم مالیت کے ہوتے ہیں۔)

کامیاب لوگ ناول، ٹیبلوز اور میگزین پر علمی کتابیں اور پبلکیشنز کو ترجیح دیتے ہیں۔۔۔اورخاص طور پر وہ کامیاب لوگوں کی زندگیوں پر لکھی جانے والی کتابوں کا مطالعہ کرتے اوران پر بنی ڈاکیومینٹری کو دیکھنا پسند کرتے ہیں۔

ایسے بہت سارے کامیاب لوگوں کی مثالیں موجود ہیں جن کو اسکولز یا تعلیمی اداروں سے باہر نکال دیا گیا لیکن یہ صاف بات بھی موجود ہے کہ انہوں نے سیکھنا نہ چھوڑا۔۔۔اور مطالعہ ان کے لیے کامیابی کی چابی کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر کامیابی کے لیے پڑھنا آپ کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے کافی نہیں ہے ۔۔۔تو پڑھنے کے ان صحت مند فوائد پر غور کریں: پڑھنے سے کشیدگی، ڈپریشن اور ڈیمنشیا سے بچنے میں مدد ملے گی، جبکہ اعتماد، ہمدردی، فیصلہ سازی اور مجموعی زندگی کے اطمینان اور سکون میں اضافہ ہوگا۔

چلیے اب ذرا آئینہ بھی دیکھتے ہیں کہ ہمارے حالات کیسے ہیں:

یونیسکو کے ہیومن ڈیویلپمنٹ رپورٹ 2003ء کے مطابق دنیا بھر میں ایک مسلمان ایک سال میں اوسطاً ایک کتاب سے کم پڑھتا ہے۔۔۔۔۔اور ایک یورپین ایک سال میں اوسطاً پینتیس کتابیں پڑھتا ہے۔۔۔۔جبکہ ایک اسرائیلی شہری ایک سال میں اوسطاً چالیس کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے۔۔۔۔عرب تھاٹ فاؤنڈیشن کی کلچرل ڈیویلپمنٹ

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

رپورٹ 2011ء اس سے بھی بدترین آنکڑے دکھا رہی ہے۔ اس کے مطابق ایک اوسط یورپین سال میں دوسو گھنٹے مطالعہ کرتا ہے جبکہ ایک مسلمان اور عرب ایک سال میں اوسطاً چھ منٹ مطالعہ کرتا ہے۔۔۔۔۔(ہمارا مقابلہ کرانا ہو تو ٹی وی ڈرامے، نیوز، کھیل اور فلموں کا اوسط نکالا جائے۔۔۔ یہ آپ خود بھی ایک ماہ کا نکال کر دیکھیے!! خاص کر خواتین۔۔۔ ایک ماہ میں کتنے گھنٹے ڈرامے دیکھے!!!)

نوٹ: مذکورہ دونوں رپورٹس انٹرنیٹ سے لی گئی ہیں۔

اب آپ کو سمجھ جانا چاہیے کہ ہمارا روشنی سے اندھیروں تک کے سفر کی وجہ علم کے چراغ کو بجھا دینا ہے۔۔۔ جب علم کا چراغ بجھ جائے گا تو۔۔۔ ایمانیات، عبادات، اخلاقیات، معاشیات، معاشرت، سیاست، ریاست، عدالت ہر سمت اندھیرا ہی اندھیرا نظر آئے گا۔۔۔۔ بلوغت میں قدم رکھنے والے بچے کے پاس نہ عقیدہ ہوگا، نہ اخلاق ۔۔۔ نہ عمل، نہ ادب ۔۔نہ محبت، نہ شفقت۔۔نہ صبر، نہ تحمل۔۔۔قوت ارادی۔۔خود اعتمادی۔۔شکر گزاری۔۔۔ جادوئی بول چال۔۔۔ ہاتھ خالی ہوں یا چار کوڑیاں ۔۔۔ کاروبار کا ڈھنگ نہیں ہے تو۔۔۔ ایمانداری نہیں۔۔گھر میں سکون نہیں۔۔ برداشت اور صبر نہیں۔۔۔ مٹھاس اور مسکراہٹ نہیں۔۔۔۔غرض جس مرضی پہلو کو دیکھ لیجیے!!!!!!جب چراغ بجھ گیا تو ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا۔۔۔ چراغ کے نام پر اسکول اور کالجز تو موجود ہیں۔۔۔ وہاں صرف چراغ بیچنے کا کاروبار کیا جاتا ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ ڈگری کا چراغ صرف بیچنے کے لیے رکھا جاتا ہے۔۔۔ نہ کہ جلا کر اندر باہر روشن کرنے کے لیے۔۔۔ اور یہ بھی یاد رکھیے کہ چراغ تبھی جلتا رہے گا جب تک اس میں تیل ڈالتے رہیں گے۔۔۔ اگر تیل ڈالنا چھوڑ دیا تو تھوڑی دیر بعد چراغ بجھ جائے گا۔۔۔ آپ کا علم بھی اتنی دیر تک بڑھتا رہے گا جب تک پڑھتے رہیں گے۔۔ جونہی مطالعہ کو چھوڑ دیا۔۔ علم بھولنا شروع۔۔

ایک بزرگ رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

''جب تک تم طالب علم ہو۔۔۔تب تک تم عالم ہو۔۔۔جس وقت علم کو طلب کرنا چھوڑ دیا۔تو جاہل بن گیا۔۔''

خلاصہ:۔۔۔علم سے بے لوث اور بلا معاوضہ محبت کیجیے۔۔۔۔۔مفید کتب کا مطالعہ کیجیے۔۔

جیسا شعبہ، ویسا علم:

دنیا کا اکثر حصہ سمندر ہے اور کم حصہ خشکی۔۔۔ربّ تعالیٰ نے پانی میں وہ طاقت رکھی ہے کہ جب جوبن پر آئے تو جزیروں کے جزیرے ڈبودے۔۔۔اس کے اندر ڈوبی ہوئی بے شمار چیزیں۔۔۔صبح قیامت تک باہر نہ نکل سکے گی۔۔۔حتیٰ کہ سائنس دانوں کے نزدیک سمندر کی تقریباً اسّی فیصد سے زیادہ مخلوق دریافت نہیں ہوسکی۔۔۔سمندری سفر کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ چاہے وہ اوپری سطح پر منزل مقرر کرے یا تہہ میں سمت کا مقرر کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔ورنہ موجوں کی روانی اسے بھٹکا دے گی۔۔۔ چاروں جانب منتشر دوڑتے ہوئے زندگی گزر جائے گی۔۔۔۔فائدہ۔۔۔ندارد۔۔۔۔ اسی طرح وہ شخص جس نے منزل مقرر مکّہ پاک یا مدینہ پاک کی طرف کی ہو اور دورانِ سفر معلومات آسٹریلیا کی حاصل کرتا رہے۔۔۔معلومات تو ملی لیکن جہاں جانا تھا وہاں سے غافل رہا۔۔

پانی کے سمندر کی طرح علم کا سمندر بھی ایسا ہی گہرا، عجیب اور لامحدود ہے۔۔کوئی اس کی تہہ تک پہنچ کر بس نہیں کرسکتا۔۔۔اوّل تو اس میں چھلانگ لگانے والے کم ہیں۔۔۔ پھر جو لگائے ان میں بھی منتشر ذہنی کا شکار ہونے والوں کی ایک تعداد ہے۔۔۔کیا پڑھنا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔۔کیا نہیں۔۔۔۔پتا بھی نہیں چلتا کہ سمندر کی شارک انہیں کھا چکی ہوتی۔۔۔زہریلی کتابیں ایمان برباد کر کے ملحد اور لبرل بنا چکی۔۔۔پھر جنہوں نے سمت مقرر کی۔۔۔ان میں سے بہت سارے۔۔سمت کی الٹی جانب مطالعہ کرنے میں مگن رہتے ہیں۔۔۔نتیجہ۔۔جو چاہیے تھا وہ ملا نہیں۔۔۔۔جو نہیں لینا تھا وہ لے لیا۔۔۔۔باقی رہ گئے وہ لوگ۔۔۔جو اپنی سمت اور منزل کے مطابق مطالعہ کرتے ہیں۔۔۔ان کی تعداد بہت کم ہے۔۔لیکن یہ کامیاب اور اعلیٰ قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔۔

آئن سٹائن سے کسی نے پوچھا کہ ایک میل میں کتنے فٹ ہوتے ہیں۔۔۔اس نے فوراً جواب دیا کہ مجھے نہیں پتا۔۔۔مطلب جس کام سے میرا لینا دینا نہیں، اس میں سر کیوں کھپاؤں!!!!!

☆ہنری فورڈ کے خلاف ایک اخبار میں طنزیہ کالم چھپا۔۔۔جس میں اس کے پاس اسکولی تعلیم نہ ہونے پر تنقید کی گئی تھی۔۔اس نے کالم لکھنے اور چھاپنے والوں کے خلاف مقدمہ عائد کرا دیا۔۔کورٹ میں پیشی ہوئی۔۔ملزم وکیل نے ہنری سے سوالات شروع کیے۔۔جو کچھ اس طرح کے تھے۔۔۱۷۷۶ء کی بغاوت کو ختم کرنے کے لیے کتنے فوجی بھیجے گئے؟؟؟۔۔فلاں بندہ کون تھا۔۔۔ہنری غصے میں آ کر بولا۔۔اگر آپ کو ان احمقانہ سوالات کے جوابات چاہیے۔۔تو ایک فون کال سے ان فنون کے ماہرین کو بلا کر جوابات دلوا سکتا ہوں۔۔۔۔جب میرے اختیار میں ایسے بندے ہیں تو میں ان فضول معلومات کو جمع کرنے میں کیوں اپنا وقت ضائع کروں۔۔۔جس سے میرا لینا دینا ہی نہیں۔۔۔

آپ کیا کام کرتے ہیں۔۔۔یا کیا کرنا چاہتے ہیں؟؟؟اس کے متعلق مطالعہ کرنا ایسے ہی ضروری ہے جیسے جسم کی نشوونما کے لیے ضروری خوراک۔۔۔ڈاکٹر، استاد، کسان، دکاندار، سیل مین، پراپرٹی ڈیلر، افسر، ملازم غرض جو کوئی جس بھی ادارے میں کام کرتا ہے۔۔۔اگر وہ ترقی کرنا چاہتا ہے تو اپنے کام سے متعلقہ کتابوں کو مارکیٹ سے تلاش کر کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

حاصل کرے اور مطالعہ کرے۔۔۔نتیجہ خود ہی نظر آنا شروع ہو جائے گا۔۔۔۔مسائل کیسے حل کیے جائیں؟؟؟ پریشانیوں سے جان چھڑانے کا طریقہ۔۔۔۔خوشی کیسے حاصل ہو۔۔سکون کیسے ملے؟؟؟ ازدواجی تعلقات بہتر بنانے کے طریقے وغیرہ موضوعات کا بھی مطالعہ ضروری ہے۔۔۔بعض لوگ ان کتابوں کو ہاتھ ڈالنا توہین سمجھتے ہیں۔۔۔میں صرف اتنا کہوں گا کہ لکھنے والا کوئی پاگل نہیں تھا جس نے زندگی کا قیمتی وقت نکال کر تحقیق کی اور دو سو میں آپ کے لیے تحقیق جمع کر دی اور آپ اس کو ہاتھ لگانے سے بھی کترائیں!!!! تعجب ہے۔۔۔ہمارے پاکستان میں بھی اب سیلف ہیلپ کتابوں کا رجحان بڑھتا جا رہا ہے اور پھر اردو میں ترجمہ سونے پر سہاگے کا کام دے رہا ہے۔۔۔ماہرین نفسیات نے ان کتابوں میں اپنی زندگیوں کے نچوڑ لکھ ڈالے ہیں۔۔پرانی سیلف ہیلپ کتابوں میں احیاء العلوم۔۔۔کیمیائے سعادت۔۔۔قوت القلوب وغیرہ سرفہرست ہیں۔

خلاصہ:۔۔۔۔اپنے شعبے اور حاجات کے متعلق مطالعہ کیجیے!!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اُصول نمبر:7

اپنا کام کیجیے!!!!!!

اس دنیا میں جب آئے تو خالی ہاتھ تھے، جوں جوں بڑھتے رہے۔۔۔خواہشات اور مرادیں بھی بڑھتی رہیں۔۔۔اچھی زندگی۔۔اچھا گھر۔۔مال و دولت۔۔اچھے کھانے ۔۔اچھے خاندان۔۔حتیٰ کہ لوگوں کے لیے یا دین کی تبلیغ کے لیے بھی آج کے زمانے میں کچھ کرنا ہے تو اس میں بھی مال۔۔وافر بینک بیلنس کی ہر کسی کو تمنا ہوتی ہے۔۔۔ممکن ہے کہ ہمارے ساتھ والے گھر میں بڑی گاڑی سے لے کر اچھا مکان بھی ہو۔۔عمدہ رہن سہن ہو۔۔۔لیکن ہم صرف دل میں حسرت لیے وقت گزار رہے ہوں۔۔۔کہ کوئی اچھی نوکری ملے۔۔۔کہیں سے لاٹری لگ جائے۔۔۔سوؤں تو صبح پیسوں کی بارش ہو۔۔۔لیکن ایسا کچھ نہیں ہوتا؟؟؟؟۔۔۔کیا ایسا ممکن نہیں؟؟؟؟۔۔کیا ہم امیر نہیں ہو سکتے؟؟؟ کیوں نہیں!!! ایسا ہوسکتا ہے بلکہ۔۔ہوتا بھی ہے۔۔۔۔دنیا کے امیر ترین لوگوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔جن کے رہن سہن کے انداز تک عام بندے کی عقل پہنچ ہی نہ پائے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

۔۔۔ بلکہ دور مت جائیے ہمارے پاکستان میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔۔۔جن کے پاس اتنی دولت ہے کہ پورا پورا ضلع خرید لیں۔۔۔ملک کا سارا نظام ہی ان کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ ہر آنے والی حکومت کے ساتھ ان امیر لوگوں کے تعلقات ہوتے ہیں ۔۔۔ شریف برادران، زرداری، ملک ریاض، محمد منشا گروپ، جہانگیر ترین جیسے لوگوں کے پاس اربوں ڈالرز کی مالیت اور اثاثے ہیں۔۔ یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے کہ حرام ہے یا حلال ۔۔۔۔اس سے نیچے چلیے تو سینکڑوں ارب پتی لوگ۔۔ہزاروں کروڑ پتی۔۔۔لاکھوں لکھ پتی بھی۔۔۔اس غریب ملک میں پائے جاتے ہیں۔۔۔بہت سارے ایسے بھی ہیں جن کی کمائی دھوکہ دہی اور فراڈ سے پاک ہوتی ہے۔۔حلال کماتے ہیں۔۔ایماندار ہیں اور مالدار بھی۔۔۔

اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال اُبھرے کہ میں ان میں کیوں شامل نہیں ہوں؟؟؟ تو میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ آپ اس کتاب کا شروع سے مطالعہ کیجیے!!!!لفظ۔۔کیوں؟؟ شکوہ اور ناشکری کی طرف اشارہ کرتا ہے۔۔۔ارادہ، خود اعتمادی، فیصلہ، اہم سوچ، با مقصد زندگی، شکر گزاری، سخاوت اور علم جیسے اُصول پڑھنے کے بعد۔۔۔لفظ کیوں نہیں۔۔ بلکہ ۔۔۔کیسے۔۔۔منہ سے نکلنا چاہیے۔۔۔

میں کیسے مالدار بن سکتا ہوں۔۔۔؟؟؟؟

جواب:۔۔۔پچھلے اُصولوں سے مدد لیتے ہوئے۔۔۔۔۔

اپنا کام کیجیے!!!!!اپنا کاروبار بنائیے!!!!اپنے اثاثے بنائیے!!!!!

یاد رکھیے!!!مالداری کاروبار میں ہے نوکری میں نہیں۔۔۔ایک چاہنے والے سے میری اس موضوع پر بات ہوئی تو میں نے کہا کہ اپنا کام کیجیے!!!!اس کے سوا کام نہیں چل سکتا۔۔۔تو انہوں نے بڑے ہی پیار سے کہا کہ جناب!!!! ساری دنیا کاروبار کرنے لگ جائے تو نوکریاں کون کرے گا؟؟؟ یہ سوال آپ کے ذہن میں بھی آ سکتا ہے۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بات تو ٹھیک ہے۔۔۔سب اپنا کام کرنے لگ جائیں تو کاروبار میں بھی تو ملازم رکھنے پڑتے ہیں، وہ بھی تو نوکری ہی ہے۔۔۔پھر دنیا کا نظام کیسے چلے گا؟؟؟ یہ ممکن ہی نہیں کہ سب لوگ کاروبار کرنے لگ جائیں۔۔۔

بات بالکل صحیح ہے۔۔میں سو فیصد متفق ہوں کہ سب ہی کاروبار کرنے لگ جائیں تو نظام نہیں چل سکتا۔۔۔لیکن میں پھر بھی کہتا ہوں کہ۔۔۔اپنا۔۔۔کام۔۔۔کیجیے!!!!!

مجھ سے پہلے ہزاروں مصنف سیلف ہیلپ اور کاروبار وغیرہ کے موضوع پر کتابیں لکھ چکے۔۔۔وہ بھی یہی کہہ کہہ کر چل بسے۔۔کاروبار کیجیے۔۔۔بعض مصنف کی کتابیں لاکھوں لاکھ سیل ہوئیں۔۔۔تیس تیس زبانوں میں ان کا ترجمہ کیا گیا۔۔۔سوال یہ ہے کہ کتنوں نے پڑھا۔۔۔اور پھر کتنوں نے عمل کیا؟؟؟؟

پاکستان کی آبادی بائیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔۔۔فرض کیجیے!!! میری یہ کتاب پہلے ایڈیشن میں ایک ہزار چھپتی ہے۔۔۔خریدنے والوں میں سے پانچ سو نے خریدی۔۔۔پھر۔۔۔ڈھائی سو نے پڑھی۔۔۔عمل پچاس نے کیا۔۔۔اور کاروبار شروع کرنے والے۔۔۔۔دس۔۔۔لوگ ہوں تو۔۔۔۔کیا یہ میرا کہنا غلط ہے کہ۔۔۔۔اپنا کام شروع کیجیے!!!!!

مذکورہ تناسب سے ہزار گنا زیادہ اگر نتیجہ نکلے تو بھی میرا کہنا قطعاً غلط نہ ہوگا کہ۔۔۔۔اپنا کام کیجیے!!!!!

اپنے کام، تجارت، کاروبار کی اہمیت تو اسلام میں بھی بہت زیادہ ہے۔۔۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔

وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔

اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سُود۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

بیع خرید وفروخت کو کہتے ہیں، جس میں انسان اپنی مرضی کے اعتبار سے نفع رکھ سکتا ہے۔۔۔آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی ہونے کی برکت سے نفع کی مقدار معین نہیں ہے۔۔۔ ایمانداری کرتے ہوئے، ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے بچتے ہوئے۔۔۔انسان اپنے مال کو جتنا مرضی بڑھا کر بیچ دے، اس کا نفع حلال ہے۔۔۔یہی کاروبار اور تجارت کی برکت ہے۔۔۔جو آپ کو نوکری میں نہیں مل سکتی۔۔۔مروی ہے کہ:۔۔اللہ تعالیٰ نے رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تاجر کو دیئے ہیں۔۔اور ایک حصہ ساری دنیا کو۔۔۔

اب ذرا دنیا میں نظر گھما کر دیکھیے۔۔۔مال و دولت نوکری کرنے والے کے پاس زیادہ ہے یا۔۔۔اپنا کام کرنے والے کے پاس۔۔۔۔۔؟؟؟؟

کروڑ پتی صحابی:

تجارت کرنا اللہ کے پیارے انبیا علیہم السلام اور بالخصوص آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت ہے۔۔۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے صحابہ بھی تجارت کیا کرتے تھے۔۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مالداری اور سخاوت کا ہر مسلمان کو پتا ہے۔۔۔لیکن آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی کو اگر میں آج کے زمانے کے اعتبار سے بھی ملینیر (Millionaire) کہوں تو غلط نہ ہوگا۔۔۔صحابہ میں سب سے زیادہ مالدار اور مالداری کے باوجود ان کا مقام دیکھیے۔۔۔وہ عشرہ مبشرہ میں بھی شامل ہیں(۱)۔۔۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف۔۔۔۔رضی اللہ عنہ۔۔۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی مالداری کی خاص وجہ یہ تھی کہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس اصحاب وہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی دنیا میں خبر دے دی گئی ان کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

آپ کو مال اور اولاد میں برکت کی دعا دی تھی۔۔۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کاروباری سمجھ بوجھ عطا فرمائی تھی۔

☆ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے اور مکہ سے مہاجر صحابہ بھی تشریف لے آئے۔۔۔تو بے روزگار ہونے کی وجہ سے زندگی کے دن گزارنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مہاجر صحابی کو مدینہ پاک کے ایک ایک صحابی کا بھائی بنا دیا۔۔۔اس واقعے کو ''مواخاۃ مدینہ'' کہا جاتا ہے۔۔۔اسی وجہ سے مدینہ کے صحابہ کو انصار (مددگار) کہا جاتا ہے۔۔۔اس مواخات کی دنیا میں مثال ملنا مشکل ہے۔۔۔اس حکم پر ایسے عمل کیا گیا کہ۔۔۔ہر انصاری صحابی نے اپنے مکان، جائیداد، زمین اور مال و متاع میں اپنے مہاجر بھائی کو برابر کا شریک کر لیا۔۔۔اور آدھا حصہ بانٹ کر دے دیا۔۔۔لیکن مہاجرین نے بھی نہایت خود داری کا ثبوت دیا اور شکریہ کے ساتھ انصار بھائیوں کی دولت پر قبضہ کر لینے کے بجائے سب کچھ واپس کر دیا۔۔۔اور خود محنت مزدوری کر کے گزر اوقات کرنے لگے۔۔۔

اس مواخات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کو حضرت سعد بن ربیع کا بھائی بنا دیا تھا۔۔۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے کہا: انصار میں۔۔میں سب سے زیادہ مال دار ہوں۔۔میں اپنا مال بانٹ کر نصف آپ کو دیتا ہوں۔۔۔میری دو بیویاں ہیں، ان میں سے ایک کو جو آپ پسند کریں میں طلاق دیتا ہوں۔عدّت گزرنے پر آپ اس سے نکاح کر لیجئے۔۔۔حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے اہل اور آپ کا مال آپ کو مبارک ہو۔۔۔کیا یہاں کوئی بازارِ تجارت (منڈی) ہے؟۔۔۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں ہے۔۔۔اور انہیں ''بَنُو قَینُقَاع'' کے بازار کا پتا بتایا۔۔۔حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ صبح منڈی گئے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

۔۔۔شام کو منافع کا پنیر اور مکھن ساتھ لائے۔۔۔اسی طرح روزانہ منڈی میں جاتے اور تجارت کرتے رہے۔۔تھوڑے ہی عرصے میں وہ مالدار بن گئے اور انہوں نے شادی بھی کر لی۔۔۔۔

☆ کہا جاتا ہے کہ ایک بار آپ نے تین سو اونٹ خریدے۔۔۔اور۔۔۔بغیر کسی نفع سے تین سو اونٹ جتنے میں خریدے تھے۔۔اتنے میں بیچ دیئے۔۔۔اور تین سو درہم۔۔۔نفع بھی کما لیا۔۔۔اونٹ رسیوں سمیت خریدے تھے۔۔۔اور رسیاں اُتار کر بیچے۔۔ ایک رسّی ایک درہم کی تھی۔۔ پھر تین سو رسّیاں بیچ کر تین سو درہم حاصل کر لیے۔۔۔

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس زمانے میں آپ نے آدھا مال صدقہ کر دیا۔۔پھر اپنے مال میں سے پہلے چار ہزار درہم (چاندی کے سکّے) صدقہ کیے، پھر چالیس ہزار درہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کیے۔۔۔اس کے بعد چالیس ہزار دینار (سونے کے سکّے) صدقہ کیے۔۔۔پھر پانچ سو گھوڑے اور اس کے بعد پانچ سو اونٹ راہِ خدا میں صدقہ کیے۔۔۔آپ نے زیادہ تر مال تجارت کے ذریعے کمایا تھا۔۔۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ہر روز تیس غلاموں کو آزاد کیا کرتے تھے۔۔۔

☆ ایک روایت کے مطابق حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اپنی ساری زندگی میں تیس ہزار غلاموں کو آزاد کیا۔۔

☆ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ آیا، اس قافلے میں گندم، آٹے اور کھانے سے لدے ہوئے سات سو اونٹ تھے۔۔۔۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شور سنا تو اس بارے دریافت فرمایا۔۔۔تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا تجارتی قافلہ واپس آیا ہے، جس میں گندم، آٹے اور طعام سے لدے ہوئے سات سو اونٹ ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جنت میں گھسٹتے ہوئے داخل ہوں گے۔۔۔ جب یہ بات حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو آپ نے کہا: اے میری ماں! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ تمام اونٹ اپنے ساز وسامان کے ساتھ اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔۔۔

☆ جب حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کے ترکہ میں حاصل ہونے والے سونے (GOLD) کو کلہاڑوں سے کاٹا گیا، یہاں تک کہ لوگوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہ کے ترکہ میں ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں اور ایک سو گھوڑے شامل تھے، جو بقیع کی چراگاہ میں چرتے تھے۔۔۔

☆ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ہر بدری صحابی کو چار چار سو دینار دیئے جائیے۔۔۔ اس وقت سو بدری صحابی حیات تھے۔۔۔ کل چار لاکھ دینار۔۔۔

☆ آپ نے ایک ہزار گھوڑوں کو فی سبیل اللہ صدقہ کرنے کی وصیت فرمائی۔۔۔ اور وصیتوں پر عمل کرنے کے بعد جب آپ کا مال تقسیم کیا گیا تو۔۔۔ وقتِ وفات آپ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو۔۔۔ اسّی اسّی ہزار دینار ورثے میں ملے۔۔۔ یہ بھی یاد رہے:۔ اولاد کی موجودگی میں بیوی کا حصہ 1/8 ہوتا ہے۔۔۔ وصیتوں کے بعد جو بھی مال بچے گا۔۔۔ اس میں سے بیوی کو کُل کا آٹھواں حصہ دیا جاتا ہے۔۔۔

اب ذرا کتاب کی فہرست نکالیے اور غور کیجیے!!!! سیدنا عبدالرحمن بن عوف نے زندگی میں جن اُصولوں پر زندگی گزاری، ان میں سے کچھ اس کتاب میں موجود ہیں؟؟؟؟ یہ آپ کے ذمے ہے۔۔۔ غور کیجیے!!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اپنے اور دوسرے کے کام میں فرق:

فرض کیجیے آپ کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔۔اپنی آمدنی کے اعتبار سے آپ کے لیے کرایہ دینا بھی آسان ہوسکتا ہے۔۔۔جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے۔۔۔آپ کے دل میں یہ تمنا پیدا ہونا شروع ہوجائے گی کہ میرا اپنا مکان ہونا چاہیے۔۔۔آپ مہینے کا دس ہزار کرایہ دے رہے ہیں۔۔لیکن۔۔۔اپنا مکان دس لاکھ کا بنانا پڑے گا۔۔۔نوکری سے جو کماتے تھے وہ خرچ بھی ساتھ ساتھ کرتے رہے۔۔۔۔اللہ نہ کرے۔۔۔آپ کسی حادثے کا شکار ہو جائیں اور۔۔۔۔مکان بنانے کا خیال ذہن سے ہمیشہ کے لیے نکل جائے۔۔۔تو آپ کس کو قصور وار کہیں گے؟؟؟قسمت؟؟؟یا جس کی وجہ سے حادثہ ہوا؟؟؟ ۔۔۔ اخراجات؟؟؟۔۔۔لیکن ان آپشن میں۔۔۔آپ ۔۔۔کیوں نہیں ہو۔۔۔؟؟؟

چلیے دوبارہ شروع کرتے ہیں۔۔۔۔دس ہزار کا مکان۔۔۔دس سال کرایہ۔۔۔ ٹوٹل کرایہ۔۔۔۔ بارہ لاکھ۔۔۔۔جبکہ اپنا مکان۔۔۔فرض کیجیے۔دس لاکھ۔۔۔۔اب بتایئے قصور کس کا؟؟؟۔۔۔آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ گھر کرائے پر نہ لیتا تو رہتا کیسے؟؟؟ بات درست ہے۔۔۔سوال یہ ہے کہ۔۔جب ایک ماہ میں دس ہزار کرائے کے لیے نکلتا رہا تو کیا پانچ ہزار بھی اپنے مکان کے لیے نہ نکال سکے؟؟؟؟؟

کرائے پر مکان لینے سے لمبے دورانیے کی پریشانی کا عارضی حل تو نکل آیا لیکن اس عارضی حل کو آپ نے اپنے مکان کی مشکل سے بچنے کے لیے ساری زندگی کے لیے اپنا لیا۔۔۔اور آپ کے ہاتھ کچھ نہ لگا۔۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یہی فرق نوکری اور کاروبار میں ہے۔۔۔نوکری لمبے دورانیے کا عارضی حل تھا۔۔۔ آپ روزانہ آٹھ۔۔نو گھنٹے۔۔۔اپنی زندگی کے۔۔دوسرے بندے کے لیے کام کرتے ہیں۔۔۔دس سال تک آپ نے جتنی بھی محنت کی۔۔۔دوسرے کے لیے۔۔جتنا بھی دماغ کھپایا۔۔۔دوسرے کے لیے۔۔۔جب آپ حادثے کا شکار ہوئے تو۔۔۔اپنا کیا تھا پاس؟؟؟ کچھ نہیں۔۔۔اگر آپ نے آٹھ میں سے دو گھنٹے اپنے لیے کام کیا ہوتا۔۔۔اپنا بنانے کی کوشش میں رہتے تو دس سال کے اندر اندر نوکری کو خیر باد کہہ چکے ہوتے۔۔۔اور ۔۔۔اپنا وقت۔۔اپنا دماغ سب کچھ اپنے لیے استعمال ہونا تھا، نا کہ دوسرے کے لیے ۔۔۔اسی حال میں آپ کا حادثہ ہو جائے یا چل بسیں۔۔یا۔۔کام کو خیر آباد کہہ دیں تو آپ کے وارث کام ادھر سے شروع کریں گے جہاں سے آپ نے چھوڑا۔۔۔۔کیا نوکری میں بھی ایسا ہوتا ہے؟؟؟؟ کبھی نہیں۔۔۔آپ کا بیٹا پڑھے گا۔۔بڑا ہو گا۔۔۔پھر کام تلاش کر کے نئے سرے سے آمدن۔۔۔آپ کی محنت۔۔کام۔۔۔سر کھپائی۔۔۔زندگی کے۔۔۔ ہزاروں گھنٹے کی محنت۔۔۔اس کی جس کے آپ نوکر تھے۔۔۔آپ کو اس نوکری کی تنخواہ مل گئی۔۔۔ہاں!!!!مالک کا اپنا کام تھا اس لیے۔۔آپ نے دیواریں اس کی زمین پر بنائیں تو عمارت بھی اس کی ہو گی۔۔۔

ہنر ہوتے ہوئے بھی اپنے لیے زمیں خرید کر عمارت نہ بنا سکے۔۔۔

امیر۔۔امیر کیوں اور غریب۔۔۔غریب کیوں؟؟؟؟

ایک بار میرے ایک دوست نے مجھے میسج کیا کہ پیسے بہت کماتا ہوں۔۔لیکن برکت نہیں ہوتی۔۔سب لگ جاتے ہیں۔۔۔مجھے کوئی وِرد بتا دیجیے۔۔میں نے دعائیں اور وِرد بتانے کے بعد کہا: اپنی آمدن میں سے کچھ نہ کچھ بغیر کسی کو بتائے جمع کرتے جایئے۔۔۔پھر۔۔میں نے اس سے سوال کیا کہ اگر آپ کو پندرہ لاکھ ملے تو کیا کریں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

گے؟؟؟ اُس نے جواب دیا:۔۔۔گاڑی لوں گا!!!! مجھے اسی طرح کے جواب کی امید تھی۔

چلیے!!! آپ اپنے آپ سے سوال کیجیے!!! اگر آپ کے پاس۔۔دس ۔۔۔ بیس۔۔تیس ہزار آجائے۔۔۔یا دس لاکھ آجائے تو آپ کیا کریں گے۔۔۔؟؟؟ اگر جواب میں۔۔۔خواہشات اور عیاشی کا سامان آئے تو سمجھ لیجیے گا کہ آپ کی سوچ غریبوں والی ہے۔۔۔۔

یاد رکھیے!!!! کاروباری لوگ اثاثے بناتے ہیں۔۔۔جبکہ ۔۔۔۔غریب اور نوکریوں والے لوگ مالی بوجھ بڑھاتے ہیں۔۔۔

میں نے یہ نہیں کہا کہ امیر لوگ نوکریاں نہیں کرتے بلکہ کیریئر کی ابتدا میں نوکریوں کی ضرورت پڑسکتی ہے۔۔۔امیر اور غریب سوچ میں فرق یہ ہے کہ امیر لوگ عیاشی بعد میں کرتے ہیں، پہلے اثاثے بناتے ہیں۔۔جبکہ غریب لوگ۔۔۔عیاشی کرتے ہیں لیکن کاروبار نہیں کرتے۔۔۔

ایک شخص کی آمدن پچاس ہزار روپیہ ہے۔۔۔اس کا گھریلو خرچ بھی پچاس ہزار ہی ہے۔۔۔لیکن اس کی ترقی ہوئی اور آمدن ساٹھ ہزار ہوگئی۔۔۔

امیر سوچ:۔۔۔۔پچاس ہزار خرچہ۔۔۔دس ہزار بچت ۔۔۔سال بعد۔۔ایک لاکھ بیس ہزار۔۔۔سامان خریدا اور۔۔کاروبار میں لگادیا۔۔۔۔

فرض کیجیے!!!اس سوا لاکھ نے مہینے کا پندرہ ہزار منافع دیا۔۔۔

مالی بوجھ (اخراجات)۔۔۔۔پچاس ہزار۔۔۔۔

آمدن۔۔۔60 + 15= 75

اب اگر دس ہزار کی عیاشی کی جائے تو۔۔۔۔۔پھر بھی پندرہ ہزار باقی بچتا ہے۔۔۔ یادرکھیے!!!!امیر سوچ۔۔۔رُکتی نہیں ہے۔۔۔بلکہ بقیہ پندرہ ہزار سے۔۔۔۔سال بعد ۔۔۔ایک لاکھ اسّی ہزار اپنے۔۔سوا لاکھ والے کاروبار میں لگا کر۔۔۔اپنے ہی کام سے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

چالیس ہزار ماہانہ کمالیا جائے اور کچھ عرصے بعد۔۔۔نوکری خدا حافظ۔۔۔کام اپنا اپنا۔

غریب سوچ:۔۔۔پچاس سے ساٹھ ہوئے۔۔۔دس ہزار خرچہ بڑھ گیا۔۔۔ ساٹھ سے لاکھ ہوئے۔۔۔خرچہ بڑھا۔۔اچھے کھانے۔۔اچھے لباس۔۔۔اور فخر بھی کہ ہم کنجوس تو نہیں ہے؟؟؟ اللہ نہ کرے جمع کر لیے تو۔۔۔۔جو میں اوپر کہہ چکا۔۔لاکھ کی نوکری۔۔۔لاکھ خرچہ۔۔پندرہ لاکھ جمع کرے کہ گاڑی لے لی۔۔خرچہ۔۔۔ایک لاکھ بیس ہزار۔۔۔اب اوور ٹائم لگنا شروع۔۔۔۔اپنا کیا بنایا؟؟؟؟ کچھ بھی نہیں۔۔۔جوں جوں آمدن بڑھی، مالی بوجھ بڑھتا رہا۔۔۔اور۔۔۔اثاثے۔۔صفر۔۔۔

علامہ قاری لقمان شاہد صاحب زید مجدہ (گجرات پاکستان) فرماتے ہیں:
میرے ایک دوست، جنھوں نے کاروباری سلسلے میں بہت سارے ملکوں کا دورہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

میں یورپ گیا۔۔۔تو ہندستان کے ایک باشندے سے ملاقات ہوئی، جو بہت بڑا کاروباری تھا۔۔۔۔اُس نے اپنی سرگذشت سنائی کہ میں جب یورپ آیا۔۔تو مجھے ایک گاؤں میں ماہانہ تقریباً چھے سو یورو پر نوکری ملی۔۔۔اُس وقت ہندستان میں میرے گھر کے اخراجات تقریباً۔۔سات آٹھ ہزار۔۔ہندستانی روپے تھے۔۔۔مجھے پہلی تنخواہ ملی تو میں نے دانش مندی یہ کی کہ اُس میں سے صرف دس ہزار گھر بھجوایا، بقیہ رقم اپنے پاس محفوظ کر لی۔۔۔میرے گھر والے بہت خوش ہوئے، کیوں کہ میں نے اُنھیں ضرورت سے دو ہزار زائد بھجوائے تھے۔۔۔۔اگر میں اُنھیں ساری تنخواہ بھجوا دیتا، تب بھی وہ اتنے ہی خوش ہوتے لیکن اُس کا نقصان یہ ہوتا کہ وہ اپنے اخراجات بڑھا لیتے اور میں بھی کبھی آگے نہ بڑھ سکتا، بلکہ ساری زندگی ''کمایا اور کھا لیا'' والا ماحول رہتا۔دو چار ماہ مَیں نے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اِسی طرح کیا کہ گھر صرف خرچہ بھیجتا اور بقیہ پیسے محفوظ کر لیتا۔۔۔اِس دوران میرے پاس مناسب رقم جمع ہوگئی۔۔۔اتوار چھٹی ہوا کرتی تھی، میں نے سوچا کہ کیوں نہ بازار کا دورہ کروں اور دیکھوں کہ لوگ کس طرح کاروبار کرتے ہیں۔۔۔۔چناں چہ میں بازار گیا اور صبح سے شام تک گھوم پھر کر دیکھتا رہا کہ۔۔۔لوگوں کی ضرورت اور پسند کیا ہے۔۔۔اِسی طرح مَیں ہر اتوار بازار جاتا اور بڑے غور سے دیکھتا۔۔۔۔جب مجھے صحیح طرح سمجھ آ گئی تو میں نے اپنی جمع پونجی لی اور بازار سے بچوں کے کھلونے اور روزمرّہ استعمال کی کچھ چیزیں خرید کر ایک ٹھیلا کرائے پر لیا اور مناسب جگہ کھڑا ہو گیا۔۔۔۔رات کو میں نے اپنی سیل کا حساب کیا تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ صرف ایک دن میں تقریباً ڈیڑھ، پونے دو سو یورو نفع ہوا تھا۔۔۔

اب میرا معمول بن گیا کہ پورا ہفتہ مزدوری بھی کرتا اور چھٹی کے دن ٹھیلا بھی لگاتا۔۔۔کچھ دن یہ سلسلہ چلتا رہا اور میرے پاس اتنی رقم جمع ہوگئی جس سے کاروبار وسیع کر سکتا تھا۔۔۔تو میں نے نوکری کو خیر باد کہہ کر اِمپورٹ، ایکسپورٹ کا کاروبار شروع کیا جو کہ آج دنیا کے کئی ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔۔۔۔اور میں بہت بڑا مال دار بن چکا ہوں۔۔

اس کا اُلٹ کیجیے۔۔۔تو!!!!

امریکہ میں ایک نوجوان باکسٹ بال کا چیمپین بن گیا۔۔۔جس کی وجہ سے اس کی آمدن۔۔لاکھوں ڈالر سے تجاوز کر گئی۔۔جتنا عرصہ میدان میں رہے دولت کی فروانی رہی ۔۔۔جس طرح آتی رہی اسی طرح اُڑا دی۔۔۔ریٹائر ہونے کے کچھ ہی عرصے بعد جب سب ختم ہو گیا تو ایک پیزا کی دکان پر کام کرنے لگ گئے۔۔۔۔وہاں سے بھی چھٹی اس وجہ سے ہوگئی کہ اپنی باکسٹ بال چیمپین کیپ اُتارنا گوارا نہیں تھا۔۔۔

ہمارے ملک پاکستان میں بھی ایسے نظارے آپ کو ملتے ہیں۔۔۔خاص کر فلموں،

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ڈراموں میں کام کرنے والے اداکار۔۔۔جب بوڑھے ہوجاتے ہیں۔۔ان کا کوئی حال پوچھنے والا بھی نہیں ہوتا۔۔۔ایک بہت ہی مشہور پاکستانی اداکار ہسپتال میں ایڑیاں رگڑتا مرگیا۔۔۔اسی طرح ایک اداکارہ کے پاس آخری عمر میں کھانے کو روٹی ملنا بھی مشکل ہوگئی تھی۔۔۔۔کیوں؟؟؟سوچیے!!!

اصل تعریف کے حق دار وہ لوگ ہوتے ہیں۔۔۔جنھوں نے قطرہ قطرہ جمع کر کے اثاثے بنائے ہوں۔۔۔لیکن بہت سارے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔۔جن کو قسمت نے اثاثے بنانے کا بھرپور موقع دیا ہوتا ہے۔۔۔لیکن۔۔۔مذکورہ فرق کی سمجھ نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔۔وہ مواقع ضائع کر بیٹھتے ہیں۔۔۔بعد میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔۔کاش میں نے اس وقت اپنا کچھ شروع کیا ہوتا۔۔۔۔کس وقت؟؟؟اس وقت جب آپ کے گھر کا خرچہ۔۔لاکھ کے لگ بھگ تھا۔۔آپ کو اچھی نوکری ملی،آپ کی آمدن دو لاکھ ہوگئی تو۔۔۔آپ نے خرچہ بڑھا لیا۔۔۔ہفتہ وار کھانا باہر کھانا شروع کر دیا۔۔۔جب آپ نے گھر میں غیر ضروری چیزوں کو ضروری سمجھ کر ان پر مال ضائع کر دیا۔۔۔جب آپ نے وہ موبائل جو اس وقت ایک لاکھ کا تھا خریدا اور بیگم کو بھی تحفے میں دیا۔۔۔جس کی قیمت پانچ سال بعد دس ہزار بھی نہ رہی۔۔۔جب آپ کو کوئی بے وقوف جس کو یہ موقع نہیں ملا تھا۔۔۔۔نصیحتیں کرتا رہا کہ جناب کچھ بنا لو۔۔۔کچھ اثاثے خرید لو۔۔صدا وقت ایک جیسا نہیں رہتا۔۔۔آپ یہ کہہ کر رد کر دیتے تھے۔۔۔۔اپنے پاس تو کچھ ہے نہیں، مجھے نصیحتیں کرتا ہے۔۔۔۔

بعد میں سوائے رونے دھونے کے کچھ ہاتھ نہ رہا۔۔۔۔

کہاوت مشہور ہے:۔۔ایک احمق اور دولت دونوں ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے اور جلد ہی ان کے راستے جدا ہوجاتے ہیں۔۔۔

اگر آپ کے پاس موقع ہے تو فائدہ اُٹھایئے!!!!سنبھل جایئے!!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اثاثے اور مالی بوجھ:

اوپر دو لفظوں کو کئی بار میں نے استعمال کیا ہے۔۔۔اس کی تفصیل بتانے سے پہلے یہ بتا دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔یاد رکھیے!!!!!

امیر لوگ اثاثے بناتے ہیں۔۔۔۔اور۔۔۔۔۔غریب لوگ مالی بوجھ۔۔۔۔

اثاثہ:(Asset)

ہر وہ چیز جو آپ کی مالیت میں اضافہ کرے اثاثہ کہلاتی ہے۔۔۔

اثاثے کی تعریف میں بھی لوگ دھوکے میں رہتے ہیں۔۔۔اکثر لوگوں کا نظریہ ہوتا ہے۔۔ان کا گھر۔۔ان کی کار۔۔ان کا ضروری ساز و سامان۔۔جو ان کا پیسہ دن رات چوس رہا ہوتا ہے۔۔۔وہ اثاثہ ہے۔۔۔جبکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔۔اثاثہ آپ کا مال چوستا نہیں ہے۔۔بلکہ آپ کو مالدار کرتا ہے۔۔۔یہ پلانٹ اور انجن کی طرح کام کرتا ہے۔۔آپ سوئے ہوں۔۔تفریح پر ہوں۔۔خاندان کے ساتھ ہوں۔۔آپ کے اثاثے اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔۔۔پاکستان کے ارب پتی خاندانوں کے حالات پڑھتے ہوئے میں نے اس قانون کو مدنظر رکھا۔۔۔اثاثوں کے قانون کا سو فیصدی درست ہونا ہر امیر خاندان کے کیریئر میں مجھے نظر آیا۔۔۔ان میں سے کسی نے بھی ایک رتّی برابر بھی اس قانون سے انحراف نہیں کیا۔۔۔جوں جوں اثاثوں میں اضافہ ہوتا رہا توں توں دولت دوگنی چوگنی سے لے کر۔۔۔دو تین سو فیصد تک سالانہ بڑھتی رہی۔۔۔ایک مختصر سی مثال دیتا ہوں۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

داؤد گروپ: سال اور اثاثے۔

سال	کرنافلی پیپر مل	بوریوالہ ٹیکسٹائل	داؤد کاٹن	سنٹرل انشورنس (؟)	لارنس پور	داؤد پیٹرولیم	ٹوٹل
۱۹۵۴	۴ کروڑ ۵۰ لاکھ	۱ کروڑ ۵۰ لاکھ	۵۰ لاکھ	---	---	---	۶ کروڑ ۶۰ لاکھ
۱۹۶۱	---	---	---	۲۵ لاکھ	---	---	۷ کروڑ ۸۵ لاکھ
۱۹۶۳	۴ کروڑ ۶۰ لاکھ	---	۲ کروڑ	---	۹۴ لاکھ	---	۹ کروڑ ۲۹ لاکھ
۱۹۶۸	۴ کروڑ ۶۰ لاکھ	۲ کروڑ ۷۰ لاکھ	۳ کروڑ ۶۰ لاکھ	---	۹۴ لاکھ	۴ کروڑ ۵۰ لاکھ	۱۶ کروڑ ۵۹ لاکھ

انشورنس کا ذکر صرف مثال کی حد تک ہے یہ یاد رکھیے علماء شرع انشورنس کرنے کروانے اور اسکے کاروبار کی اجازت نہیں دیتے کہ یہ حرام ہے۔۔۔

اس مثال کو غور سے دیکھیے۔۔۔جوں جوں اثاثے بڑھتے رہے۔۔۔آمدن بڑھتی رہی۔۔اتنی بڑی رقم کو دیکھ کر پریشان مت ہوجایئے گا، یہ صرف مثال تھی۔۔آپ ہزاروں کی آمدن کا حساب لگا کر اس کو سمجھ لیجیے۔۔۔پھر عمل کرنا بھی آسان ہی لگے گا۔۔۔

☆ کسی کاروبار میں شرکت۔۔مال کو انویسٹ کرنا۔۔۔ مال دے کر کام کرانا (مضاربت)۔۔۔دکان۔۔۔مکان کرائے پر چڑھانا۔۔۔زمین خریدنا۔۔۔چھوٹی بڑی موٹر گاڑیاں خرید کر کرائے پر دینا۔۔۔ پرائز بونڈز۔۔جائیداد۔۔۔زیورات وغیرہ۔۔ غرض ہر وہ چیز جو آپ کی مالیت میں اضافہ کرے۔۔وہ اثاثے میں شمار ہوگی۔۔۔یاد رکھیے!!!! آپ اگر امیرانہ سوچ سوچتے ہوں تو۔۔۔اثاثے چین کی طرح کام کریں گے ۔۔۔ ایک بعد دوسرا۔۔۔دوسرے کے بعد تیسرا۔۔۔تیسرے کے بعد چوتھا۔۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اثاثوں سے ملنے والی آمدن کو اگر نصف اپنے اخراجات کے لیے بھی استعمال کریں اور نصف نئے اثاثوں کے لیے۔۔۔تو بھی زندگی۔۔۔خواہشات کے مطابق گزاری جاسکتی ہے۔۔۔لیکن افسوس کے اثاثوں کی بجائے ہم مالی بوجھ تلے دبنا پسند کرتے ہیں۔۔

مالی بوجھ:

ہر وہ چیز جو آپ کی آمدن کو دیمک سے بھی زیادہ جلدی کھا جاتی ہے۔۔مالی بوجھ کے زمرے میں آئے گی۔۔مالی بوجھ اور اخراجات ملتی جلتی اشیا کے نام ہیں۔۔۔امیر بننے اور امیر رہنے کے لیے پہلا قدم اور آخری اثاثوں کو خریدنا ہے۔۔۔جب اس پر عمل نہ ہو تو امیر بننا صرف خواب ہی رہ جاتا ہے۔۔۔

مالدار ہونے اور مالدار نظر آنے میں بہت فرق ہے۔۔۔متوسط سوچ رکھنے والے لوگ مالدار دکھنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔اسی وجہ سے وہ مالدار بن نہیں پاتے۔۔۔ 80 فیصد سے زیادہ لوگ جب تنخواہ ہاتھ میں لیتے ہیں تو اپنی ساری رقم مالی بوجھ میں لگا دیتے ہیں۔۔۔ٹیکس۔۔رہن سہن۔۔فکس اخراجات۔۔خوراک۔۔لباس۔۔تفریح۔۔ قرضے۔۔کریڈٹ کارڈ اور بینک کٹوتی۔۔۔اگر ان اخراجات سے بڑھ کر رقم مل جائے تو ۔۔۔بجائے اثاثوں کے وہ مزید مالی بوجھ میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔۔یاد رکھیے!! آپ کا ذاتی گھر۔۔گاڑی۔۔۔جن کو استعمال کے لیے رکھتے ہیں، وہ سب مالی بوجھ ہیں۔۔متوسط طبقہ خوب محنت بھی کرتا ہے۔۔۔اپنی آمدن میں اضافہ بھی کراتا ہے۔۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ مالی بوجھ بھی بڑھاتا رہتا ہے۔۔جس طرح اثاثے خود بخود مال دیتے ہیں۔۔۔اسی طرح بہت سارے مالی بوجھ خود بخود اپنا پیٹ بڑا کرتے رہتے ہیں۔۔۔اور وہ سارا وزن آپ پر ڈال دیتے ہیں۔۔پھر آپ اوور ٹائم لگاتے، صحت خراب کرتے ہیں۔۔اور یونہی پریشانیوں میں زندگی بسر کرتے رہتے ہیں۔۔۔مالی بوجھ رکھنے والا شخص

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

یہ تو کہتا ہے کہ اخراجات بڑھتے جارہے۔۔لیکن اس سے غلطی کہاں ہوتی رہی، یہ نہیں سمجھ پاتا۔۔۔۔

میں اپنی بات پھر دہراتا ہوں:

☆امیر لوگ اثاثے خریدتے ہیں۔۔۔غریب لوگ مالی بوجھ بڑھاتے ہیں۔۔۔

☆امیر لوگ پہلے اپنا کام بناتے ہیں۔۔۔پھر عیاشی کرتے ہیں۔۔۔غریب لوگ عیاشی پہلے کرتے۔۔پھر خالی ہاتھ۔۔

☆امیر لوگ امیر نظر آنے کو ترجیح نہیں دیتے۔۔۔۔۔۔غریب لوگ امیر نظر آنے کو ترجیح دیتے ہیں۔۔۔جبکہ امیر ہوتے نہیں۔۔

آخر لوگ اپنے کام سے کیوں بھاگتے ہیں؟؟؟؟

اپنے کام کے اتنے فوائد ہونے اور اپنا ذاتی کام نہ ہونے کے سبب ہونے والے نقصان کے باوجود لوگ اثاثے بنانے سے بھاگتے ہیں۔۔۔پیسے اور دولت ہونے کے باوجود بھی اتنی زحمت گوارا نہیں کرتے کہ اپنا کچھ بنالیا جائے۔۔۔بلکہ کسی کا نوکر بن کر کام کرنے کو ترجیح دیا جاتا ہے۔۔۔دوسرے لفظوں میں مجھے کہنے دیجیے۔۔۔لیڈر شپ اور حکمرانی کا وہ مادّہ جو ربّ تعالیٰ نے مرد میں رکھا ہے ہم اس کو ختم کر کے۔۔۔نیچے لگے رہنا پسند کرتے ہیں۔

اپنا کام نہ بنا پانے کے چند اسباب درج ذیل ہیں۔۔۔۔

☆خوف:

کاروبار نہ کرنے کی سب سے بڑی وجہ مال ضائع ہوجانے کا خوف ہے۔۔۔یہ خوف بالکل سچ ہے۔۔۔یہ خوف بڑے بڑے کاروباریوں کو بھی رہتا ہے۔۔۔لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ کاروباری اس خوف سے مقابلہ کرتے ہیں۔۔۔جبکہ نوکری والے حضرات

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ساری زندگی نقصان کے خوف سے قدم اُٹھانے سے ڈرتے رہتے ہیں۔۔۔یونہی سمجھ لیجیے کہ ایک بچہ امتحان اس ڈر سے نہیں دیتا کہ میں فیل ہو جاؤں گا۔۔۔جبکہ پاس ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے،تھوڑی بہت محنت کر کے امتحان دیا جائے۔۔۔اگر بالفرض نقصان بھی ہو جائے۔۔۔تو۔۔۔کامیاب لوگوں کی زندگیوں کو پڑھیے۔۔۔ان کے لیے نقصان میں بھی ایک سبق ہوتا ہے۔۔۔جس سے سیکھ کرنا کامی کو کامیابی میں بدلتے ہیں۔۔۔ایڈیسن کی مثال عام طور پر دی جاتی ہے۔۔۔جب اس سے سوال کیا گیا دس ہزار تجربے تو تمہارے ناکام گئے۔۔۔اس نے کہا۔۔نہیں!!! بلکہ میں نے سیکھا کہ ان دس ہزار سے بلب ایجاد نہیں ہوسکتا۔۔۔

زندگی میں کسی بھی قسم کے خوف کو ختم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہوتا ہے کہ اس میں کود جایا جائے۔۔پانی سے ڈرنے والے جب تک اس میں چھلانگ نہیں لگاتے خوف ختم نہیں ہوتا۔۔۔تقریر کرنے والے جب تک اسٹیج پر آنا شروع نہیں کرتے وہ تقریر نہیں کر سکتے ۔۔۔خوف زندگی میں اس پل کی طرح ہے جسے پار کر کے ہی آپ کامیاب ہوسکتے ہیں۔۔۔پار کیے بغیر آگے بڑھنے کا خواب دیکھنا ایسے ہی ہے جیسے رات اس خیال سے سونا کہ صبح میرے کارخانے چل رہے ہوں۔۔۔صبح کارخانے تو چلتے ہی ہیں لیکن وہ آپ کے نہیں بلکہ ان لوگوں کے ہوتے ہیں۔۔جنھوں نے خوف ختم کرلیا ہوتا ہے۔۔۔

یہ یاد رکھیے گا۔۔اگر آپ اپنے مال کو کاروبار میں لگا کر خوف ختم نہیں کریں گے تو ۔۔۔بھی۔۔۔ مال خرچ ہوتا رہے گا۔۔۔لیکن۔۔۔ پارٹیوں۔۔۔ ہوٹلوں۔۔۔ عیاشیوں۔۔۔کپڑوں اور دِکھاوے کے کاموں میں۔

اگر آپ خوف ختم کرنا چاہتے ہیں تو۔۔۔آنکھیں بند کر کے کاروبار کے سمندر میں چھلانگ لگا دیجیے!!!!

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

☆تکبر:

اسکول، کالجز کا چکّر لگا لینے کے بعد ہمارے ہاں اکثر افراد اپنا مفت کا معیار بنا لیتے ہیں۔۔۔ جو کہ محض صرف ان کی نظروں میں ہی ہوتا ہے۔۔۔اگر چند ایک لوگ اس کی طرف توجہ بھی دیں تو۔۔۔سوائے چار باتیں کرنے کے وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں دیں گے۔۔۔

یہ معیار ایسی بیماری ہے جو ہمارے پڑھے لکھے طلبہ کو اپنا کام کرنے سے روکتی رہتی ہے۔۔۔ ڈگری ہاتھ میں لیے نوکری کی تلاش میں مارے۔۔مارے۔۔پھرنے والے دوست چھوٹی موٹی تجارت اور کاروبار اس لیے نہیں کر پاتے کہ ان کی ۔۔انا۔۔انہیں اجازت نہیں دیتی۔۔۔جبکہ معاشرے میں اس انا کی قیمت چار کوڑیاں بھی نہ ہو۔۔۔ایسی ۔۔۔انا۔۔۔کو پھینک دینا بہت ضروری ہے۔۔۔ورنہ صرف انا ہی رہے گی۔۔۔جو بھوک تو مٹا نہیں سکتی۔۔۔ہاں اندر اندر سے آپ کو کھاتی رہے گی۔۔اور یہ خبریں بھی ملتی ہیں کہ فلاں جگہ فلاں پڑھے لکھے شخص نے نوکری نہ ملنے کی وجہ سے خودکشی کر لی۔۔۔

☆بے صبری:

صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔۔یہ محاورہ تو ہر کسی کی زبان پر جاری رہتا ہے۔۔جتنا اس کا وِرد کیا جاتا ہے۔۔۔عمل اتنا ہی اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔۔۔میٹھا پھل کھانے کے لیے۔۔۔بیج لگانا پڑتا ہے،، پھر پودا اُگتا ہے۔۔۔وہ بڑا ہوتا ہے۔۔پھل کی عمر کو پہنچ کر ۔۔پھل دیتا ہے۔۔۔پھر۔۔۔پھل پکتا ہے۔۔۔تب جا کر اس کی مٹھاس نصیب ہوتی ہے۔۔۔بیج سے لے کر۔۔پھل اُگنے تک صبر کیا۔۔۔لیکن پکنے سے پہلے ہی توڑ لیا۔۔پھر بھی مٹھاس سے محرومی ہی رہتی ہے۔۔۔تو ان لوگوں کا کیا حال ہے۔۔جو رات بیج لگا کر صبح میٹھا پھل توڑنے کے لیے نکل پڑتے ہیں۔۔۔آپ یقیناً ایسوں کو کم از کم پاگل کے درجے میں شمار کریں گے۔۔۔تو پھر مجھے کہنے دیجیے۔۔۔ہمارے ہاں لوگوں کے کاروبار نہ کرنے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

کی ایک بہت بڑی وجہ دوسرے ہی دن پھل ملنے کی تمنا کرنا ہے۔۔۔جب انھیں بتایا جائے کہ کاروبار چلنے میں صبر کرنا پڑے گا۔۔۔لگا تار محنت اور کوشش کرنی ہوگی۔۔تب کہیں جا کر۔۔اس کا پھل ملے گا۔۔۔تو ایسے لوگوں اور صبر کے درمیان دور دور کا رشتہ بھی نہیں ہوتا جس سے تعاون کر کے فوائد حاصل کر سکیں۔

صرف اتنا ہی نہیں۔۔۔جب کاروبار کے فوائد لوگوں کو پتا چلتے ہیں تو۔۔۔اللہ اللہ کر کے۔۔۔کچھ لوگ کاروبار شروع کرتے ہیں۔۔۔لیکن جلد ہی سارا سرمایہ برباد کر کے خالی ہاتھ لیے گھر تشریف لے آتے ہیں۔۔۔ایسا کیوں؟؟؟؟صرف اس لیے کہ بیج لگا دیا اور دوسرے دن پھل توڑنے کا خواب دیکھا۔۔۔تیسرے دن۔۔ایک کونپل نکلی۔۔۔سوچا کہ اتنا سرمایہ لگانے کے بعد بھی صرف ایک کونپل۔۔۔کونپل اُکھاڑ کر سب ختم کر دیتے ہیں۔۔۔اور ساری عمر یہ گن گاتے کہ کاروبار میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔۔۔حلال طریقے سے کاروبار کرنا ممکن نہیں۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔۔۔جبکہ ناکامی کی وجہ صبر کا نہ پایا جانا ہے۔

نکتہ:۔کاروبار ہمیشہ تھوڑے سرمائے سے شروع کریں۔۔۔میٹھے پھل کے لیے صبر کرنا پڑتا ہے۔۔۔سارا پانی بیج کو لگا دیا تو۔۔۔پینے کے لیے کچھ بھی نہیں بچے گا۔۔

کچھوا کیوں جیتا؟؟؟

آپ نے کچھوے اور خرگوش کی دوڑ والی کہانی تو پڑھی ہوگی۔۔۔خرگوش دوڑ ہار جاتا ہے۔۔اور کچھوا دوڑ جیت جاتا ہے۔۔۔سارا زور اس پر دیا جاتا ہے کہ خرگوش کیوں ہارا!!!اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا کہ۔۔۔کچھوا کیوں جیتا۔۔۔خرگوش کی اسپیڈ تو تھی لیکن صبر اور استقامت نہیں تھا۔۔۔اور کچھوے میں صبر اور استقامت پائے جانے کی وجہ سے جیت اس کا مقدر بن گئی۔۔۔رفتار سست تھی،لیکن صبر اور استقامت نے کامیابی دی۔

اب تو آپ کی آنکھوں کو یہ منظر دیکھ لینا چاہیے :۔۔۔ ان اللہ مع

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

الصابرین۔۔۔بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔۔

اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ ان کی مدد کے ذریعے دیتا ہے۔۔۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:۔اللہ کے نزدیک سب سے پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہو۔

ایک ماہر نفسیات نے اپنے طلبہ کو لیکچر دیتے ہوئے سوال کیا:

آپ کو ایک کاروبار کرنے کی آفر دیتا ہوں۔۔لیکن یہ بات یاد رکھو۔۔۔کہ اس کا پھل پانچ سال بعد ملے گا۔۔۔پانچ سال کام کرنا پڑے گا۔۔کون ہے جو یہ کاروبار کرے گا؟

سب نے جواب دیا:

ایسے کاروبار کا کیا فائدہ جو پانچ سال بعد نفع دے گا۔۔۔ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

ماہر نفسیات نے کہا:

پانچ سال اس کے بھی گزر جانے ہے۔۔۔جس نے ابھی کام شروع کر لیا۔۔۔اور اس کے بھی جو یہ کہتا رہا کہ پانچ سال کون انتظار کرے۔۔۔۔جو ابھی شروع کرلے گا ۔۔وہ نفع کمالے گا۔۔جس نے نہیں کیا وہ پانچ سال بعد بھی یہی کہے گا۔۔۔پانچ سال کون انتظار کرے۔۔۔۔اور۔۔۔وقت بھی کسی کا انتظار نہیں کرتا۔۔

خلاصۂ بحث:

☆اپنا کاروبار شروع کیجیے!

☆آمدن میں سے کچھ بچا کر اس سے۔۔۔اثاثے بنائیے۔

☆اگر اپنی جان سے پیار ہے تو۔۔۔جمع شدہ سے مالی بوجھ اور اخراجات میں

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اضافہ مت کیجیے۔

☆نقصان کے خوف سے مقابلہ کیجیے اور فوراً کام شروع کیجیے!

☆بلاوجہ کے۔۔اسٹیٹس۔۔اور تکبّر سے جان چھڑا کر۔۔۔محنت کیجیے!

☆صبر کیجیے!!صبر کیجیے!!صبر کیجیے!!

آخری بات!!

کاروبار عوام کے ساتھ ساتھ علما اور طلبہ کے لیے بھی ضروری ہے۔۔۔ہمارے اسلاف تجارت کیا کرتے تھے۔۔۔آج بھی علما کے لیے ضروری ہے کہ اس طرف توجہ دیں۔۔تاکہ ان کے اپنے معاشی حالات درست ہونے کے ساتھ ساتھ دینی خدمات میں اضافہ ہوسکے۔۔۔مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔۔بچّوں کو علم کے ساتھ کچھ دوسرے ہنر بھی سکھاؤ جس سے بچہ کما کر اپنا پیٹ پال سکے۔۔۔یہ سمجھ لو کہ ہنرمند کبھی خدا کے فضل سے بھوکا نہیں مرتا۔۔۔

یہ سوال اُٹھ سکتا ہے کہ علما بھی کام کاج میں لگ جائیں تو۔۔۔پھر دین کی تبلیغ، تدریس، افتا وغیرہ کون سنبھالے؟؟؟؟ پہلی بات تو یاد رکھ لیجیے کہ سب کچھ ممکن ہے۔۔۔ہاں تلاش انسان نے خود کرنا ہوتا ہے۔۔۔اور تلاش کے لیے روشنی آپ کو میری یہ کتاب دے گی۔۔۔۔بہت سارے شعبۂ جات ایسے ہیں جن میں ابھی علما کی ضرورت ہے اور وہ شعبے دین کے ساتھ ساتھ دنیا کا بھی فائدہ دیں گے۔۔۔۔تجارت کو ہی دیکھ لیجیے!!!! آج کل باطل اور فاسد کاروباروں کا سمندر اُمنڈ چکا ہے۔۔۔قلم کے ساتھ ساتھ پریکٹیکل طور پر بھی تجارت کر کے لوگوں کو دِکھانا علما کی ذمے داری ہے۔۔۔ہاں!!!درمیانی راہ کو تھامے رکھنا بہت ضروری ہے۔۔جب اغیار کاروبار کے ساتھ ساتھ اپنا علم ضائع نہیں ہونے دیتے، مطالعہ جاری رکھتے ہیں۔۔تو کیسے ہوسکتا ہے کہ کاروبار کی وجہ سے آپ کا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مطالعہ رک جائے۔۔۔مگر!!!!! مجھے یہ کہنے دیجیے جب حالاتِ زمانہ کی وجہ سے فقہی مسائل میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے۔۔تو اندازِ تبلیغ اور تدریس میں تبدیلی کیوں واقع نہیں ہوسکتی۔۔۔آج کے زمانے کے طلبہ جتنا سنبھال سکتے ہیں۔۔اتنا ہی انہیں دیا جائے۔۔۔ ٹنکی کا سارا پانی ایک جگ میں کیسے سما سکتا ہے؟؟؟۔۔طلبہ کو ان کے ذہن کی وسعت کے مطابق علم دیجیے۔۔۔باقی علم کو دوسرے شعبۂ جات میں خرچ کیجیے!!!!۔۔۔جب ایسا ہونے لگے تو نئے موضوعات پر تحقیق کے ساتھ ساتھ تحریر۔۔تقریر۔۔۔کا وقت تو ملے گا ہی۔۔۔اپنا کام کرنے کا وقت بھی مل جائے گا۔۔۔۔

مجھے اندازہ ہے اس نقصان کا جو فنون نہ پڑھانے سے ہوتا ہے۔۔۔لیکن۔۔ مجبوری ہے۔۔جگ بھر دیجیے اور باقی علم کے پانی سے باغات سیراب کیجیے۔بنجر زمینوں اور صحراؤں میں کھیت اُگائیے۔

اقبال کہتا ہے:۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں
ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

تھی زندگی سے نہیں یہ فضائیں
یہاں سینکڑوں کارواں اور بھی ہیں

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر
چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں

اگر کھو گیا ایک نشیمن تو کیا غم

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

مقاماتِ آہ و فغاں اور بھی ہیں

تُو شاہیں ہے پرواز ہے کام تیرا
تیرے سامنے آسماں اور بھی ہیں

اسی روز و شب میں اُلجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

گئے دن کے تنہا تھا انجمن میں
یہاں اب میرے راز داں اور بھی ہیں

تمت بالخیر۔۔۔۔۔۔۔

الحمدللہ رب العالمین۔۔۔وصلی اللہ علی رسولہ الکریم وآلہ و اصحابہ اجمعین۔۔۔۔۔

۱۵ اکتوبر ۲۰۱۸۔۔۔۔جمعۃ المبارک

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

(کالم، جو اس کتاب کی تصنیف کا باعث بنا)

اسلامی تعلیمات اور Self Help Books

کچھ عرصہ قبل مجھے بھی سیلف ہیلپ کورس کی کتابیں پڑھنے کا شوق چڑھا جو ابھی بھی اپنی آب و تاب کے ساتھ باقی ہے۔ میں مزید کتابوں کو حاصل کرنے کی تگ و دو میں رہتا ہوں۔ میں ان کتب کی افادیت کا منکر ہرگز نہیں، اس کے ساتھ یہ دیکھنے کو بھی آیا ہے کہ پاکستانی موٹیویشنل اسپیکر قاسم علی شاہ صاحب بھی اپنے جوبن پر ہیں کہ پاکستان میں تحریکی تقاریر کے ذریعے نوجوان نسل کی سوچ میں نئی روح پھونکنے میں کوشاں ہیں یہ قدم بلاشبہ قابل تحسین ہے۔۔ہاں!!!

ایک بات بیان کرنا ضروری سمجھوں گا کہ سیلف ہیلپ کتب میں جتنا بھی مواد جمع ہیں ان کا اکثر حصہ اسلامی تعلیمات سے میل کھاتا ہے۔ جن محقق اسکالرز نے یہ کتابیں لکھی ہیں، انہوں نے کامیاب اور پرسکون زندگی گزارنے کے جو اصول بیان کیے ہیں وہ تقریباً اسلامی تعلیمات میں موجود ہیں۔ یہ بات شاید میرے دل میں ہی رہتی، لیکن اس کا اظہار کرنے پر مجھے اسٹیفن آر کووے کی کتاب SEVEN HABITS OF HIGHLY EFFECTIVE PEOPLE کا اردو ترجمہ کرنے والے ڈاکٹر ظفر مرزا صاحب کی اس بات نے آمادہ کیا، جو انہوں نے خود اس کتاب کے متعلق لکھی کہ "اس میں ہمارے مشرقی ماحول، روایات اور سوچ کی بہت باتیں کی گئی ہیں"

اس کے علاوہ BRINE TRACY,DR ,M . R KOPMEYR DAVID J SCHWARTZ اور مردولال اگروال، وغیرہ کی کتب جو میرے پاس موجود ہیں ان کا حال بھی ملتا جلتا ہی ہے۔

اسلامی تعلیمات اور ان سیلف ہیلپ کورسس کتابوں میں دو طرح سے فرق ہے۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

اول: اسلامی تعلیمات میں تھیوریز بیان کی گئی ہیں جبکہ سیلف کورسس اسکالرز نے تجربات و مشاہدات کے ذریعے اصول کو بیان کیا ہے۔ اور جو اصول نکلے وہ اسلامی تعلیمات کی تھیوریز ہی ثابت ہوئی۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے اسلامی اصولوں کو چوری کیا ہے اور ایسا کہنا بلا دلیل بالکل غلط ہے۔ لیکن میں یہ ضرور کہنے کا حق دار ہوں کہ تحقیقات کے بعد جو اصول انہوں نے بنائے وہ پہلے اسلامی تعلیمات میں موجود ہیں گویا کہ وہ شعوری یا لاشعوری طور پر اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ کامیاب زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ اسلام ہی ہے۔

دوم: ان محققین کے اصول کا مرکز دنیاوی زندگی ہے بعد موت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ صرف اور صرف اس زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کے اصول ہیں جبکہ اسلام کی تعلیمات کا مقصد بعد موت فلاح و کامیابی ہے۔۔۔ جب آخرت پر نظر رکھ کر، اللہ کی رضا کے لیے ان اصولوں کے مطابق زندگی گزاری جائے تو آخرت تو سنورے گی ہی لیکن اس کے ضمن میں دنیا میں کامیابی حاصل بھی حاصل ہو جائے گی۔

قبل اس کے کوئی شخص یہ گمان کرے کہ دعوی تو جناب آپ نے کر دیا، اس پر کوئی دلیل بھی دیجیے! تو لیجیے! (طوالت کے خوف کی وجہ سے چند امثلہ پر اکتفا کیا ہے)

میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

بشروا ولا تنفروا یسروا ولا تعسروا (بخاری و مسلم)

خوشخبریاں دو۔ نفرت نہ پھیلاؤ۔۔۔ آسانیاں پیدا کروں تنگی نہ کرو۔

یہی بات the ten rules of happiness کے دوسرے اصول میں بیان کی گئی ہیں۔

خوشی پھیلائیں:

جب آپ خوشیاں پھیلاتے ہیں تو اس کا کچھ حصہ آپ کے ساتھ چپک جاتا ہے۔

The magic of thinking big کے صفحہ 139 پر ڈاکٹر ڈیوڈ لکھتا

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

ہے۔

اچھی خبر بتائیں: جب کوئی کہتا ہے کہ میرے پاس اچھی خبر ہے تو سب لوگ اس کی جانب متوجہ ہوجائیں گے اچھی خبر سے لوگ خوش ہوتے ہیں۔ بری خبر دینے والے لوگ کبھی دوست نہیں بنا سکتے، پیسہ نہیں کما سکتے اور کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔ولا تجسسوا

ایک دوسرے کے عیب تلاش مت کرو۔

ایم آر کوپ میر how you can get richer quicker میں لکھتا ہے۔ سب سے پہلے میری اس بات کو ذہن نشین کرلیں آپ دوسروں کے نقائص یا ان کی خامیاں تلاش نہیں کریں گے۔۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾ ال عمران ۱۵۹

اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بیشک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں،

حدیث پاک ہے: جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا۔ (معجم اوسط حدیث 6627)

مشورہ، پکا ارادہ اور یقین:

مشورے کے متعلق ایم آر کوپ میر لکھتا ہے: کامیابی کے لیے مشورہ ضروری ہے۔

پکا ارادہ اور یقین دو ایسی عادتیں ہیں میرے مطالعے میں آنے والی سیلف ہیلپ بکس میں شاید کسی اور اصول پر اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا ان دونوں پر دیا گیا ہے۔۔ گویا کہ جس شخص کو یہ دو چیزیں حاصل ہوگئی وہ ضرور کامیاب ہوگا۔۔

Maximum achievement کے صفحہ 131 پر برائن ٹریسی یقین کے

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

متعلق اپنے تجربات لکھنے کے بعد لکھتا ہے" یہ بہت سادہ سی تکنیک ہے لیکن ذہن اعلی کے قانون کی وجہ سے بہت ہی طاقتور ہے اس تکنیک کو آپ لوگ آزما کر دیکھیں آپ ضرور کامیاب ہوں گے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں شک وشبہ نہیں ہونا چاہیے"

اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ

اگر شکر کروگے تو میں تمہیں اور دونگا۔

ایم آر کوپ میر لکھتا ہے: جوں جوں آپ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں آپ کی دولت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے صفحہ: 117

حدیث پاک: بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ اس کی عزت بڑھائے گا (مسلم)

برائن ٹریسی لکھتا ہے: اگر کسی نے آپ کو نقصان پہنچایا ہے تو آپ بھی اسے دل سے معاف کردیں کیونکہ احساس جرم سے انسان کئی قسم کی ذہنی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

ہمارے وہ بھائی جو ان کتابوں اور کورسز میں مشغول ہیں انہیں چاہیے کہ قرآن، احادیث اور علماء وصوفیہ کے اقوال پر بھی اپنی گہری نظر رکھے اسلام کی حقانیت آفتاب کی طرح روشن اور دلوں میں راسخ رہے گی۔ سیلف ہیلپ کتب میں سے ایک اسلامی سیلف ہیلپ کتاب "احیاء العلوم" بھی ہے۔

مدارس سے تعلق رکھنے والے طلباء کو یہی مشورہ ہے کہ جہاں ہم دینی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں وہی ان کتابوں کی طرف بھی رجوع کرنا چاہیے کہ جہاں یہ اسلام کے بارے میں ہمارے یقین کو مزید پختگی بخشے گئیں، وہیں ہم زندگی گزارنے اور کامیابی حاصل کرنے کے اصول وقوانین کے ایک نئے رنگ سے بھی واقف ہوجائیں گے۔

تحریر: فرحان رفیق قادری عفی عنہ۔

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

http://ataunnabi.blogspot.in

for more books click on the link
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari